آدابِ زندگی

مولانا محمد یوسف اصلاحی

ترتیب

تزیینِ معاشرت باب سوم ۱۳۸

دعوتِ دین باب چہارم ۲۴۰

احساسِ عبدیّت باب پنجم ۲۷۵

اُن

فرزندانِ اسلام کے نام

جو

رضاءِ الٰہی کی خاطر
بندگانِ خدا کے دِلوں میں

اسلام کے لیے

جذبۂ شوق وعقیدت پیدا کرنے کی آرزو میں
ان اسلامی آداب سے اپنی زندگیوں کو
بنانے اور سنوارنے کا

عزم وحوصلہ رکھتے ہیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

زندگی سے بھرپور فائدہ اُٹھانا، خاطر خواہ لُطف اندوز ہونا اور فی الواقع کامیاب زندگی گزارنا یقیناً آپ کا حق ہے لیکن اُسی وقت جب آپ زندگی کا سلیقہ جانتے ہوں، کام یاب زندگی کے اصول و آداب سے واقف ہوں، اور نہ صرف واقف ہوں بلکہ عملاً آپ ان اُصول و آداب سے اپنی زندگی کو آراستہ اور شائستہ بنانے کی کوشش میں پیہم سرگرم بھی ہوں۔

ادب و سلیقہ، وقار و شائستگی، نظافت و پاکیزگی، تمیز و حسنِ انتخاب، ترتیب و تنظیم، لطافتِ احساس و حسنِ ذوق، عالی ظرفی اور شرافتِ طبع، ہمدردی اور خیر خواہی، نرم خوئی اور شیریں کلامی، تواضع اور انکساری، ایثار و قربانی، بے غرضی اور خلوص، استقلال و پامردی، فرض شناسی اور مستعدی، خدا ترسی اور پرہیز گاری، توکل و جرأتِ اقدام ـــــ یہ اسلامی زندگی کے وہ دلکش خدو خال ہیں، جن کی بدولت مومن کی بنی سنوری زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتھاہ جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ صرف اہلِ اسلام بلکہ اسلام سے نا آشنا بندگانِ خدا بھی بے اختیار اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں اور عام ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جو انسانیت نواز تہذیب، زندگی کو نکھارنے، سنوارنے اور غیر معمولی جاذبیت سے آراستہ کرنے کے لیے انسانیت کو یہ بیش بہا اصول و آداب عطا کرتی ہے، وہ یقیناً ہوا اور روشنی کی طرح سارے انسانوں کی عام میراث ہے، اور بلاشبہ اس قابل ہے کہ پوری انسانیت اس کو قبول کر کے اس کی بنیادوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کام یاب تعمیر کرے تاکہ دنیا کی زندگی بھی، راحت و سکون، عیش و نشاط اور امن و عافیت کا گہوارہ بنے اور دنیا کے بعد کی زندگی میں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جو ایک کام یاب اور فلاح یافتہ زندگی کے لیے ضروری ہے۔

پیش نظر کتاب ''آدابِ زندگی'' میں اسلامی تہذیب کے انھی اصول و آداب کو معروف تصنیفی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اللہ، اُسوۂ رسولؐ اور اسلاف کے

زندۂ جاوید آثار کی رہ نمائی اور اسلامی ذوق و مزاج کی روشنی میں زندگی کا سلیقہ سکھانے والا یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے، جو پانچ اہم ابواب پر مشتمل ہے:

بابِ اوّل سلیقہ و تہذیب

بابِ دوم حسنِ بندگی

بابِ سوم تزیینِ معاشرت

بابِ چہارم دعوتِ دین

بابِ پنجم احساسِ عبدیّت

اِن پانچ ابواب کے تحت زندگی کے تقریباً سارے ہی پہلوؤں سے متعلق اسلامی آداب کو ● مؤثر ترتیب ● سہل اور سادہ زبان ● عام فہم اور دل نشین تشریحات ● اور بصیرت افروز دلائل کے ساتھ خطابی انداز میں نمبروار پیش کیا گیا ہے۔

توقع ہے کہ "آدابِ زندگی" کا یہ مجموعہ ہر طبقے اور ہر عمر کے شائقین کے لیے خدا کے فضل و کرم سے خاطر خواہ مفید ثابت ہوگا۔ اسلام سے محبت رکھنے والے بھائی اور بہنیں ان گراں قدر آداب اور پرُسوز دعاؤں سے اپنی زندگیاں بھی سنواریں اور اپنے چھوٹوں کے اخلاق وعادات اور طور طریقوں کو بھی سدھارنے اور بنانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو چھوٹوں کو یہ آداب اور دُعائیں یاد کرائیں۔ ان آداب سے زینت پائی ہوئی زندگی دنیا میں بھی قدر و احترام اور محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور آخرت میں بھی اجر و انعام کی مستحق قرار پائے گی۔

کتاب کی ترتیب میں جن اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے حوالے مواقع ہی پر دے دیے گئے ہیں۔

خدائے بزرگ و برتر سے دُعا ہے کہ وہ اِس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان اصول و آداب سے اپنی زندگیوں کو بنا سنوار کر اسلام کے لیے دلوں میں گنجائش اور شوق و عقیدت کے جذبات پیدا کریں، اور یہ مجموعہ بندگانِ خدا کو خدا کے سچے دین کی طرف کھینچ لانے میں ایک مؤثر ذریعہ، اور مرتّب کے لیے بہانۂ مغفرت ثابت ہو، اور ان خادمانِ دین کو بھی جزائے خیر میں شریک فرمائے جن کی گراں قدر کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آمین۔

۳۰۔ اگست ۱۹۶۷ء	محمد یوسف اصلاحی، رامپور

باب اوّل: سلیقہ وتہذیب

①

طہارت ونظافت کے آداب

خدا نے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے "طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے" یعنی آدھا ایمان تو یہ ہے کہ آدمی روح کو پاک وصاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال رکھے، روح کی طہارت ونظافت یہ ہے کہ اس کو کفر وشرک اور معصیت وضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے صالح عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت ونظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہر ناپاکیوں سے پاک وصاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔

۱- سو کر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیے۔ کیا معلوم سوتے میں آپ کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہو۔

۲- غسل خانے کی زمین پر پیشاب کرنے سے پرہیز کیجیے بالخصوص جب غسل خانے کی زمین کچی ہو۔

۳- ضروریات سے فراغت کے لیے نہ قبلہ رُخ بیٹھیے اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ کیجیے۔ فراغت کے بعد ڈھیلے اور پانی سے استنجا کیجیے یا صرف پانی سے طہارت حاصل کیجیے۔ لید، ہڈی اور کوئلے وغیرہ سے استنجا نہ کیجیے اور استنجا کے بعد صابون یا مٹی سے خوب اچھی طرح ہاتھ دھو لیجیے۔

۴- جب پیشاب پاخانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھانے نہ بیٹھیے، فراغت کے بعد کھانا

کھائیے۔

۵- کھانا وغیرہ کھانے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کیجیے، وضو میں بھی دائیں ہاتھ سے کام لیجیے اور استنجا کرنے اور ناک وغیرہ صاف کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کیجیے۔

۶- نرم جگہ پر پیشاب کیجیے تاکہ چھینٹیں نہ اُڑیں، اور ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیجیے۔ ہاں اگر زمین بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا کوئی اور واقعی مجبوری ہو، تو کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں لیکن عام حالات میں یہ بڑی گندی عادت ہے جس سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیے۔

۷- ندی، نہر کے گھاٹ پر، عام راستوں پر اور سایہ دار مقامات پر قضائے حاجت کے لیے نہ بیٹھیے، اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور اَدب و تہذیب کے بھی خلاف ہے۔

۸- جب پاخانے جانا ہو تو جوتا پہن کر اور سر کو ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپ کر جائیے اور جاتے وقت یہ دُعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (بخاری، مسلم)

''خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں سے، ان شیطانوں سے بھی جو مذکر ہیں اور ان سے بھی جو مؤنث ہیں۔''

اور جب پاخانے سے باہر آئیں تو یہ دعا پڑھیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ (نسائی، ابن ماجہ)

''خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور مجھے عافیت بخشی۔''

۹- ناک صاف کرنے یا بلغم تھوکنے کے لیے احتیاط کے ساتھ اُگالدان استعمال کیجیے یا لوگوں کی نِگاہ سے بچ کر اپنی ضروریات پوری کیجیے۔

۱۰- بار بار ناک میں اُنگلی ڈالنے اور ناک کی گندگی نکالنے سے پرہیز کیجیے۔ اگر ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اچھی طرح اطمینان سے صفائی کر لیجیے۔

۱۱- رومال میں بلغم تھوک کر ملنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ یہ بڑی گھناؤنی عادت ہے۔ الاّ یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

۱۲- منہ میں پان بھر کر اس طرح باتیں نہ کیجیے کہ مخاطب پر چھینٹیں اُڑیں اور اُسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمبا کو اور پان کثرت سے کھاتے ہوں تو منہ صاف رکھنے کا بھی انتہائی اہتمام کیجیے اور اس کا بھی لحاظ رکھیے کہ بات کرتے وقت اپنا منہ مخاطب کے قریب نہ لے جائیں۔

۱۳- وضو کافی اہتمام کے ساتھ کیجیے اور اگر ہر وقت ممکن نہ ہو تو اکثر باوضو رہنے کی کوشش کیجیے۔ جہاں پانی میسر نہ ہو تیمّم کرلیا کیجیے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر وضو شروع کیجیے اور وضو کے دوران یہ دعا پڑھیے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (ترمذی)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ خدایا! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور بہت زیادہ پاک وصاف رہنے والے ہیں۔"

اور وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ (نسائی)

"خدایا! تو پاک و برتر ہے اپنی حمد وثنا کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔"

نبیؐ کا ارشاد ہے "قیامت کے روز میری امت کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کی پیشانیاں اور وضو کے اعضاء نور سے جگمگا رہے ہوں گے پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھا لے۔" (بخاری، مسلم)

۱۴- پابندی کے ساتھ مسواک کیجیے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ایک مرتبہ آپؐ کے پاس کچھ لوگ

آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے۔ آپ نے دیکھا تو تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔

۱۵- ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ہی غسل کیجیے۔ جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیجیے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز میں شرکت کیجیے، نبیؐ نے فرمایا، امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! امانت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ناپاکی سے پاک ہونے کے لیے غسل کرنا اس سے بڑھ کر خدا نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے پس جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کرے۔

۱۶- ناپاکی کی حالت میں نہ مسجد میں جایئے اور نہ مسجد میں سے گزریے۔ اور اگر کوئی صورت ممکن ہی نہ ہو تو پھر تیمّم کر کے مسجد میں جایئے یا گزریے۔

۱۷- بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کا بھی اہتمام کیجیے، ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بے ڈھنگے بالوں کو قینچی سے دُرست کر لیجیے، آنکھوں میں سرمہ بھی لگایئے۔ ناخن ترشوانے اور صاف رکھنے کا بھی اہتمام کیجیے اور سادگی اور اعتدال کے ساتھ مناسب زیب و زینت کا اہتمام کیجیے۔

۱۸- چھینکتے وقت منہ پر رومال رکھ لیجیے تاکہ کسی پر چھینٹ نہ پڑے، چھینکنے کے بعد ''الحمدللہ'' خدا کا شکر ہے'' کہیے۔ سننے والا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' خدا آپ پر رحم فرمائے'' کہے اور اس کے جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہُ'' خدا آپ کو ہدایت بخشے'' کہیے۔

۱۹- خوشبو کا کثرت سے استعمال کیجیے، نبیؐ خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ سو کر اُٹھنے کے بعد جب ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور لگاتے۔

(۲)

صحت کے آداب

۱۔صحت خدا کی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی۔صحت کی قدر کیجیے اور اس کی حفاظت میں کبھی لاپرواہی نہ برتیے۔ایک بار جب صحت بگڑ جاتی ہے تو پھر بڑی مشکل سے بنتی ہے جس طرح حقیر دیمک بڑے بڑے کتب خانوں کو چاٹ کر تباہ کر ڈالتی ہے۔اسی طرح صحت کے معاملے میں معمولی سی خیانت اور حقیر بیماری زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔صحت کے تقاضوں سے غفلت برتنا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بے حسی بھی ہے اور خدا کی ناشکری بھی۔

انسانی زندگی کا اصل جوہر عقل و اخلاق اور ایمان وشعور ہے، اور عقل و اخلاق اور ایمان وشعور کی صحت کا دارومدار بھی بڑی حد تک جسمانی صحت پر ہے۔عقل و دماغ کی نشوونما، فضائلِ اخلاق کے تقاضے، اور دینی فرائض کو ادا کرنے کے لیے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔کم زور اور مریض جسم میں عقل و دماغ بھی کم زور ہوتے ہیں۔اور ان کی کارگزاری بھی نہایت ہی حوصلہ شکن۔اور جب زندگی امنگوں، ولولوں اور حوصلوں سے محروم ہو، اور ارادے کم زور ہوں، جذبات سرد اور مضمحل ہوں تو ایسی بے رونق زندگی، جسمِ ناتواں کے لیے وبال بن جاتی ہے۔

زندگی میں مومن کو جو اعلیٰ کارنامے انجام دینا ہیں اور خلافت کی جس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو، عقل و دماغ میں قوت ہو، ارادوں میں مضبوطی ہو، حوصلوں میں بلندی ہو، اور زندگی ولولوں، امنگوں، اور اعلیٰ جذبات سے بھرپور ہو۔صحت منداور زندہ دل افراد سے ہی زندہ قومیں بنتی ہیں اور ایسی ہی قومیں کارگاہِ حیات میں اعلیٰ قربانیاں پیش کر کے اپنا مقام پیدا کرتی ہیں اور زندگی کی قدر و عظمت سمجھاتی ہیں۔

۲۔ہمیشہ خوش و خرم، ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہیے۔خوش باشی، خوش اخلاقی،

مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پرکشش اور صحت مند رکھیے، غم، غصہ، رنج وفکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی الجھنوں سے دور رہیے۔ یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی الجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو" (مشکوٰۃ)

ایک بار نبی ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لیے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا۔ اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نبیؐ نے ارشاد فرمایا: "خدا اس سے بے نیاز ہے کہ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔"

حضرت عمرؓ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چال چل رہا ہے۔ آپ نے اس کو روکا اور پوچھا "تمھیں کیا بیماری ہے؟" اس نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے۔" آپ نے اپنا دُرّہ اُٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا۔ "راستہ پر پوری قوت کے ساتھ چلو۔"

نبی ﷺ جب راستے پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے کسی نشیب میں اتر رہے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں "میں نے نبی ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔" (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے اپنی امت کو جو دعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعِجزِ وَالْکَسلِ وَ ضَلْعِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ (بخاری، مسلم)

"خدایا! میں اپنے کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، پریشانی سے، غم سے، بے چارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں۔"

۳- اپنے جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیے، جسمانی قوتوں کو ضائع نہ کیجیے،

جسمانی قوتوں کا یہ حق ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے اور ان سے برداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمھارے اندر طاقت ہو۔ اس لیے کہ خدا نہیں اکتاتا یہاں تک کہ خود تم ہی اکتا جاؤ۔'' (بخاری)

حضرت ابو قیسؓ فرماتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب کہ نبیؐ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابو قیس دھوپ میں کھڑے ہو گئے۔ نبیؐ نے حکم دیا تو وہ سائے کی طرف ہٹ گئے۔ (الادب المفرد)

اور آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی کے جسم کا کچھ حصہ دھو… رہے اور کچھ سائے میں۔ قبیلۂ باہلہ کی ایک خاتون حضرت مجیبہؓ بیان کرتی … بار میرے ابا نبی ﷺ کے یہاں دین کا علم حاصل کرنے کے لیے گئے۔ اور (دین … تیں معلوم کر کے) گھر واپس آ گئے پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (تو نبی ﷺ انھیں بالکل نہ پہچان سکے) تو انھوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے مجھے پہچانا نہیں؟ نبیؐ نے فرمایا ''نہیں میں نے تو تمھیں نہیں پہچانا۔ اپنا تعارف کراؤ۔؟'' انھوں نے کہا ''میں قبیلۂ باہلہ کا ایک فرد ہوں پچھلے سال بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔'' تو نبی ﷺ نے کہا۔ ''یہ تمھاری حالت کیا ہو رہی ہے! '' پچھلے سال جب آئے تھے تب تو تمھاری شکل و صورت اور حالت بڑی اچھی تھی!'' انھوں نے بتایا کہ جب سے میں آپؐ کے پاس سے گیا ہوں۔ اس وقت سے اب تک برابر روزے رکھ رہا ہوں، صرف رات میں کھانا کھاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے'' اہ مخواہ اپنے کو عذاب میں ڈالا (اور اپنی صحت برباد کر ڈالی) پھر آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھو، اور اس کے علاوہ ہر مہینے ایک روزہ رکھ لیا کرو۔'' انھوں نے کہا ''حضور! ایک دن سے زیادہ کی اجازت دیجیے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہر مہینے میں ۲دو دن روزہ رکھ لیا کرو انھوں نے پھر کہا، حضورؐ! کچھ اور زیادہ کی اجازت دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا ہر مہینے میں تین دن۔'' انھوں نے کہا، حضور! کچھ اور اضافہ فرمایئے'' آپؐ نے فرمایا'' اچھا ہر سال محرم مہینوں میں روزے رکھو، اور چھوڑ دو۔ ایسا ہی ہر سال کرو۔'' یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ

فرمایا ان کو ملایا پھر چھوڑ دیا (اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ رجب، شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں روزے رکھا کرو اور کسی سال ناغہ بھی کر دیا کرو) اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''مومن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ذلیل کرے'' لوگوں نے پوچھا ''مومن بھلا کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟'' ارشاد فرمایا۔ ''اپنے آپ کو ناقابل برداشت آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔'' (ترمذی)

۴۔ ہمیشہ سخت کوشی، جفاکشی، محنت، مشقت اور بہادری کی زندگی گزاریے ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالیے اور سخت جان بن کر سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کا اہتمام کیجیے۔ آرام طلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کاہل، عیش کوش، پست ہمت اور دنیا پرست نہ بنیے۔

نبی ﷺ جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ ''معاذ! اپنے کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا۔ اس لیے کہ خدا کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔''
(مشکوٰۃ)

اور حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے۔'' (ابوداؤد)

نبی ﷺ ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپؐ تیرنے سے بھی دِل چسپی رکھتے تھے اس لیے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔ ایک بار ایک تالاب میں آپؐ اور آپؐ کے چند صحابی تیر رہے تھے۔ آپؐ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرما دی، کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے چناں چہ آپؐ کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ قرار پائے۔ آپ تیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور جا کر ان کی گردن پکڑ لی۔

نبیؐ کو سواری کے لیے گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپؐ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے، اپنی آستین سے اس کا منہ پونچھتے اور صاف کرتے۔ اس کی ایال کے بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک کے لیے وابستہ ہے۔''

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تیر چلانا سیکھو۔ گھوڑے پر سوار ہوا

کرو۔ تیراندازی کرنے والے مجھے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں سے بھی زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیراندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے خدا کی نعمت کی ناقدری کی۔" (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے خطرے کے موقع پر مجاہدین کی پاسبانی کی اس کی یہ رات شبِ قدر سے زیادہ افضل ہے۔" (حاکم)

نبی ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی؟ ارشاد فرمایا۔ نہیں، اس وقت تمھاری تعداد کم نہ ہوگی۔ بلکہ تم بہت بڑی تعداد میں ہوگے۔ البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہوگے۔

تمھارے دشمنوں کے دل سے تمھارا رعب نکل جائے گا اور تمھارے دلوں میں پست ہمتی گھر کر لے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہؐ! یہ پست ہمتی کس وجہ سے آ جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا "اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے۔"

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بہترین زندگی اس شخص کی زندگی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے خدا کی راہ میں اس کو اُڑاتا پھرتا ہے، جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوڑ گیا، قتل اور موت سے ایسا بے خوف ہے گویا اس کی تلاش میں ہے۔" (مسلم)

۵- خواتین بھی سخت کوشی اور محنت و مشقت کی زندگی گزاریں، گھر کا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کریں۔ چلنے پھرنے اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، آرام طلبی، سستی اور عیش کوشی سے پرہیز کریں۔ اور اولاد کو بھی شروع سے سخت کوش، جفاکش اور سخت جان اٹھانے کی کوشش کریں۔ گھر میں ملازم ہوں تب بھی اولاد کو بات بات میں ملازم کا سہارا لینے سے منع کریں، اور عادت ڈلوائیں کہ بچے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ باورچی خانے کا کام خود کرتیں۔ چکّی پیستیں۔ پانی بھر کر لاتیں۔

کپڑے دھوتیں۔ سینے پرونے کا کام کرتیں اور محنت مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدانِ جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو، اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمّہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بشرے سے محنت کی تکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگجاپن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔'' (آپؐ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے بتایا)

۶- سحر خیزی کی عادت ڈالیے۔ سونے میں اعتدال کا خیال رکھیے نہ اتنا کم سوییے کہ جسم کو پوری طرح آرام و سکون نہ مل سکے اور اعضاء میں تکان اور شکستگی رہے اور نہ اتنا زیادہ سوییے کہ سستی اور کاہلی پیدا ہو۔ رات کو جلد سونے اور صبح کو جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔

صبح اُٹھ کر خدا کی بندگی بجا لائیے۔ اور چمن یا میدان میں ٹہلنے اور تفریح کرنے کے لیے نکل جائیے، صبح کی تازہ ہوا صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ روزانہ اپنی جسمانی قوت کے لحاظ سے مناسب اور ہلکی پھلکی ورزش کا بھی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپؐ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا عشا کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے، جس کو کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا پھر گھر والوں سے ضرورت کی بات چیت کرنی ہو۔

۷- ضبطِ نفس کی عادت ڈالیے۔ اپنے جذبات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھیے، اپنے دل کو بہکنے، خیالات کو منتشر ہونے اور نگاہ کو آوارہ ہونے سے بچائیے۔ خواہشات کی بے راہ روی اور نظر کی آوارگی سے قلب و دماغ، سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال، ملاحت و کشش اور مردانہ صفات کی دل کشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہمت، پست حوصلہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"آنکھوں کا زنا بدنگاہی اور زبان کا زنا بے حیائی کی گفتگو ہے۔ نفس تقاضے کرتا ہے اور شرمگاہ یا تو اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب؟"

کسی حکیم و دانا نے کہا ہے:

مسلمانو! بدکاری کے قریب نہ پھٹکو، اس میں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں تو دنیا کی ہیں اور تین آخرت کی۔ دنیا کی تین خرابیاں یہ ہیں کہ اس سے

- آدمی کے چہرے کی رونق اور کشش جاتی رہتی ہے۔
- آدمی پر فقر و افلاس کی مصیبت نازل ہوتی ہے۔
- اور اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔

۸- نشہ آور چیزوں سے بچیے۔ نشہ آور چیزیں دماغ کو بھی متاثر کرتی ہیں اور معدے کو بھی۔ شراب تو خیر حرام ہے ہی اس کے علاوہ بھی جو نشہ لانے والی چیزیں ہیں ان سے بھی پرہیز کیجیے۔

۹- ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھیے، جسمانی محنت میں، دماغی کاوش میں، ازدواجی تعلق میں، کھانے پینے میں، سونے اور آرام کرنے میں۔ فکر مند رہنے اور ہنسنے میں، تفریح میں اور عبادت میں، رفتار اور گفتار میں غرض ہر چیز میں اعتدال اختیار کیجیے اور اس کو خیر و خوبی کا سرچشمہ تصور کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی بھلی ہے اور عبادت میں درمیانی روش کیا ہی بہتر ہے۔" (مسند بزار، کنز العمال)

۱۰- کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیے۔ پرخوری سے بچیے۔ ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کیجیے۔ کھانا بھوک لگنے پر ہی کھائیے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اُٹھ جائیے۔ بھوک سے زیادہ تو ہرگز نہ کھائیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔" (ترمذی)

صحت کا دار و مدار معدے کی صحت مندی پر ہے اور زیادہ کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے ایک تمثیل میں اس کو یوں واضح فرمایا ہے۔

''معدہ بدن کے لیے حوض کی مانند ہے اور رگیں اس حوض سے سیراب ہونے والی ہیں پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحت سے سیراب لوٹیں گی اور اگر معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوس کر لوٹیں گی۔'' (بیہقی)

کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہے۔''

۱۱- ہمیشہ سادہ کھانا کھائیے۔ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائیے۔ زیادہ گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیجیے۔ مسالوں چٹخاروں اور ضرورت سے زیادہ لذت طلبی سے پرہیز کیجیے۔

ایسی غذاؤں کا اہتمام کیجیے جو زود ہضم اور سادہ ہوں اور جن سے جسم کو صحت اور توانائی ملے۔ محض لذت طلبی اور زبان کے چٹخاروں کے پیچھے نہ پڑیے۔

نبی ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔ زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے، بہت زیادہ گرم کھانا جس میں سے بھاپ نکلتی ہوتی نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے۔ گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ خدا نے ہم کو آگ نہیں کھلائی ہے اور کبھی ارشاد فرماتے گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپؐ گوشت پسند فرماتے خاص طور پر دست، گردن اور پیٹھ کا گوشت رغبت سے کھاتے۔ درحقیقت جسم کو قوت بخشنے اور مجاہدانہ مزاج بنانے کے لیے گوشت ایک اہم اور لازمی غذا ہے اور مومن کا سینہ ہمہ وقت مجاہدانہ جذبات سے آباد رہنا چاہیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کیے بغیر مر گیا اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا۔'' (مسلم)

۱۲- کھانا نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ خوب چبا چبا کر کھایے۔ غم، غصّہ، رنج اور گھبراہٹ میں جو کھانا نگلا جاتا ہے وہ معدہ پر برا اثر ڈالتا ہے اور اس سے جسم کو خاطر خواہ قوت نہیں مل پاتی۔ دسترخوان پر نہ تو بالکل خاموش فسردہ اور غمزدہ ہو کر بیٹھیے اور نہ حد سے بڑھی ہوئی

خوش طبعی کا مظاہرہ کیجیے کہ دستر خوان پر قہقہے بلند ہونے لگیں، کھانے کے دوران قہقہے لگانا بعض اوقات جان کے لیے خطرے کا باعث بن جاتا ہے۔

دستر خوان پر اعتدال کے ساتھ ہنستے بولتے رہیے، خوشی اور نشاط کے ساتھ کھانا کھائیے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیجیے اور جب بیمار ہوں تو پرہیز بھی پورے اہتمام سے کیجیے۔

امِ منذرؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضورؐ ان میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ وہ بھی نوش فرمانے لگے تو نبی ﷺ نے ان کو روک دیا، کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو تم مت کھاؤ چناں چہ حضرت علیؓ رک گئے اور نبی ﷺ کھاتے رہے، اُمِّ منذر کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چقندر لے کر پکائے۔ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ علی! یہ کھاؤ یہ تمھارے لیے مناسب کھانا ہے۔ (شمائل ترمذی)

نبی ﷺ کے دستر خوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپؐ بار بار اس سے فرماتے جاتے کھائیے، اور کھائیے۔ جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا تب آپؐ اپنے اصرار سے باز آتے۔

یعنی آپؐ نہایت خوش گوار فضا اور خوشی کے ماحول میں مناسب گفتگو کرتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔

۱۳- دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجیے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجیے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ۔ ''دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ۔ رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو۔''

۱۴- آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجیے۔ تیز روشنی سے آنکھیں نہ لڑائیے۔ سورج کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھیے۔ زیادہ مدھم یا زیادہ تیز روشنی میں نہ پڑھیے۔ ہمیشہ صاف اور معتدل روشنی میں مطالعہ کیجیے۔ زیادہ جاگنے سے بھی پرہیز کیجیے۔ دھول غبار سے آنکھوں کو بچایئے۔ آنکھوں میں سُرمہ لگایئے۔ اور ہمیشہ آنکھیں صاف رکھنے کی کوشش کیجیے۔ کھیتوں، باغوں اور

سبزہ زاروں میں سیر وتفریح کیجیے۔ سبزہ دیکھنے سے نگاہوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ آنکھوں کو بدنگاہی سے بچائیے۔ اس سے آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''تمھاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔'' مومن کا فرض ہے کہ وہ خدا کی اس نعمت کی قدر کرے اس کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے، اس کی حفاظت اور صفائی کا اہتمام رکھے۔ وہ ساری تدبیریں اختیار کرے، جن سے آنکھوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اور ان باتوں سے بچا رہے جن سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اسی طرح جسم کے دوسرے اعضا اور قویٰ کی حفاظت کا بھی خیال رکھیے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے: ''لوگو! آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو۔ سرمہ آنکھ کے میل کو دور کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔'' (ترمذی)

۱۵- دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجیے۔ دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمے پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دانت مضبوط بھی رہتے ہیں۔ مسواک کی عادت ڈالیے، منجن وغیرہ کا بھی استعمال رکھیے، پان یا تمباکو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو خراب نہ کیجیے۔ کھانے کے بعد بھی دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لیا کیجیے۔

دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منھ صاف فرماتے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ''ہم نبی ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتے تھے، جس وقت بھی خدا کا حکم ہوتا آپؐ اٹھ بیٹھتے تھے اور مسواک کرتے تھے۔ پھر وضو کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔'' (مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر چکا ہوں۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور خدا کو راضی کرنے والی ہے۔'' (نسائی)

آپؐ کا ارشاد ہے ''اگر میں اپنی امت کے لیے شاق نہ سمجھتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (ابوداؤد)

ایک بار آپؐ سے ملنے کے لیے کچھ مسلمان خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے دانت

صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپؐ کی نظر پڑی تو فرمایا: تمھارے دانت پیلے پیلے کیوں نظر آرہے ہیں؟ مسواک کیا کرو۔ (مسند احمد)

۱۶- بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجیے۔ ان ضرورتوں کو روکنے سے معدے اور دماغ پر نہایت برے اثرات پڑتے ہیں۔

۱۷- پاکی، طہارت اور نظافت کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ قرآن حکیم میں ہے:

"خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے جو بہت زیادہ پاک وصاف رہتے ہیں۔" (التوبہ:۱۰۸)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔"

صفائی اور پاکیزگی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی ﷺ نے طہارت کے تفصیلی احکام دیے ہیں اور ہر معاملے میں طہارت و نظافت کی تاکید کی ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیے۔ انھیں گندہ ہونے سے بچائیے اور مکھیوں سے حفاظت کیجیے۔ برتنوں کو صاف ستھرا رکھیے۔ لباس اور لیٹنے بیٹھنے کے بستروں کو پاک صاف رکھیے، اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھیے۔ جسم کی صفائی کے لیے وضو اور غسل کا اہتمام کیجیے۔ جسم اور لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور پاکیزگی سے روح کو بھی سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور تازگی ملتی ہے اور بہ حیثیت مجموعی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوش گوار اثر پڑتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں "جب سے میں اسلام لایا ہوں ہر نماز کے لیے باوضو رہتا ہوں۔"

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا "کل تم مجھ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہوگئے؟ بولے یارسول اللہؐ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر کے ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "ہر مسلمان پر خدا کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن غسل کیا کرے اور اپنے سر اور بدن کو دھویا کرے۔" (بخاری)

(۳)

لباس کے آداب

ا-لباس ایسا پہنیے جو شرم وحیا، غیرت وشرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس سے تہذیب وسلیقہ اور زینت وجمال کا اظہار ہو۔

قرآنِ پاک میں خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَ رِیْشًاؕ

(الاعراف:۲۶)

''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمھارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمھارے لیے زینت اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہو۔''

ریش دراصل پرندے کے پروں کو کہتے ہیں۔ پرندے کے پر اس کے لیے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہیں اور جسم کی حفاظت کا بھی۔ عام استعمال میں ریش کا لفظ جمال وزینت اور عمدہ لباس کے لیے بولا جاتا ہے۔

لباس کا مقصد زینت وآرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اولین مقصد قابلِ شرم حصوں کی ستر پوشی ہے۔ خدا نے شرم وحیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم اور حضرت حواؑ علیہما السلام سے جنت کا لباسِ فاخرہ اتروالیا گیا تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ اس لیے لباس میں اس مقصد کو سب سے مقدم سمجھئے اور ایسا لباس منتخب کیجیے، جس سے ستر پوشی کا مقصد بہ خوبی پورا ہو سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اہتمام رہے کہ لباس موسمی اثرات سے جسم کی حفاظت کرنے والا بھی ہو اور ایسا سلیقے کا لباس ہو، جو زینت وجمال اور تہذیب کا بھی ذریعہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اسے پہن کر آپ کوئی عجوبہ یا کھلونا بن جائیں اور لوگوں کے لیے ہنسی اور دل لگی کا موضوع مہیا ہو جائے۔

۲-لباس پہنتے وقت یہ سوچیے کہ یہ وہ نعمت ہے، جس سے خدا نے صرف انسان کو نوازا ہے۔ دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں۔ اس امتیازی بخشش و انعام پر خدا کا شکر ادا کیجیے اور اس امتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی خدا کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجیے۔ لباس خدا کی ایک زبردست نشانی ہے۔ لباس پہنیں تو اس احساس کو تازہ کیجیے اور جذباتِ شکر کا اظہار اس دعا کے الفاظ میں کیجیے، جو نبیؐ نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

۳-بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی بھی مراد ہے اور ظاہری پرہیزگاری کا لباس بھی۔ یعنی ایسا لباس پہنیے، جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو، جس سے کبر و غرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لیے مردوں سے مشابہت کا ذریعہ ہو اور نہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہنیے، جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں، جو شریعت نے ان کے لیے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں، جو شریعت نے ان کے لیے مقرر کی ہیں۔

۴-نیا لباس پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجیے کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ کپڑا عنایت فرمایا۔ اور شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر نیا لباس پہننے کی وہ دعا پڑھیے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، کرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ، اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ۔ (ابوداؤد)

”خدایا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کے خیر کا خواہاں ہوں اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے، جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔“

دعا کا مطلب یہ ہے کہ خدایا تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرا بخشا ہوا لباس انھی مقاصد کے لیے استعمال کروں، جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس سے

اپنی ستر پوشی کرسکوں اور بے شرمی، بے حیائی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں اور شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے میں اس کے ذریعے اپنے جسم کی حفاظت کرسکوں اور اس کو زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں، کپڑے پہن کر نہ تو دوسروں پر اپنی بڑائی جتاؤں، نہ غرور اور تکبر کروں اور نہ تیری اس نعمت کو استعمال کرنے میں شریعت کی ان حدود کو توڑوں، جو تو نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لیے مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص نئے کپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرانے کپڑے کسی غریب کو خیرات میں دے دے۔ اور نئے کپڑے پہنتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔

''ساری تعریف اور حمد اس خدا کے لیے ہے، جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو اس زندگی میں میرے لیے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہے۔''

جو شخص بھی نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھے گا۔ خدا تعالیٰ اس کو زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے گا۔'' (ترمذی)

۵- کپڑے پہنتے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھیے، قمیص، کرتہ، شیروانی اور کوٹ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین پہنیے اور اسی طرح پائجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھے پیر میں پائینچہ ڈالیے۔ نبی اکرم ﷺ جب قمیص پہنتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں ڈالتے۔ اسی طرح جب آپؐ جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر الٹا پاؤں الٹے جوتے میں ڈالتے اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے پھر سیدھا پاؤں نکالتے۔

۶- کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجیے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ کوئی ایذا پہنچائے۔ نبی ﷺ ایک بار ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔

پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپؐ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوّا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا ''ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے۔''

(طبرانی)

۷- لباس سفید پہنیے سفید لباس مردوں کے لیے پسندیدہ ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ یہ بہترین لباس ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہیے اور سفید ہی کپڑے میں مردوں کو دفن کرنا چاہیے۔'' (ترمذی)

ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا ''سفید کپڑے پہنا کرو۔ اس لیے کہ سفید کپڑا زیادہ صاف ستھرا رہتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔''

زیادہ صاف ستھرا رہنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس پر ذرا سا داغ دھبّہ بھی لگے تو فوراً محسوس ہو جائے گا اور آدمی فوراً دھو کر صاف کر لے گا اور اگر کوئی رنگین کپڑا ہو گا تو اس پر داغ دھبّہ جلد نظر نہ آ سکے گا اور جلد دھونے کی طرف توجہ نہ ہو سکے گی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ سفید لباس پہنا کرتے تھے یعنی آپؐ نے خود بھی سفید لباس پسند کیا اور امت کے مردوں کو بھی اسی کے پہننے کی ترغیب دی۔

۸- پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھیے۔ جو لوگ غرور و تکبر میں اپنا پائجامہ اور لنگی وغیرہ لٹکا لیتے ہیں۔ نبیؐ کی نظر میں وہ ناکام اور نامراد لوگ ہیں اور سخت عذاب کے مستحق ہیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کرے گا بلکہ ان کو انتہائی دردناک عذاب دے گا، حضرت ابوذر غفاریؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا:

ایک وہ جو غرور اور تکبّر میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جو احسان جتاتا ہے۔

اور تیسرا وہ شخص ہے، جو جھوٹی قسموں کے سہارے اپنی تجارت کو چمکانا چاہتا ہے۔
(مسلم)

حضرت عبید بن خالدؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں ''میں ایک بار مدینہ منورہ میں جارہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا اپنا تہبند اوپر اٹھا لو ـــــ کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی نجاست سے بھی۔ میں نے گردن پھیر کر جو دیکھا تو نبی کریم ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے۔ بھلا اس میں کیا تکبر اور غرور ہو سکتا ہے!'' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمھارے لیے میری اتباع ضروری نہیں ہے۔ میں نے نبیؐ کے الفاظ سنے تو فوراً میری نگاہ آپؐ کے تہمد پر پڑی، میں نے دیکھا کہ آپؐ کا تہمد نصف پنڈلی تک اونچا ہے۔''

نبی ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''ٹخنوں سے اونچا پائجامہ اور لنگی وغیرہ رکھنے سے آدمی ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔'' بڑا ہی معنیٰ خیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کی گندگی سے میلا اور خراب ہوگا۔ پاک صاف نہ رہ سکے گا۔ اور یہ بات ذوقِ طہارت و نظافت پر نہایت گراں ہے۔ پھر ایسا کرنا کبر و غرور کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبر و غرور باطنی گندگی ہے اور اگر یہ مصلحتیں نہ بھی ہوں تو مومن کے لیے تو یہ فرمان ہی سب کچھ ہے کہ ''نبی ﷺ کی زندگی میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے۔'' (الاحزاب:۲۱)

اور ابوداؤد کی حدیث میں تو آپؐ نے اس کی بڑی لرزہ خیز سزا بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''مومن کا تہمد آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے تہمد کا جتنا حصہ لٹکے گا وہ آگ میں جلے گا۔ اور جو شخص غرور اور گھمنڈ میں اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا۔ قیامت کے دن خدا اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔''

۹- ریشمی کپڑا نہ پہنیے، یہ عورتوں کا لباس ہے اور نبی ﷺ نے مردوں کو عورتوں کا سا لباس پہننے اور ان کی سی شکل و صورت بنانے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ریشمی لباس نہ پہنو کہ جو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا۔"

(بخاری، مسلم)

ایک بار نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"اس ریشمی کپڑے(۱) کو پھاڑ کر اور اس کے دوپٹے بنا کر ان فاطماؤں(۲) میں تقسیم کر دو۔"

(مسلم)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے ریشمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے اسی لیے آپؐ نے حکم دیا کہ خواتین کے دوپٹے بنا دو ورنہ کپڑا تو دوسرے کاموں میں بھی آ سکتا ہے۔

۱۰- عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں، جس میں سے بدن جھلکے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں، جس میں سے بدن کی ساخت اور زیادہ پرکشش ہو کر نمایاں ہو اور وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں۔ نبیؐ نے ایسی آبرو باختہ عورتوں کو عبرتناک انجام کی خبر دی ہے۔

"وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں، جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو رِجھاتی ہیں اور خود دوسروں پر ریجھتی ہیں۔ ان کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ٹیڑھے ہیں، یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔ درآں حالے کہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے۔"

(ریاض الصالحین)

ایک بار حضرت اسماءؓ باریک کپڑے پہنے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ سامنے آئیں تو آپؐ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا:

---

(۱) یہ کپڑا آپ کو اکیدر، دومہ کے حکمران نے تحفے میں بھیجا تھا۔

(۲) فاطماؤں سے مراد یہ تین قابل احترام خواتین ہیں:

(۱) فاطمہ زہراؓ نبی ﷺ کی پیاری بیٹی اور حضرت علیؓ کی زوجۂ محترمہ۔

(۲) فاطمہ بنتِ اسدؓ، حضرت علیؓ کی والدۂ محترمہ۔

(۳) فاطمہ بنتِ حمزہؓ حضرت حمزہؓ عمِ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی۔

''اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ منھ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔

۱۱-تہمد اور پائجامہ وغیرہ پہننے کے بعد بھی ایسے انداز سے لیٹنے اور بیٹھنے سے بچیے، جس میں بدن کھل جانے یا نمایاں ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔''ایک جوتا پہن کر نہ چلا کرو۔ اور تہمد میں ایک زانو اٹھا کر اکڑوں نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور چادر پورے بدن پر اس انداز سے نہ لپیٹو (کہ کام کاج کرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور نہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھو۔'' (کہ اس طرح بھی ستر پوشی میں بے احتیاطی کا اندیشہ ہے)

۱۲-لباس میں عورتیں اور مرد ایک دوسرے کا سا رنگ ڈھنگ نہ اختیار کریں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ'' خدا نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے، جو مردوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں۔''

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ'' رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا سا لباس پہنے۔'' (ابوداؤد)

ایک بار حضرت عائشہؓ سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت ہے، جو مردوں کے سے جوتے پہنتی ہے تو آپؓ نے فرمایا'' رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں۔''

۱۳-خواتین دوپٹہ اوڑھے رہنے کا اہتمام رکھیں اور اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپائے رکھیں۔ دوپٹہ ایسا باریک نہ اوڑھیں، جس سے سر کے بال نظر آئیں۔ دوپٹے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس سے زینت کو چھپایا جائے۔ قرآنِ پاک میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ (النور:۳۱)

''اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں۔''

ایک بار نبی ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ آئی۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دِحیہ کلبی کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لیے دے دو۔ مگر ان سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابوداؤد)

کتاب وسنت کی اِس صریح ہدایت کو پیش نظر رکھ کر احکامِ الٰہی کے مقصد کو پورا کیجیے اور چارگرہ کی پٹی کو گلے کا ہار بنا کر خدا اور رسول کے احکام کا مذاق نہ اڑائیے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”جب یہ حکم نازل ہوا تو عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے۔“ (ابوداؤد)

۱۴- لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنیئے۔ نہ ایسا لباس پہنیے، جس سے فخر ونمائش کا اظہار ہو اور آپ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولت مندی کی بے جا نمائش کریں اور نہ ایسا لباس پہنیے، جو آپ کی وسعت سے زیادہ قیمتی ہو اور آپ فضول خرچی کے گناہ میں مبتلا ہوں اور نہ ایسے شکستہ حال بنے رہیں کہ ہر وقت آپ کی صورت سوال بنی رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر آئیں۔ بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت وحیثیت کے لحاظ سے موزوں باسلیقہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیے۔

بعض لوگ پھٹے پرانے اور پیوند لگے کپڑے پہن کر شکستہ حال بنے رہتے ہیں اور اس کو دین داری سمجھتے ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیا دار سمجھتے ہیں، جو صاف ستھرے سلیقے کے کپڑے پہنتے ہیں حالاں کہ دین داری کا یہ تصور سراسر غلط ہے۔ حضرت ابوالحسن علی شاذلیؒ ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شاذلیؒ نے جواب دیا ”بھائی یہ شان وشوکت، عظمت وشان والے خدا کی حمد وشکر کا اظہار ہے اور تمھاری یہ شکستہ حالی صورتِ سوال ہے۔ تم زبانِ حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو۔“ دراصل دین داری کا انحصار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباسِ فاخرہ پہننے پر۔ دین داری کا دار ومدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملے میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ

کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر وغرور دکھائے۔

حضرت ابوالاحوصؒ کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمھارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا۔ جی ہاں، دریافت فرمایا کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا خدا نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں۔ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب خدا نے تمھیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمھارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے تمھیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ یہ تو خدا کی ناشکری ہے۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی ﷺ ملاقات کی غرض سے ہمارے یہاں تشریف لائے۔ تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپؐ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا، جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (یعنی صابون وغیرہ) نہیں ہے، جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔ (مشکوٰۃ)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا یا رسول اللہؐ! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو۔ سر میں تیل لگا ہوا ہو۔ جوتے بھی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوڑہ بھی نہایت عمدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ اس کی گفتگو سنتے رہے پھر فرمایا: ''یہ ساری ہی باتیں پسندیدہ ہیں اور خدا اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔'' (مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں، آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں،

بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہو جایا کرو) خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن سنور کر جائے۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ ایک شخص نے کہا۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا ''خدا خود صاحبِ جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے) غرور تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔'' (مسلم)

۱۵- پہننے اوڑھنے اور بناؤ سنگار کرنے میں بھی ذوق اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیے۔ گریبان کھولے کھولے پھرنا، اُلٹے سیدھے بٹن لگانا۔ ایک پائینچہ چڑھانا اور ایک نیچا رکھنا۔ اور ایک جوتا پہنے پہنے چلنا یا الجھے ہوئے بال رکھنا، یہ سب ہی باتیں ذوق اور سلیقے کے خلاف ہیں۔

ایک دن نبی ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا، جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور داڑھی کو سنوارو۔ چناں چہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بنا سنوار کر آیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ''کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال الجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شیطان ہے۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اتار کر چلو۔'' (ترمذی)

اور اسی حدیث کی روشنی میں علماءِ دین نے ایک آستین اور ایک موزہ پہننے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

۱۶- سرخ اور شوخ رنگ، زرق برق پوشاک اور نمائشی سیاہ اور گیروا کپڑے پہننے سے

بھی پرہیز کیجیے۔ سرخ اور شوخ رنگ اور زرق برق پوشاک عورتوں ہی کے لیے مناسب ہے اور ان کو بھی حدود کا خیال رکھنا چاہیے۔ رہے نمائشی لمبے چوڑے جبے یا سیاہ اور گیروا جوڑے پہن کر دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری دکھانا اور اپنا امتیاز جتانا تو یہ سراسر کبر وغرور کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسے عجیب وغریب اور مضحکہ خیز کپڑے بھی نہ پہنیے، جس کے پہننے سے آپ خواہ مخواہ عجوبہ بن جائیں اور لوگ آپ کو ہنسی اور دل لگی کا موضوع بنالیں۔

۱۷- ہمیشہ سادہ، باوقار اور مہذب لباس پہنیے اور لباس پر ہمیشہ اعتدال کے ساتھ خرچ کیجیے۔ لباس میں عیش پسندی اور ضرورت سے زیادہ نزاکت سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"عیش پسندی سے دُور رہو، اس لیے کہ خدا کے پیارے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔" (مشکوٰۃ)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض خاکساری اور عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کی تو خدا اس کو شرافت اور بزرگی کے لباس سے آراستہ فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

صحابۂ کرامؓ ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ "لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔" (ابوداؤد)

ایک بار نبی ﷺ نے فرمایا "خدا کے بہت سے بندے، جن کی ظاہری حالت نہایت ہی معمولی ہوتی ہے، بال پریشان اور غبار میں اٹے ہوئے کپڑے معمولی اور سادہ ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظر میں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو خدا ان کی قسم کو پورا ہی فرما دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگ میں سے ایک براء بن مالکؓ بھی ہیں۔" (ترمذی)

۱۸- خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے ان ناداروں کو بھی پہنائیے، جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کچھ نہ ہو، نبی ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جنت کا سبز لباس پہنا کر اس کی تن پوشی فرمائے گا۔"

(ابوداؤد)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے، پہننے والے کے بدن پر رہیں گے پہنانے والے کو خدا اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا۔ (ترمذی)

۱۹- اپنے ان نوکروں اور خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنائیے، جو شب وروز آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا ''لونڈی اور غلام تمھارے بھائی ہیں، خدا نے ان کو تمھارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے، جس کسی کے قبضہ وتصرّف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے، جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے، جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔'' (بخاری، مسلم)

---

(۴)

کھانے پینے کے آداب

۱- کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیجیے۔ طہارت اور نظافت کا تقاضا ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو۔

۲- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کیجیے اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم اللہ اوّلہُ و آخرہُ کہہ لیجیے۔ یاد رکھیے، جس کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے لیے جائز کر لیتا ہے۔

۳- کھانے کے لیے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیے۔ خاکساری کے ساتھ اکڑوں بیٹھیے یا دوزانو ہو کر بیٹھیے یا ایک گھٹنا بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیے، خدا کے رسولؐ اسی طرح بیٹھتے تھے۔

۴- ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھائیے۔ ضرورت پڑنے پر بائیں ہاتھ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

۵- تین اُنگلیوں سے کھائیے۔ اور اگر ضرورت ہو تو چھنگلی چھوڑ کر چار انگلیوں سے کام لیجیے۔ اور انگلیاں جڑوں تک ساننے سے پرہیز کیجیے۔

۶- نوالہ نہ زیادہ بڑا لیجیے اور نہ زیادہ چھوٹا۔ اور ایک نوالہ نگلنے کے بعد ہی دوسرا نوالہ منہ میں دیجیے۔

۷- روٹی سے انگلیاں ہرگز صاف نہ کیجیے، یہ بڑی گھناؤنی عادت ہے۔

۸- روٹیوں کو جھاڑنے اور پٹکنے سے بھی پرہیز کیجیے۔

۹- پلیٹ میں اپنی طرف کے کنارے سے کھائیے، نہ بیچ میں ہاتھ ڈالیے اور نہ دوسروں کی طرف سے کھائیے۔

۱۰-نوالہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر لیجیے یا دھو لیجئے اور کھا لیجیے۔

۱۱- کھانا مل جل کر کھایئے۔مل جل کر کھانے سے الفت ومحبت بھی پیدا ہوتی ہے اور برکت بھی۔

۱۲- کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیے۔پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجیے۔

۱۳- بہت گرم جلتا ہوا کھانا نہ کھایئے۔

۱۴- کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۵- بلاضرورت کھانے کو نہ سونگھیے۔ یہ بری عادت ہے، کھانے کے دوران نہ بار بار اس طرح منہ کھولیے کہ چبتا ہوا کھانا نظر آئے اور نہ بار بار منہ میں انگلی ڈال کر دانتوں میں سے کچھ نکالیے اس سے دستر خوان پر بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہے۔

۱۶- کھانا بھی بیٹھ کر کھایئے اور پانی بھی بیٹھ کر پیجئے۔البتہ ضرورت پڑنے پر پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں اور پانی بھی پی سکتے ہیں۔

۱۷- پلیٹ میں جو کچھ رہ جائے اگر رقیق ہو تو پی لیجیے ورنہ انگلی سے چاٹ کر پلیٹ صاف کر لیجیے۔

۱۸- کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہ ماریے۔اندر سے آنے والی سانس گندی اور زہریلی ہوتی ہے۔

۱۹- پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پیجئے۔ اس سے پانی بھی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور آسودگی بھی ہو جاتی ہے اور یکبارگی پورے برتن کا پانی پیٹ میں انڈیل لینے سے کبھی کبھی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

۲۰- اجتماعی کھانے میں، دیر تک کھانے والوں اور آہستہ کھانے والوں کی رعایت کیجیے اور سب کے ساتھ اُٹھیے۔

۲۱- کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجیے اور پھر ہاتھ دھو لیجیے۔

۲۲- پھل وغیرہ کھا رہے ہوں تو ایک ساتھ دو دو عدد یا دو دو قاشیں نہ اٹھایئے۔

۲۳-لوٹے کی ٹوٹی یا صراحی یا اسی طرح کی دوسری چیزوں سے پانی نہ پیجئے۔ایسے برتن میں پانی لے کر پیجئے،جس میں پیتے وقت منہ میں جانے والا پانی نظر آئے۔تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پیٹ میں نہ جائے۔

۲۴-کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

''حمد وثنا اس خدا کے لیے ہے،جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔''

۵

سونے اور جاگنے کے آداب

۱-جب شام کا اندھیرا چھانے لگے تو بچوں کو گھر میں بلا لیجیے اور باہر نہ کھیلنے دیجیے، ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو نکلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نہ نکلنے دیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو۔ اس لیے کہ اس وقت شیاطین (زمین میں) پھیل جاتے ہیں۔ البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو۔" (صحاح ستہ بہ حوالہ حصن حصین)

۲-جب شام ہو جائے تو یہ دعا پڑھیے۔ نبی ﷺ صحابہ کرامؓ کو یہی دعا پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَ بِکَ اَصْبَحْنَا وَ بِکَ نَحْیَا وَ بِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ (ترمذی)

"خدایا ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری ہی مدد سے صبح کی۔ تیری ہی عنایت سے جی رہے ہیں اور تیرے ہی اشارے پر مر جائیں گے اور انجام کار تیرے ہی پاس اٹھ کر حاضر ہوں گے۔" (ترمذی)

اور مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَ اِدْبَارُ نَھَارِکَ وَ اَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْ لِیْ (ترمذی، ابوداؤد)

"خدایا! یہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا، تیرے دن کے جانے کا اور تیرے مؤذنوں کی پکار کا۔ پس تو میری مغفرت فرما دے!"

۳- عشا کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے سے پرہیز کیجیے۔ اس طرح اکثر عشا کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے اور کیا خبر کہ نیند کی اس موت کے بعد خدا بندے کی جان واپس کرتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لیے ہی لے لیتا ہے۔ نبی ﷺ عشا سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے۔

۴- رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کر لیجیے۔ نبی ﷺ ایسے گھر میں سونے سے پرہیز فرماتے، جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

۵- رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کیجیے۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے "عشا کی نماز کے بعد یا تو ذکر الٰہی کے لیے جاگا جا سکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لیے۔"

٦- رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجیے۔ خدا نے رات کو آرام و سکون کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور دن کو سو کر اٹھنے اور ضروریات کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت قرار دیا ہے۔ سورۃ الفرقان (۴۷) میں ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًاo

"اور وہ خدا ہی ہے، جس نے رات کو تمھارے لیے پردہ پوش اور نیند کو راحت و سکون اور دن، اٹھ کھڑے ہونے کو بنایا۔"

اور سورۃ النبا (۹-۱۱) میں ہے۔

وَجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًاo وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًاo وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًاo

"اور ہم نے نیند کو تمھارے لیے سکون و آرام۔ رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا۔"

اور سورۃ النمل (۸٦) میں ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یُّوْمِنُوْنَo

''کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اس میں آرام و سکون حاصل کریں اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ اس میں، مومنوں کے لیے سوچنے کے اشارات ہیں۔''

رات کو تاریک اور سکون و آرام کا وقت بنانے اور دن کو دوڑ دھوپ اور محنت کے لیے روشن بنانے میں اشارہ یہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے اور دن میں اپنی ضروریات کے لیے محنت اور کوشش کی جائے۔ دن کی روشنی میں اپنی معاش اور ضروریات کے لیے تن دہی اور سخت کوشی کے ساتھ لگے رہیے یہاں تک کہ آپ کے اعضاء اور قوتیں تکان محسوس کرنے لگیں، اس وقت رات کی پر سکون اور پردہ پوش فضا میں سکون و راحت سے ہم آغوش ہو جائیے اور دن طلوع ہوتے ہی پھر خدا کا نام لیتے ہوئے تازہ دم میدانِ عمل میں اتر پڑیے۔ جو لوگ آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے دن میں خرّاٹے لیتے ہیں یا دادِ عیش دینے اور لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے لیے رات بھر جاگتے ہیں، وہ قدرت کی حکمتوں کا خون کرتے ہیں اور اپنی صحت و زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ دن میں پہروں تک سونے والے اپنے دن کے فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہیں اور جسم و جان کو بھی آرام سے محروم رکھتے ہیں اس لیے کہ دن کی نیند رات کا بدل نہیں بن پاتی۔ نبی ﷺ نے تو اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ آدمی رات رات بھر جاگ کر خدا کی عبادت کرے اور اپنے کو ناقابلِ برداشت مشقت میں ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے ایک بار نبیؐ نے پوچھا، کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم پابندی سے دن میں روزے رکھتے ہو اور رات رات بھر نمازیں پڑھتے ہو؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا جی ہاں! بات تو صحیح ہے! نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں ایسا نہ کرو۔ کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ پیو۔ اسی طرح سوؤ بھی اور اٹھ کر نماز بھی پڑھو۔ کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری)

۷- زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجیے۔ دنیا میں مومن کو آرام طلبی، سہل انگاری اور عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ زندگانی مومن کے لیے جہاد ہے۔ اور مومن کو جفاکش، سخت کوش اور محنتی ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ''نبی ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا، آپ کے یہاں نبی ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ فرمایا، ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چناں چہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ نے دریافت فرمایا۔ رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے کہا، وہی ٹاٹ کا بستر تھا البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، نہیں اس کو دُہرا ہی رہنے دیا کرو۔ رات بستر کی نرمی تہجد کے لیے اٹھنے میں رکاوٹ بنی۔"

(شمائل ترمذی)

● حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون آئیں اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ کا بستر دیکھا۔ گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا۔ اس میں اون بھر کر خوب ملائم بنا دیا اور نبیؐ کے لیے بھیجا۔ نبی ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپؐ کا بستر دیکھ گئی تھیں۔ اب یہ انھوں نے آپؐ کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، نہیں، اس کو واپس کر دو، مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لیے واپس کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا مگر نبی ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس کرنا ہی پڑا۔ (شمائل ترمذی)

● نبی ﷺ ایک بار چٹائی پر سو رہے تھے لیٹنے سے آپؐ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ نبی ﷺ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدّوں پر سوئیں اور آپؐ بوریے پر۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ رونے کی بات نہیں ہے۔ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔

● ایک بار نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں، جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیل منھ میں صور لیے کان لگائے (حکم بجالانے کے لیے) سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔" (ترمذی)

نبیؐ کا یہ اسوہ مطالبہ کرتا ہے کہ مومن اس دنیا میں مجاہدانہ زندگی گزارے اور عیش کوشی سے پرہیز کرے۔

۸- سونے سے پہلے وضو کرنے کا بھی اہتمام کیجیے اور پاک وصاف ہو کر سویے۔ اگر ہاتھوں میں چکنائی وغیرہ لگی ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سویے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہو اور وہ اسے دھوئے بغیر سو گیا اور اسے کوئی نقصان پہنچا۔ (یعنی کسی جانور نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (کہ دھوئے بغیر کیوں سو گیا تھا؟)۔

نبی ﷺ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے آپؐ وضو فرماتے اور اگر کبھی اس حال میں سونے کا ارادہ فرماتے کہ غسل کی حاجت ہوتی تو ناپاکی کے مقام کو دھوتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

۹- سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیجیے۔ کھانے پینے کے برتن ڈھانک دیجیے۔ چراغ یا لالٹین وغیرہ بجھا دیجیے۔ اور اگر آگ جل رہی ہو تو اس کو بھی بجھا دیجیے۔ ایک بار مدینے میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا'' آگ تمھاری دشمن ہے جب سویا کرو تو آگ بجھا دیا کرو۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو۔ کیوں کہ اس وقت شیاطین (زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو انھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کر دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی بتّی بجھا دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی پانی کے مشک کا منہ باندھ دو، اور بسم اللہ کہہ کر ہی کھانے پینے کے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی سرپوش وغیرہ موجود نہ ہو تو کوئی اور چیز ہی برتن پر رکھ دو۔''

(صحاح ستہ بحوالہ حصن حصین)

۱۰- سوتے وقت بستر پر اور بستر کے قریب یہ چیزیں ضرور رکھ لیجیے۔ پینے کا پانی اور گلاس، لوٹا، لاٹھی، روشنی کے لیے ماچس یا ٹارچ، مسواک، تولیہ وغیرہ اور اگر آپ کہیں مہمان ہوں تو گھر والوں سے بیت الخلاء وغیرہ ضرور معلوم کر لیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ رات میں کسی وقت ضرورت پیش آ جائے اور زحمت ہو، نبی ﷺ جب آرام فرماتے تو آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی

رہتیں۔ ۱۔تیل کی شیشی ۲۔ کنگھا۔ ۳۔سرمہ دانی۔ ۴۔ قینچی۔ ۵۔ مسواک۔ ۶۔آئینہ ۔ ۷۔ اور لکڑی کی ایک چھوٹی سی سیخ جو سر وغیرہ کھجانے کے کام میں آتی۔

۱۱- سوتے وقت اپنے جوتے اور کپڑے وغیرہ پاس ہی رکھیے کہ جب سو کر اٹھیں تو تلاش نہ کرنے پڑیں اور اٹھتے ہی جوتے میں پیر نہ ڈالیے۔ اسی طرح کپڑے بھی بغیر جھاڑے نہ پہنیے'' پہلے جھاڑ لیجیے۔ ہوسکتا ہے کہ جوتے یا کپڑے میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ وہ آپ کو تکلیف پہنچا دے۔

۱۲- سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے۔ اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لیے اٹھیں اور پھر آکر لیٹیں تب بھی بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا'' اور جب کوئی شب میں بستر سے اٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اسے جھاڑ دے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز آگئی ہے۔'' (ترمذی)

۱۳- جب بستر پر پہنچیں تو یہ دعا پڑھیے۔ نبی ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ كَفَانَا وَ اٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ۔ (شمائل ترمذی)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھرپور مدد فرمائی اور جس نے ہمیں رہنے بسنے کو ٹھکانا بخشا کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا۔''

۱۴- بستر پر پہنچنے پر قرآنِ پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھیے۔ نبی ﷺ سونے سے پہلے قرآنِ پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو۔'' (احمد)

اور آپؐ نے فرمایا: جب آدمی سونے کے لیے اپنے بستر پر پہنچتا ہے تو اُسی وقت ایک

فرشتہ اور شیطان اس کے پاس آ پہنچتے ہیں۔فرشتہ اس سے کہتا ہے:

''اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کرو۔'' اور شیطان کہتا ہے۔''اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو۔'' پھر اگر وہ آدمی خدا کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہاتھ دعا مانگنے کی طرح ملاتے اور قل ھو اللّٰہ احد، اور قل اعوذ بربِ الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی سورتیں تلاوت فرما کر ہاتھوں پر دم فرماتے اور پھر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور آپ تین مرتبہ یہ عمل فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

۱۵- جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹیے حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے:

رَبِّ قِنِی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

''خدایا! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اٹھا حاضر کرے گا۔''

حصنِ حصین میں ہے کہ آپؐ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

۱۶- پٹ لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجیے۔ حضرت معیشؓ کے والد طخفۃ الغفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی صاحب نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا اور کہا اس طرح لیٹنے کو خدا ناپسند فرماتا ہے۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ نبی ﷺ تھے۔ (ابوداؤد)

۱۷- سونے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کیجیے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو۔ ایسے بند کمروں میں سونے سے پرہیز کیجیے جہاں تازہ ہوا کا گزر نہ ہوتا ہو۔

۱۸- منہ لپیٹ کر نہ سویے۔ اس طرح سونے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیے تاکہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

۱۹- ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجیے جہاں کوئی منڈیر یا جنگلا وغیرہ نہ ہو اور چھت سے اترتے وقت اہتمام کیجیے کہ زینے پر پاؤں رکھنے سے پہلے آپ روشنی کا انتظام کرلیں۔ بعض اوقات معمولی سی غلطی سے کافی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

۲۰- کیسی ہی سخت سردی پڑ رہی ہو۔ کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سویے اور نہ بند کمرے میں لالٹین جلا کر سویے۔ آگ جلنے سے بند کمروں میں جو گیس پیدا ہوتی ہے وہ صحت کے لیے انتہائی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو اس سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۱- سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کیجیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرتے۔ (بخاری، مسلم)

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَ بِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْھَا، وَ اِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ۔

’’اے میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے ہی سہارے میں اس کو بستر سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو رات ہی میں میری جان قبض کرے تو اس پر رحم فرما۔ اور اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرما، جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔‘‘

اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو مختصر سی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی (بخاری، مسلم)

’’خدایا! میں تیرے ہی نام سے موت کی آغوش میں جاتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ اٹھوں گا۔‘‘

۲۲- رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نفس کی تربیت اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کے لیے آخری شب میں اٹھنا اور خدا کو یاد کرنا ضروری ہے۔ خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہی امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور رکوع اور سجود

کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اوّل رات میں آرام فرماتے اور اخیر شب میں اٹھ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

۲۳- نیند سے بیدار ہونے پر یہ دعا پڑھیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

(بخاری، مسلم)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں مردہ کر دینے کے بعد زندگی سے نوازا اور اسی کے حضور اٹھ کر حاضر ہونا ہے۔''

۲۴- جب کوئی اچھا خواب دیکھیں تو خدا کا شکر ادا کیجیے اور اس کو اپنے حق میں بشارت سمجھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: اب نبوت میں سے بشارتوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے پوچھا بشارت سے کیا مراد ہے۔ فرمایا، اچھا خواب۔ (بخاری) اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں جو زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا۔ اور آپؐ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ ''جب کوئی اچھا خواب دیکھو تو خدا کی حمد و ثنا کرو اور اس کو بیان کرو اور دوست سے ہی بیان کرو۔'' نبی ﷺ جب کبھی کوئی خواب دیکھتے تو صحابۂ کرامؓ سے بیان فرماتے اور صحابۂ کرامؓ سے بھی فرماتے کہ اپنا خواب بیان کرو، میں اس کی تعبیر دوں گا۔ (بخاری)

۲۵- درود شریف کثرت سے پڑھیے۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے ایک بار حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے سوال کیا کہ کوئی خاص درود شریف بتایئے، جس سے نبی ﷺ کا دیدار حاصل ہو تو فرمایا کوئی خاص درود نہیں ہے بس خلوص پیدا کرنا چاہیے۔ پھر کچھ تامّل کے بعد ارشاد فرمایا۔ البتہ حضرت سید حسنؒ کو اس درود کا عمل کارگر ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

''خدایا! رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے بقدر، جو تیرے علم میں ہیں۔''

نبی ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت یزید فارسیؒ قرآنِ پاک لکھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کو خواب میں نبی ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ حیات تھے۔ حضرت یزید نے ان سے ذکر کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کو نبیؐ کی یہ حدیث سنائی کہ ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں آ سکتا۔'' پھر پوچھا ''تم نے خواب میں جس ذات کو دیکھا ہے اس کا حلیہ بیان کر سکتے ہو۔'' حضرت یزیدؒ نے کہا ''آپؐ کا بدن اور آپؐ کا قد و قامت انتہائی متوازن تھا۔ آپؐ کا رنگ گندمی مائل بہ سفیدی تھا۔ آنکھیں سرگیں، ہنستا خوب صورت گول چہرہ، نہایت بھری ہوئی داڑھی جو پورے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھی اور سینے پر پھیلی ہوئی تھی۔'' حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تم نبی ﷺ کو زندگی میں دیکھتے تب بھی اس سے زیادہ حلیہ نہ بیان کر سکتے (یعنی تم نے جو حلیہ بیان کیا وہ واقعی نبیؐ کا ہی حلیہ ہے)۔ (شمائل ترمذی)

۲۶- جب کبھی خدانخواستہ کوئی ناپسندیدہ اور ڈراؤنا خواب دیکھیں تو ہرگز کسی سے بیان نہ کیجیے اور اس خواب کی برائی سے خدا کی پناہ مانگیے۔ خدا نے چاہا تو اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابوسلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں ناگوار خوابوں کی وجہ سے اکثر بیمار پڑ جایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت ابوقتادہؓ سے شکایت کی تو آپؓ نے مجھے نبی ﷺ کی یہ حدیث سنائی۔ اچھا خواب خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے نہ بیان کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور کروٹ بدل لے تو وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (ریاض الصالحین، مسلم)

۲۷- اپنے جی سے گھڑ کر جھوٹے خواب کبھی بیان نہ کیجیے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جو خواب دیکھے بغیر اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کر بیان کرے گا اس کو یہ سزا دی جائے گی کہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ایسا کبھی نہ کر سکے گا۔'' (مسلم)

اور آپؐ نے فرمایا ''یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ آدمی ایسی بات کہے، جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔'' (بخاری)

۲۸- جب کبھی کوئی دوست اپنا خواب سنائے تو اس کی اچھی تعبیر دیجیے اور اس کے حق میں دعا کیجیے۔ ایک آدمی نے ایک بار نبی ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ بہتر خواب دیکھا ہے اور بہتر تعبیر ہوگی۔

نبی ﷺ عام طور پر فجر کی نماز کے بعد پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے فرماتے جس نے جو خواب دیکھا ہو بیان کرو اور خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ فرماتے۔

خَیْرًا تَلَقَّاہُ وَ شَرًّا تَوَقَّاہُ وَ خَیْرًا لَّنَا وَ شَرًّا عَلٰی اَعْدَآئِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

''اس خواب کی بھلائی تمھیں نصیب ہو، اور اس کی برائی سے تم محفوظ رہو، ہمارے حق میں خیر، اور ہمارے دشمنوں کے لیے وبال ہو، اور حمد وشکر خدا ہی کے لیے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔''

۲۹- کبھی خواب میں ڈر جائیں یا کبھی پریشان کن خواب دیکھ کر پریشان ہو جائیں تو خوف اور پریشانی دور کرنے کے لیے یہ دعا پڑھیے اور اپنے ہوشیار بچوں کو بھی یہ دعا یاد کرائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ جب کوئی خواب میں ڈر جاتا یا پریشان ہو جاتا تو نبی ﷺ اس کی پریشانی دور کرنے کے لیے یہ دعا تلقین فرماتے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَ شَرِّ عِبَادِہٖ وَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''میں خدا ہی کے کلماتِ کاملہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب وغصے سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کی برائی سے۔ شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

(٦)

راستے کے آداب

۱- راستے میں درمیانی چال چلیے نہ اتنا جھپٹ کر چلیے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے لیے تماشہ بن جائیں اور نہ اتنے سست ہو کر رینگنے کی کوشش کیجیے کہ لوگ بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کرنے لگیں۔ نبیؐ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے قدم گھسیٹ کر کبھی نہ چلتے۔

۲- ادب و وقار کے ساتھ نیچے دیکھتے ہوئے چلیے۔ اور راستہ میں ادھر ادھر ہر چیز پر نگاہ ڈالتے ہوئے نہ چلیے۔ ایسا کرنا سنجیدگی اور تہذیب کے خلاف ہے۔ نبیؐ چلتے وقت اپنے بدنِ مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے جیسے کوئی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہا ہو۔ آپؐ وقار کے ساتھ ذرا تیز چلتے اور بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے اور چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ دیکھتے۔

۳- خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلیے۔ اکڑتے ہوئے نہ چلیے، نہ تو آپ اپنی ٹھوکر سے زمین کو پھاڑ سکتے ہیں۔ اور نہ پہاڑوں کی اونچائی کو پہنچ سکتے ہیں پھر بھلا اکڑنے کی کیا گنجائش ہے!

۴- ہمیشہ جوتے پہن کر چلیے، ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے پرہیز کیجیے جوتے کے ذریعے پاؤں کانٹے، کنکر اور دوسری تکلیف دہ چیزوں سے بھی محفوظ رہتا ہے اور موذی جانوروں سے بھی بچا رہتا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا ''اکثر جوتے پہنے رہا کرو۔ جوتا پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے۔''

۵- راستہ چلنے میں حسنِ ذوق اور تہذیب و وقار کا بھی لحاظ رکھیے، یا تو دونوں جوتے پہن کر چلیے یا دونوں جوتے اتار کر چلیے۔ ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا بڑی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ اگر واقعی کوئی معذوری نہ ہو تو اس بدذوقی اور بے تہذیبی سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے۔'' (شمائل ترمذی)

۶- چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے تاکہ الجھنے کا خطرہ نہ رہے۔ نبیؐ چلتے وقت اپنا تہبند ذرا اٹھا کر سمیٹ لیتے۔

۷- ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلیے۔ آگے چل چل کر اپنی امتیازی شان نہ جتائیے۔ کبھی کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ، ہاتھ میں لے کر بھی چلیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کے ساتھ چلتے میں کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپؐ صحابہؓ کے پیچھے پیچھے چلتے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔

۸- راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجیے۔ راستے میں رک کر یا بیٹھ کر آنے جانے والوں کو تکنے سے پرہیز کیجیے اور اگر کبھی راستہ میں رکنا یا بیٹھنا پڑے تو راستہ کا حق ادا کرنے کے لیے چھ باتوں کا خیال رکھیے:

(۱) نگاہیں نیچی رکھیے۔

(۲) تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجیے۔

(۳) سلام کا جواب دیجیے۔

(۴) نیکی کی تلقین کیجیے اور بری باتوں سے روکیے۔

(۵) بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایئے۔

(۶) اور مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجیے۔

۹- راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیے۔ برے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۰- راستے میں عورت اور مرد مل جل کر نہ چلیں۔ عورت کو بیچ راستے سے بچ کر کنارے کنارے چلنا چاہیے اور مردوں کو چاہیے کہ ان سے بچ کر چلیں۔ نبیؐ نے فرمایا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سوٗر سے ٹکرا جانا تو گوارا کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ٹکرائیں۔

۱۱-شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پر چلیں تو برقعے یا چادر سے اپنے جسم، لباس اور زیب و زینت کی ہر چیز کو خوب اچھی طرح چھپا لیں اور چہرے پر نقاب ڈالے رہیں۔

۱۲-کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلیے، جس میں چلتے وقت جھنکار پیدا ہو یا دبے پاؤں چلیے تاکہ اس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

۱۳-عورتیں پھیلنے والی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں۔ ایسی عورتوں کے بارے میں نبی ﷺ نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

۱۴-گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھیے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ وَ اَنْ نَّضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَا اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔ (مسند احمد)

''خدا ہی کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگمگا دے۔ ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور ہمیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر ظلم کر بیٹھیں یا کوئی اور ہم پر زیادتی کرے۔ ہم خود نادانی پر اتر آئیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے۔''

۱۵-بازار جائیں تو یہ دعا پڑھیے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ بِهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً۔

''خدا کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں،) خدایا! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں، اور اس بازار کے شر سے اور جو

کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں میں جھوٹی قسم کھا بیٹھوں یا ٹوٹے کا کوئی سودا کر بیٹھوں۔"

حضرت عمر بن خطابؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ لے، خدا اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا، دس لاکھ خطائیں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کر دے گا۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ (ترمذی)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اقتدار اسی کا ہے، وہی شکر و تعریف کا مستحق ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہ زندۂ جاوید ہے، اس کے لیے موت نہیں، ساری بھلائی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

۷

سفر کے آداب

۱-سفر کے لیے ایسے وقت روانہ ہونا چاہیے کہ کم سے کم وقت خرچ ہو اور نمازوں کے اوقات کا بھی لحاظ رہے۔ نبی ﷺ خود سفر پر جاتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو عام طور پر جمعرات کے دن کو مناسب خیال فرماتے۔

۲-سفر تنہا نہ کیجیے۔ ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھ لیجیے۔ اس سے راستہ میں سامان وغیرہ کی حفاظت اور دوسری ضروریات میں بھی سہولت رہتی ہے، اور آدمی بہت سے خطرات سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار کبھی رات میں تنہا سفر نہ کرے۔ (بخاری) ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مسافر سے پوچھا۔ تمھارے ساتھ کون ہے۔ مسافر بولا، یا رسول اللہ! میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ میں اکیلا آیا ہوں۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔ (ترمذی)

۳-عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ہم راہ سفر کرنا چاہیے۔ ہاں اگر ایک آدھ دن کا معمولی سفر ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط یہی ہے کہ کبھی تنہا سفر نہ کرے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے ''جو عورت خدا اور یومِ آخر پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا کرے۔'' وہ اتنا بڑا سفر اسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اس کے والد ہوں، بھائی ہو، شوہر ہو، یا اس کا اپنا لڑکا ہو یا پھر کوئی اور محرم ہو۔ (بخاری)

اور ایک موقع پر تو آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ عورت کو ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر بھی تنہا نہ جانا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

۴-سفر کو روانہ ہوتے وقت جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دعا پڑھیے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَo اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسۡئَلُکَ فِیۡ سَفَرِنَا هٰذَا الۡبِرَّ وَالتَّقۡوٰی وَ مِنَ الۡعَمَلِ مَا تَرۡضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنۡ عَلَيۡنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَ اَطۡوِعَنَّا بُعۡدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالۡخَلِيۡفَةُ فِی الۡاَهۡلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ وَعۡثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الۡمَنۡظَرِ، وَ سُوۡٓءِ الۡمُنۡقَلَبِ فِی الۡمَالِ وَالۡاَهۡلِ وَالۡوَلَدِ وَالۡحَوۡرِ بَعۡدَ الۡكَوۡرِ وَ دَعۡوَةِ الۡمَظۡلُوۡمِ۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

”پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا حالاں کہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ خدایا! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں، خدایا! ہم پر یہ سفر آسان فرما دے۔ اور اس کا فاصلہ ہمارے لیے مختصر کر دے۔ خدایا! تو ہی اس سفر میں رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگراں ہے، خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقتوں سے، ناگوار منظر سے، اور اپنے مال سے، اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔“

۵- راستے میں، دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھیے۔ راستہ کے ساتھی کا بھی حق ہے۔ قرآن میں ہے ”وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡبِ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ حسن سلوک کرو“ پہلو کے ساتھی سے مراد ہر ایسا آدمی ہے جس سے کہیں بھی کسی وقت آپ کا ساتھ ہو جائے۔ سفر کے دوران کی مختصر رفاقت کا بھی یہ حق ہے کہ آپ اپنے رفیقِ سفر کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول و عمل سے اس کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیّت نہ پہنچے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔ جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف وہی جو خدا کی راہ میں شہادت پائے۔ (مشکوٰۃ)

۶- سفر کے لیے روانہ ہوتے وقت اور واپس آنے پر دو رکعت شکرانے کے نفل پڑھیے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہی عمل تھا۔

۷- جب آپ کی گاڑی، بس یا جہاز بلندی پر چڑھے یا اڑے تو یہ دعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَّلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

"خدایا! تجھے ہر بزرگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے، حمد و ثنا ہر حال میں تیرا ہی حق ہے۔"

۸- رات کو کہیں قیام کرنا پڑے تو محفوظ مقام پر قیام کیجیے جہاں چور ڈاکو سے بھی آپ کا جان و مال محفوظ ہو اور موذی جانوروں کا بھی کوئی کھٹکا نہ ہو۔

۹- سفر کی ضرورت پوری ہونے پر گھر واپس آنے میں جلدی کیجیے۔ بلا ضرورت گھومنے پھرنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۰- سفر سے واپسی پر یکا یک بغیر اطلاع، رات کو گھر میں نہ آجائیے۔ پہلے سے اطلاع دیجیے۔ ورنہ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجیے کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کے لیے تیار ہو سکیں۔

۱۱- سفر میں اگر جانور ساتھ ہوں تو ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھیے اور اگر کوئی سوار ہو تو اس کی ضروریات اور حفاظت کا بھی اہتمام کیجیے۔

۱۲- جاڑے کے موسم میں ضروری بستر وغیرہ ساتھ رکھیے اور میزبان کو بے جا پریشانی میں مبتلا نہ کیجیے۔

۱۳- سفر میں پانی کا برتن اور جانماز ساتھ رکھیے۔ تاکہ استنجا، وضو، نماز اور پانی پینے کی تکلیف نہ ہو۔

۱۴- چند آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرما لیجیے، البتہ ہر شخص اپنا ٹکٹ، ضرورت بھر رقم اور دوسرا ضروری سامان اپنے قبضے میں رکھے۔

۱۵- جب سفر میں کہیں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھیے:

يَآ اَرْضُ! رَبِّی وَ رَبُّکِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّکِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَ شَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدَ وَ مِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ شَرِّ سَاکِنِی الْبَلَدِ وَ مِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ (ابوداؤد)

''اے زمین! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے شر سے اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ میں خدا نے پیدا کی ہیں اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، روسیاہ اژدہے سے اور سانپ بچھو سے، اور اس شہر کے باشندوں سے اور والد اور مولود کے شر سے۔''

۱۶- اور جب سفر سے گھر کو واپس آئیں تو یہ دعا پڑھیے:

اَوْبًا اَوْبًا لِّرَبِّنَا تَوْبًا لَّا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا۔ (حصن حصین)

''پلٹنا ہے، اپنے رب ہی کی طرف پلٹنا ہے اور اپنے رب ہی کے حضور توبہ ہے ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہنے دے۔''

۱۷- جب کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور اس کے ساتھ جائیے۔ رخصت کرتے وقت اس سے بھی دعا کی درخواست کیجیے اور اس کو یہ دعا دیتے ہوئے رخصت کیجیے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ۔

(حصن حصین)

''میں تمھارے دین، امانت اور خاتمۂ عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔''

۱۸- جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجیے اور اظہارِ محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجیے یا معانقہ بھی کیجیے۔

---

(۸)

رنج وغم کے آداب

۱- مصائب کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیجیے۔ کبھی ہمت نہ ہاریے اور رنج وغم کو کبھی حدِ اعتدال سے نہ بڑھنے دیجیے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم، مصیبت و تکلیف، آفت و ناکامی اور نقصان سے بے خوف اور مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مومن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہوکر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ مایوسی کا شکار ہوکر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لاکر خودکشی کر لیتا ہے اور مومن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔ وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیرِ الٰہی کے مطابق ہوا، خدا کا کوئی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لیے کرتا ہے، یقیناً اس میں خیر کا پہلو ہوگا ___ مومن کو ایسا روحانی سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ (الحدید: ۲۲، ۲۳)

”جو مصائب بھی روئے زمین میں آتے ہیں اور جو آفتیں بھی ہم پر آتی ہیں وہ سب اس سے پہلے کہ ہم انھیں وجود میں لائیں، ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ) ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات خدا کے لیے آسان ہے تا کہ تم اپنی ناکامی پر غم نہ کرتے رہو۔“

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مومن بڑے سے بڑے سانحے کو بھی قضاوقدر کا فیصلہ سمجھ کر اپنے غم کا علاج پالیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا۔ وہ ہر معاملے کی نسبت اپنے مہربان خدا کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جمالیتا ہے اور صبر وشکر کر کے ہر شر میں سے اپنے لیے خیر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سمیٹتا ہے، اگر وہ دکھ، بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشی اور خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ خوش حالی اس کے لیے خیر کا سبب بنتی ہے۔'' (مسلم)

۲- جب رنج وغم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت میں خدانخواستہ گرفتار ہو جائیں تو فوراً اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھیے۔ ''ہم خدا ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا ہے، اسی نے دیا ہے اور وہی لینے والا ہے۔ ہم بھی اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیشِ نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ کسی وقت بھی اس کے ماتھے پر شکن نہ آئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ قف وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ٥

(البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷)

''اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمائش کریں گے اور خوش خبری ان لوگوں کو دیجیے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں ''ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی

طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔'' ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہوگی اور ایسے ہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جب کوئی بندہ مصیبت پڑنے پر اِنَّا لِلّٰہِ الخ پڑھتا ہے تو خدا اس کی مصیبت کو دور فرما دیتا ہے۔ اس کو اچھے انجام سے نوازتا ہے، اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتا ہے۔''

ایک بار نبی ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپؐ نے پڑھا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ کسی نے کہا، یارسول اللہ! کیا چراغ کا بجھنا بھی کوئی مصیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''جی ہاں جس بات سے بھی مومن کو دکھ پہنچے وہ مصیبت ہے۔''

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیّت جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج، غم اور دُکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو خدا اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور خدا جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لیے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ خدا کی رضا پر راضی رہیں خدا بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں خدا سے ناراض ہوں، خدا بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں پھر وہ ان سے پوچھتا ہے، تو میرے بندے نے کیا کہا، وہ کہتے ہیں اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور انا للّٰہ و انا الیہ

راجعون پڑھا تو خدا ان سے فرماتا ہے میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔" (ترمذی)

۳۔کسی تکلیف اور حادثے پر اظہارِ غم ایک فطری امر ہے، البتہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھیے کہ غم اور اندوہ کی انتہائی شدّت میں بھی زبان سے کوئی ناحق بات نہ نکلے اور صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

نبی ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؑ نبیؐ کی گود میں تھے اور جان کنی کا عالم تھا۔ یہ رقّت انگیز منظر دیکھ کر نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا "اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔ مگر زبان سے وہی نکلے گا، جو پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگا۔" (مسلم)

۴۔غم کی شدّت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کیجیے، جس سے ناشکری اور شکایت کی بو آئے اور جو شریعت کے خلاف ہو۔ دھاڑیں مار مار کر رونا، گریبان پھاڑنا، گالوں پر طمانچے مارنا، چیخنا چلّانا اور ماتم میں سر، سینہ پیٹنا مومن کے لیے کسی طرح جائز نہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص گریبان پھاڑتا، گالوں پر طمانچے مارتا اور جاہلیت کی طرح چیختا اور چلّاتا اور بین کرتا ہے وہ میری امت میں نہیں۔" (ترمذی)

حضرت جعفر طیّارؓ جب شہید ہوئے اور ان کی شہادت کی خبر ان کے گھر پہنچی تو ان کے گھر کی عورتیں چیخنے چلّانے لگیں اور ماتم کرنے لگیں۔ نبی ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ماتم نہ کیا جائے مگر وہ باز نہ آئیں تو آپؐ نے دوبارہ منع فرمایا پھر بھی وہ نہ مانیں تو آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے منہ میں خاک بھر دو۔ (بخاری)

ایک بار آپؐ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک عورت انگیٹھی لیے ہوئے آئی۔ آپؐ نے اس کو اتنی سختی سے ڈانٹا کہ اسی وقت بھاگ گئی۔ (سیرت النبی ج ششم)

اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنازے کے پیچھے کوئی آگ اور راگ نہ لے جائے۔

عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچھے چلتے تو اظہارِ غم میں اپنی چادر پھینک دیتے تھے۔ صرف کرتہ پہنے رہتے تھے۔ ایک بار آپؐ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا: "جاہلیت کی رسم اختیار کر رہے ہو، میرے جی میں آیا کہ تمھارے حق میں ایسی بد دعا کروں کہ

تمھاری صورتیں ہی مسخ ہو جائیں۔ لوگوں نے اسی وقت اپنی اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہ کیا۔ (ابن ماجہ)

۵- بیماری کو برا بھلا نہ کہیے اور نہ حرفِ شکایت زبان پر لائیے بلکہ نہایت صبر وضبط سے کام لیجیے اور اجر آخرت کی تمنا کیجیے۔

بیماری جھیلنے اور اذیتیں برداشت کرنے سے مومن کے گناہ دھلتے ہیں اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم ملتا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن کو جسمانی اذیّت یا بیماری یا کسی اور وجہ سے، جو بھی دکھ پہنچتا ہے خدا تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے، جیسے درخت اپنے پتّوں کو جھاڑ دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

ایک بار نبی ﷺ نے ایک خاتون کو کانپتے دیکھ کر پوچھا۔ اے ام سائب یا مسیّب! کیا بات ہے تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے بخار نے گھیر رکھا ہے، اس کو خدا سمجھے! نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ''نہیں بخار کو برا مت کہو۔ اس لیے کہ بخار اس طرح اولادِ آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو دور کر کے صاف کرتی ہے۔'' (مسلم)

حضرت عطاء بن رباحؒ اپنا ایک قصّہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت عباسؓ مجھ سے بولے ''تمھیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں؟ میں نے کہا، ضرور دکھائیے۔ کہا۔ دیکھو یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یا رسول اللہ! مجھے مرگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں بالکل ننگی ہو جاتی ہوں، یا رسول اللہ میرے لیے خدا سے دُعا کیجیے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اس تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو خدا تمھیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں دعا کر دوں کہ خدا تمھیں اچھا کر دے گا۔'' یہ سن کر وہ خاتون بولی یا رسول اللہ میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ یہ دعا فرما دیجیے کہ میں اس حالت میں ننگی نہ ہو جایا کروں، تو نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اس دراز قد خاتون ام رِفز کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا۔''

۶- کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منائیے۔ عزیزوں کی موت پر غم زدہ ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری امر ہے لیکن اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے۔ البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ اس مدت میں نہ وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ خوش بو لگائے اور نہ کوئی اور بناؤ سنگار کرے۔'' (ترمذی)

حضرت زینب بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے روز تعزیت کے لیے کچھ خواتین پہنچیں۔ انھوں نے سب کے سامنے خوش بو لگائی اور فرمایا مجھے اس وقت خوش بو لگانے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ میں نے یہ خوش بو محض اس لیے لگائی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کو شوہر کے سوا کسی عزیز کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔

۷- رنج و غم اور مصیبت میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ احد سے واپس تشریف لائے تو خواتین اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حال معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ جب حضرت حمنہ بنت جحشؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپؐ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور کہا اپنے بھائی عبداللہؓ پر صبر کرو۔ انھوں نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہؓ پر صبر کرو۔ انھوں نے پھر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

حضرت ابوطلحہؓ کا لڑکا بیمار تھا وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام پر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد بچے کا انتقال ہوگیا۔ بیگم ابوطلحہ نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے، وہ شام کو اپنے کام سے واپس گھر آئے تو بیوی سے پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ یہ کہہ کر ابوطلحہ کے لیے کھانا لائیں۔ انھوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے حکیمانہ انداز میں پوچھا۔ اگر کوئی کسی کو عاریتاً کوئی چیز دے دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو روک لے؟ ابوطلحہؓ نے کہا۔ بھلا یہ حق کیسے حاصل ہوجائے گا تو صابرہ بیوی نے کہا اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجیے۔ (مسلم)

۸- راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجیے اور اس راہ میں جو دکھ پہنچیں ان پر رنجیدہ ہونے کے بجائے مسرت محسوس کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے اپنی راہ میں قربانی قبول فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی والدہ محترمہ حضرت اسماءؓ سخت بیمار پڑیں حضرت ان کی عیادت کے لیے آئے۔ ماں نے ان سے کہا بیٹے! دل میں یہ آرزو ہے کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں خدا مجھے زندہ رکھے۔ یا تو میدانِ جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں، یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں ـــــ خدا کا کرنا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ان کی زندگی ہی میں جامِ شہادت نوش فرمایا شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماءؓ کافی ضعیف ہو چکی تھیں لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت انگیز منظر دیکھنے کے لیے تشریف لائیں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں۔ ''اس سوار کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اترے!''

۹- دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجیے۔ دوستوں کے رنج و غم میں شرکت کیجیے اور ان کا غم غلط کرنے میں ہر طرح کا تعاون کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دُکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔'' (مسلم)

حضرت جعفر طیارؓ جب شہید ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ جعفرؓ کے گھر کھانا بھجوا دو اس لیے کہ آج وفورِ غم میں ان کے گھر والے کھانا نہ پکا سکیں گے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اڑھائی جائے گی۔

(ترمذی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو بھی اِتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود مصیبت زدہ کو ملے گا۔ (ترمذی)

اسی سلسلے میں نبی ﷺ نے اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جنازے میں شرکت کی جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا اور جو نماز جنازہ کے بعد دفن میں بھی شریک ہوا تو اس کو دو قیراط ملیں گے۔ کسی نے پوچھا دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے۔ فرمایا: دو پہاڑوں کے برابر۔ (بخاری)

۱۰- مصائب کے نزول اور غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجیے اور نماز پڑھ کر نہایت عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا کیجیے۔ قرآن میں ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط (البقرہ:۱۵۳)

''مومنو! (مصائب اور آزمائش میں) صبر اور نماز سے مدد لو۔''

غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ البتہ دَھاڑیں مار مار کر زور زور سے رونے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ روتے تو رونے میں آواز نہ ہوتی۔ ٹھنڈا سانس لیتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور سینے سے ایسی آواز آتی جیسے کوئی ہانڈی اُبل رہی ہو، یا چکی چل رہی ہو، آپؐ نے خود اپنے غم اور رونے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''آنکھ آنسو بہاتی ہے، دِل غمگین ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکالتے ہیں، جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔''

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فکرمند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا اٹھا کر فرماتے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ (پاک و برتر ہے عظمت والا خدا) اور جب زیادہ گریہ و زاری اور دعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ (ترمذی)

۱۱- رنج و غم کی شدّت، مصائب کے نزول اور پریشانی و اضطراب میں یہ دعا پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقّاص کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذوالنون[1] نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو دعا کی وہ یہ تھی:

---

(۱) مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ o

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب و پاک ہے، میں ہی اپنے اوپر ظلم ڈھانے والا ہوں۔''

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں خدا سے یہ دعا مانگتا ہے۔ خدا اسے ضرور قبولیت بخشتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی رنج و غم میں مبتلا ہوتے تو یہ دعا کرتے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔ (بخاری، مسلم)

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ عرشِ بزرگ کا مالک ہے۔''

حضرت ابوموسیٰؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ(۱)

یہ کلمہ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے، سب سے کم بات یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا رنج و غم سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے، خدا تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرمادے گا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ

(۱) گناہ سے باز رہنے کی قوت اور عمل صالح کی توفیق بخشنے کی طاقت صرف خدا ہی دینے والا ہے اور اس کے عتاب سے بچنے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ سوائے اس کی ذات کے (یعنی اس کے عتاب سے وہی بچ سکتا ہے جو خود اس کے دامنِ رحمت میں پناہ ڈھونڈھے۔)

بِيَدِکَ، مَاضٍ فِيَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَآءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَ نُوْرَ بَصَرِيْ وَجَلَآءَ حُزْنِيْ وَ ذَهَابَ هَمِّيْ۔

(احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ حصن حصین)

’’خدایا! میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے۔ میری چوٹی تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔ (یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں، تیرا ہی حکم میرے معاملہ میں نافذ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انصاف ہے۔ میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا۔ یا اپنے پاس خزانۂ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا۔ تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوا بنائے۔‘‘

۱۲- اگر کبھی خدانخواستہ مصائب و آلام اس طرح گھیر لیں کہ زندگی دشوار ہو جائے اور رنج و غم ایسی ہیبت ناک شکل اختیار کر لیں کہ آپ کو زندگی وبال معلوم ہونے لگے تب بھی کبھی موت کی تمنا نہ کیجیے اور نہ کبھی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے کی شرمناک حرکت کا تصور کیجیے۔ یہ بزدلی بھی ہے اور بدترین قسم کی خیانت اور معصیت بھی، ایسے اضطراب اور بے چینی میں برابر خدا سے یہ دعا کرتے رہیے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا کَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَ تَوَفَّنِيْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔ (بخاری، مسلم)

’’خدایا! جب تک میرے حق میں زندہ رہنا بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت ہی بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔‘‘

۱۳- جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دعا پڑھیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھی کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا مانگی (ان شاءاللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلاَ کَ اللّٰهُ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً۔ (ترمذی)

''خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچائے رکھا، جس میں تم مبتلا ہو اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی۔''

(۹)

خوف وہراس کے آداب

۱- اعداء دین کی قتل و غارت گری، ظلم و بربریت اور فتنہ وفساد کی ہیبت ہو یا قدرتی عذابوں کی تباہ کاریوں کا خوف ہو ـــــ ہر حال میں مومنانہ بصیرت کے ساتھ اس کے اصل اسباب کی کھوج لگائیے اور سطحی تدبیروں پر وقت ضائع کرنے کے بجائے کتاب وسنت کی بتائی ہوئی حقیقی تدبیروں پر اپنی ساری قوتیں مرکوز کر دیجیے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍo (الشوریٰ:۳۰)

''اور تم پر جو مصائب آتے ہیں وہ تمھارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں اور خدا تو بہت سی خطاؤں سے درگزر کرتا رہتا ہے۔''

اور قرآنِ پاک ہی نے اس کا علاج بھی بتا دیا ہے:

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَo

(النور:۳۱)

''اور تم سب مل کر خدا کی طرف پلٹو۔ اے مومنو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

توبہ کے معنیٰ ہیں پلٹنا، رجوع ہونا۔ گناہوں کے ہیبت ناک دلدل میں پھنسی ہوئی امت جب اپنے گناہوں پر نادم ہو کر خدا کی طرف پھر جذبۂ بندگی کے ساتھ پلٹتی ہے اور اشک ہائے ندامت سے اپنے گناہوں کی گندگی دھو کر پھر خدا سے عہدِ وفا استوار کرتی ہے تو اس کیفیت کو قرآن توبہ کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی توبہ واستغفار ہر طرح کے فتنہ وفساد اور خوف و ہیبت سے محفوظ ہونے کا حقیقی علاج ہے۔

۲- اعداء دین کی فتنہ انگیزی اور ظلم وستم سے گھبرا کر بے ہمتی دکھانے اور بے رحموں

سے رحم کی بھیک مانگنے کی ذلّت سے کبھی اپنی ملّی زندگی کو داغدار نہ کیجیے بلکہ اس کم زوری پر قابو پانے کے لیے کمرِ ہمت باندھیے، جس کی وجہ سے آپ میں بزدلی پیدا ہو رہی ہے اور اعداءِ دین کو آپ پر ستم ڈھانے اور آپ کو ہڑپ کرنے کی جرأت پیدا ہو رہی ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی دو وجہیں بتائی ہیں:

(۱) دنیا کی محبت۔

(۲) موت سے نفرت۔

یہ عزم کیجیے کہ آپ نہ صرف اپنے سینے سے بلکہ ملّت کے سینے سے ان روگوں کو دور کر کے ہی دم لیں گے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں (لقمہ تر سمجھ کر) تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹتے ہیں۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ! کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ارشاد فرمایا نہیں! اس وقت تمھاری تعداد کم نہ ہو گی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمھارا رعب نکل جائے گا اور تمھارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا ''یارسول اللہ! یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟ فرمایا'' اس وجہ سے کہ تم:

- دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور
- موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔'' (ابوداؤد)

۳۔نفس پرستی، عیاشی، عورتوں کی سربراہی اور معاصی سے اپنے معاشرے کو پاک کیجیے اور اپنی اجتماعیت کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر اجتماعی قوت کے ذریعے فتنہ وفساد کو مٹانے اور ملّت میں شجاعت، زندگی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب تمھارے حکمراں اچھے لوگ ہوں، اور تمھارے خوش حال لوگ سخی اور فیّاض ہوں اور تمھارے اجتماعی معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمھارے لیے زمین

کی پشت (پر زندگی) زمین کی گود (میں موت) سے بہتر ہے اور جب تمھارے امراء اور حکمراں بدکردار لوگ ہوں اور تمھارے معاشرے کے مال دار زر پرست اور بخیل ہوں اور تمھارے معاملات تمھاری بیگمات کے ہاتھوں میں ہوں تو پھر تمھارے لیے زمین کی گود یعنی موت زمین کی پشت یعنی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔'' (ترمذی)

۴- حالات کیسے بھی لرزہ خیز ہوں، حق کی حمایت میں کبھی کوتاہی نہ کیجیے۔ حق کی حمایت میں جان دے دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ آدمی بے دینی اور بے غیرتی کی زندگی گزارے، سخت سے سخت آزمائش اور شدید سے شدید خوف کی حالت میں بھی حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑیے۔ کوئی موت سے ڈرائے تو مسکرا دیجیے اور شہادت کا موقع آئے تو شوق و جذبے کے ساتھ اس کا استقبال کیجیے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''اسلام کی چکی گردش میں ہے۔ تو جدھر قرآن کا رُخ ہو اسی طرف تم بھی گھوم جاؤ۔ ہوشیار رہو! قرآن اور اقتدار عنقریب الگ الگ ہو جائیں گے (خبردار) تم قرآن کو نہ چھوڑنا۔ آئندہ ایسے حکمراں ہوں گے، جو تمھارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمھیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیں گے اور تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمھیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ صحابی نے کہا۔ تو پھر ہم کیا کریں؟ یا رسول اللہؐ! فرمایا وہی کرو جو عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے کیا۔ وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے۔ خدا کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ آدمی خدا کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے۔''

۵- ان اجتماعی امراض کے خلاف برابر جہاد کرتے رہیے، جن کے نتیجے میں سوسائٹی پر خوف و دہشت کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ افلاس، قحط، خونریزی عام ہو جاتی ہے اور دشمنوں کے ظالمانہ تسلّط میں قوم بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ''جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہو جائے گا خدا اس قوم کے دلوں میں دشمن کا خوف اور دہشت بٹھا دے گا اور جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہو جائے گی وہ فنا کے گھاٹ اتر رہے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بددیانتی کا رواج ہو جائے گا وہ ضرور فاقے کی شکار ہو گی اور جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں لازماً خونریزی

عام ہوگی۔ جو قوم بھی بدعہدی کرے گی اس پر بہر حال دشمن کا تسلّط ہو کر رہے گا۔'' (مشکوٰۃ)

۶- جب دشمنوں کی طرف سے خوف لاحق ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(ابوداؤد، نسائی بہ حوالہ حصن حصین)

''خدایا! ہم ان دشمنوں کے مقابلے میں تجھے ہی اپنی سپر بناتے ہیں اور ان کے شر و فساد سے بچنے کے لیے تیری پناہ لیتے ہیں۔''

۷- اور جب دشمن کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہوں تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (احمد بہ حوالہ حصن حصین)

''خدایا! تو ہماری عزت و آبرو کی حفاظت فرما اور خوف و ہراس سے امن عطا فرما۔''

۸- جب آندھی یا گھٹا اٹھتی دیکھیں تو گھبراہٹ اور خوف محسوس کیجیے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اس طرح قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا کہ آپؐ کا پورا منہ کھل جائے۔ آپؐ صرف مسکراتے تھے اور جب کبھی آندھی یا گھٹا آتی تو آپؐ گھبرا جاتے اور دعا کرنے لگتے۔ خوف کی وجہ سے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے اور جب تک پانی نہ برس جاتا تو آپؐ کی یہی حالت رہتی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ بدلی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ پانی برسے گا اور آپؐ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپؐ بدلی دیکھتے ہیں تو آپؐ کے چہرے پر گرانی اور پریشانی دکھائی دینے لگتی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

''عائشہؓ! آخر میں کیسے بے خوف ہو جاؤں کہ اس بدلی میں عذاب نہ ہوگا جب کہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آچکا ہے۔ قومِ عاد نے جب اس بدلی کو دیکھا تھا تو کہا تھا کہ یہ بدلی ہم پر پانی برسائے گی۔'' (بخاری، مسلم)

اور یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَلاَ تَجْعَلْھَا رِیْحًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَلاَ تَجْعَلْھَا عَذَابًا۔ (طبرانی)

''خدایا! تو اس کو خیر کی ہوا بنا دے شر کی ہوا نہ بنا۔ خدا تو اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنا۔''

اور اگر آندھی کے ساتھ سخت اندھیرا بھی ہو تو ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' بھی پڑھیے۔ (ابوداؤد)

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب آندھی اٹھتی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَ خَیْرَ مَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا وَ شَرِّ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

(مسلم، ترمذی)

''خدایا! میں تجھ سے اس آندھی کی خیر اور جو اس میں ہے اس کی خیر چاہتا ہوں، اور جس غرض کے لیے یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر چاہتا ہوں، اور اس آندھی کے شر سے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے اور جس غرض کے لیے یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۹- جب بارش کی زیادتی سے تباہی کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا لَاعَلَیْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ (بخاری، مسلم)

''خدایا! ہمارے آس پاس برسے ہمارے اوپر نہ برسے، خدایا! پہاڑیوں پر، ٹیلوں پر، وادیوں پر اور کھیت اور درخت اگنے کے مقامات پر برسے۔''

۱۰- جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنیں تو بات چیت بند کر کے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھنا شروع کر دیجیے:

وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ (الرعد: ۱۳)

''اور بادلوں کی گرج خدا کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے لرزتے ہوئے پاکی اور برتری بیان کرتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بادلوں کی گرج سنتے تو گفتگو بند کر دیتے اور یہی آیت پڑھنے لگتے۔ (الادب المفرد)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص گرج کے وقت تین مرتبہ اس آیت کو پڑھ لے وہ گرج کی آفت سے عافیت میں رہے گا۔ (ترمذی)

نبی ﷺ جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ لاَ تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلاَ تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ۔ (الادب المفرد)

" خدایا! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر۔ اپنے عذاب سے ہمیں تباہ نہ کر۔ اور ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ہمیں اپنے دامنِ عافیت میں لے لے۔"

۱۱- جب آگ لگ جائے تو اس کو بجھانے کی بھرپور کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر بھی کہتے جائیے نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جب آگ لگتی دیکھو تو اللہ اکبر کہو، تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے۔"

۱۲-خوف اور دہشت کے غلبے میں یہ دعا پڑھیے خدا نے چاہا تو دہشت دور ہوگی اور اطمینان نصیب ہوگا۔ حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ مجھ پر دہشت طاری رہتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ دعا پڑھا کرو۔ اس نے اس دعا کا ورد کیا۔ خدا نے اس کے دل سے دہشت دور فرمادی۔ (معجم الطبرانی)

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبَّ الْمَلاَئِکَۃِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ۔

"پاک و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی، عیبوں سے پاک، اے فرشتوں اور جبریل کے پروردگار! تیرا ہی اقتدار اور دبدبہ آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے۔"

(۱۰)

خوشی کے آداب

۱- خوشی کے مواقع پر خوشی ضرور منایئے۔ خوشی انسان کا ایک طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے، دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید حدود و شرائط کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار، غیر مطلوب سنجیدگی، ہر وقت کی مردہ دِلی اور فسردگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کر دیں۔ وہ خوشی کے تمام جائز مواقع پر خوشی منانے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں، تازہ ولولوں اور نئی امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔ جائز مواقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔

آپ کو کسی دینی فریضے کو انجام دینے کی توفیق نصیب ہو۔ آپ یا آپ کا کوئی عزیز علم و فضل میں بلند مقام حاصل کر لے، خدا آپ کو مال و دولت یا کسی اور نعمت سے نوازے، آپ کسی لمبے سفر سے بخیریت گھر واپس آئیں، آپ کا کوئی عزیز کسی دور دراز سفر سے آئے، آپ کے یہاں کسی معزز مہمان کی آمد ہو، آپ کے یہاں شادی بیاہ یا بچے کی پیدائش ہو۔ کسی عزیز کی صحت یا خیریت کی خبر ملے یا اہلِ اسلام کے فتح و نصرت کی خوش خبری سنیں یا کوئی تیوہار ہو۔ اس طرح کے تمام مواقع پر خوشی منانا آپ کا فطری حق ہے۔ اسلام نہ صرف خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کو عین دین داری قرار دیتا ہے:

حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمالی، اور مجھے خوش خبری ملی، تو میں فوراً نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ اس وقت نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا اور نبی ﷺ کو جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا کہ جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا ہے۔ اور ہم آپؐ کے چہرے کی رونق اور چمک سے سمجھ جاتے کہ آپ اس وقت انتہائی مسرور ہیں۔ (ریاض الصالحین)

۲- تیوہار کے موقع پر اہتمام کے ساتھ خوب کھل کر خوشی منایئے اور طبیعت کو ذرا آزاد چھوڑ دیجیے۔ نبی ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو فرمایا:

تم سال میں دو دن خوشیاں منایا کرتے تھے۔ اب خدا نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ! لہٰذا سال کے ان دو اسلامی تیوہاروں میں خوشی اور مسرت کا پورا پورا مظاہرہ کیجیے اور مل جل کر ذرا کھلی طبیعت سے کچھ تفریحی مشاغل فطری انداز میں اختیار کیجیے۔ اسی لیے ان دونوں تیوہاروں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''یہ ایام کھانے پینے، باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔''

(شرح معانی الاثار)

عید کے دن صفائی ستھرائی اور نہانے دھونے کا اہتمام کیجیے۔ حیثیت کے مطابق اچھے سے اچھا لباس پہنیے، خوش بو لگایئے، عمدہ کھانے کھایئے اور بچوں کو موقع دیجیے کہ وہ جائز قسم کی تفریح اور کھیلوں سے جی بہلائیں اور کھل کر خوشی منائیں۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ عید کا دن تھا۔ کچھ لونڈیاں، بیٹھی وہ اشعار گا رہی تھیں، جو جنگِ بعاث(۱) سے متعلق انصار نے کہے تھے کہ اسی دوران حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے۔ بولے۔ ''نبیؐ کے گھر میں یہ گانا بجانا۔'' نبی ﷺ نے فرمایا ''ابوبکر رہنے دو۔ ہر قوم کے لیے تیوہار کا ایک دن ہوا ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔''

ایک بار عید کے دن کچھ حبشی بازی گر فوجی کرتب دِکھا رہے تھے۔ آپؐ نے یہ کرتب خود بھی دیکھے اور حضرت عائشہؓ کو بھی اپنی آڑ میں لے کر دکھائے۔ آپؐ ان بازی گروں کو شاباشی بھی دیتے جاتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ دیکھتے دیکھتے تھک گئیں تو آپؐ نے فرمایا اچھا اب جاؤ۔

(بخاری)

۳- خوشی منانے میں، اسلامی ذوق اور اسلامی ہدایات و آداب کا ضرور لحاظ رکھیے۔ جب آپؐ کو کوئی خوشی حاصل ہو تو خوشی دینے والے کا شکر ادا کیجیے۔ اس کے حضور سجدۂ شکر بجا لایئے۔ خوشی کے ہیجان میں کوئی ایسا عمل یا رویہ اختیار نہ کیجیے جو اسلامی مزاج سے میل نہ کھائے۔

---

(۱) جنگ بعاث اس مشہور جنگ کا نام ہے، جو انصار کے دو قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوئی تھی۔

اور اسلامی آداب و ہدایات کے خلاف ہو، مسرّت کا اظہار ضرور کیجیے لیکن اعتدال کا بہر حال خیال رکھیے، مسرت کے اظہار میں اس قدر آگے نہ بڑھیے کہ فخر و غرور کا اظہار ہونے لگے۔ اور نیاز مندی، بندگی اور عاجزی کے جذبات دبنے لگیں۔ قرآن میں ہے:

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

(الحدید: ۲۳)

''اور ان نعمتوں کو پا کر اترانے نہ لگو جو خدا نے تمھیں دی ہیں۔ خدا اترانے والے اور بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

اور خوشی میں ایسے سرمست بھی نہ ہو جائیے کہ خدا کی یاد سے غافل ہونے لگیں، مومن کی خوشی یہ ہے کہ وہ خوشی دینے والے کو اور زیادہ یاد کرے۔ اس کے حضور سجدۂ شکر بجا لائے۔ اور اپنے عمل و گفتار سے، خدا کے فضل و کرم اور عظمت و جلال کا اور زیادہ اظہار کرے۔

رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھ کر اور شب میں تلاوت قرآن اور تراویح کی توفیق پا کر جب آپ عید کا چاند دیکھتے ہیں تو خوشی میں جھوم اٹھتے ہیں کہ خدا نے جو حکم دیا تھا آپ خدا کی دست گیری سے اس کی تعمیل میں کام یاب ہوئے۔ اور آپ فوراً اپنے مال میں سے اپنے غریب اور مسکین بھائیوں کا حصہ ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ اگر آپ کی عبادتوں میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو اور بندگی کا حق ادا کرنے میں کوئی غفلت ہوئی ہو تو اس کی تلافی ہو جائے اور خدا کے غریب بندے بھی عید کی خوشی میں شریک ہو کر خوشی کا اجتماعی اظہار کر سکیں اور پھر آپ خدا کی اس توفیق پر عید کی صبح کو دوگانۂ شکر ادا کر کے اپنی خوشی کا صحیح صحیح اظہار کرتے ہیں اور اسی طرح عید الاضحیٰ کے دن حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عظیم اور بے مثال قربانی کی یادگار منا کر اور قربانی کے جذبات سے اپنے سینے کو سرشار پا کر سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں ـــــــ اور پھر آپ کی ہر ہر بستی میں سارے گلی کوچے اور سڑکیں تکبیر و تہلیل اور خدا کی عظمت کی صداؤں سے گونج اٹھتی ہیں اور پھر آپ خدا کی شریعت کے مطابق جب عید کے ایام میں اچھا کھاتے اچھا پہنتے ہیں اور خوشی کے اظہار کے لیے جائز طریقوں کو اختیار کرتے ہیں تو آپ کی یہ ساری سرگرمیاں ذکر الٰہی بن جاتی ہیں۔

۴- اپنی خوشی میں دوسروں کو بھی شریک کیجیے اور اسی طرح دوسروں کی خوشی میں

خود بھی شرکت کر کے ان کی مسرّتوں میں اضافہ کیجیے اور خوشی کے موقع پر مبارک باد دینے کا بھی اہتمام کیجیے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ جب قبول ہوئی اور مسلمانوں کو معلوم ہوا تو لوگ جوق در جوق ان کے پاس مبارک باد دینے کے لیے پہنچنے لگے اور اظہار مسرّت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت طلحہؓ کی مبارک باد اور اظہار مسرّت سے تو حضرت کعبؓ اتنے متاثر ہوئے کہ زندگی بھر یاد کرتے رہے، حضرت کعبؓ نے جب بڑھاپے کے زمانے میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنی آزمائش اور توبہ کا واقعہ سنایا تو خصوصیت کے ساتھ حضرت طلحہؓ کے اظہارِ مسرّت کا ذکر کیا اور فرمایا میں طلحہؓ کی مبارک باد اور جذباتِ مسرت کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

خود نبی ﷺ نے بھی جب حضرت کعبؓ کو قبولیتِ توبہ کی خوش خبری سنائی تو انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "کعب! یہ تمھاری زندگی کا سب سے زیادہ خوشی کا دن ہے۔"

(ریاض الصالحین)

کسی کی شادی ہو یا کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو، یا اسی طرح کی کوئی اور خوشی حاصل ہو تو خوشی میں شرکت کیجیے اور مبارک باد دیجیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی کے نکاح پر اس کو مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے:

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ عَلَیْکُمَا وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔ (ترمذی)

"خدا تمھیں خوش حال رکھے اور تم دونوں پر برکتیں نازل فرمائے اور خیر و خوبی کے ساتھ تم دونوں کا نباہ کرے۔"

ایک بار حضرت حسینؓ نے کسی کو بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینے کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا کہ یوں کہا کرو:

"خدا تمھیں اپنے اس عطیے میں خیر و برکت دے، اپنی شکر گزاری کی تمھیں توفیق بخشے، بچے کو جوانی کی بہاریں دکھائے۔ اور اس کو تمھارا فرماں بردار اٹھائے۔"

۵- جب آپ کا کوئی عزیز یا شناسا کسی دور دراز سفر سے آئے تو اس کا استقبال کیجیے۔ اور اس کے بخیر وعافیت واپس آنے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے پر اظہارِ مسرّت کیجیے۔ اور اگر وہ اپنی بخیر واپسی پر خوشی کی کوئی تقریب منائے تو اس میں شرکت کیجیے اور جب آپ کسی سفر سے بعافیت وطن پہنچیں اور اس خوشی میں کوئی تقریب منائیں تو اس مسرّت میں بھی لوگوں کو شریک کریں۔ البتہ بے جا اسراف اور نمود ونمائش سے پرہیز کیجئے اور کوئی ایسا خرچ ہرگز نہ کیجیے جو آپ کی وسعت سے زیادہ ہو۔

نبی ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مسلمان مرد اور بچے آپؐ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع تک پہنچے۔ (ابوداؤد)

اور جب آپ مکے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے اور جنوب کی جانب سے شہر میں داخل ہونے لگے، تو مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بچیاں سب ہی آپؐ کا خیر مقدم کرنے کے لیے نکل آئے تھے اور انصار کی بچیاں خوشی میں یہ گیت گا رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ[1] الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ
اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

''(آج) ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا (جنوبی پہاڑی) ثنیات الوداع سے ہم پر شکر واجب ہے اس دعوت وتعلیم کا کہ داعی نے ہمیں خدا کی طرف بلایا۔ اے ہمارے درمیان بھیجے جانے والے رسول! ایسا دین لائے ہیں جس کی ہم اطاعت کریں گے۔''

ایک بار نبی ﷺ کسی سفر سے مدینے پہنچے تو آپؐ نے اپنے اونٹ یا گائے ذبح کر کے لوگوں کو دعوت فرمائی۔ (ابوداؤد)

۶- شادی بیاہ کے موقع پر بھی خوشی منایئے اور اس خوشی میں اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو بھی شریک کیجیے۔ اس موقعے پر نبی ﷺ نے کچھ اچھے گیت گانے اور دف بجانے کی بھی

---

(۱) ثنیۃ الوداع مدینے کے جنوب میں ایک ٹیلہ تھا، مدینے والے مہمانوں کو رخصت کرتے وقت یہاں تک پہنچانے آیا کرتے تھے۔ اس لیے اس ٹیلے کا نام ہی ''ثنیۃ الوداع'' یعنی ''رخصت کا ٹیلہ'' پڑ گیا۔

اجازت دی ہے۔ اس سے جذباتِ مسرّت کی تسکین بھی مقصود ہے اور نکاح کا عام اعلان اور شہرت بھی۔

● حضرت عائشہؓ نے اپنے رشتے کی ایک خاتون کا کسی انصاری سے نکاح کیا۔ جب اس کو رخصت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا ''لوگوں نے ان کے ساتھ کوئی لونڈی کیوں نہیں بھیج دی، جو دف بجاتی اور کچھ گیت گاتی جاتی۔'' (بخاری)

● جب حضرت ربیع بنت معوذؓ کا نکاح ہوا تو ان کے پاس چند لڑکیاں بیٹھی دف بجا رہی تھیں اور اپنے ان بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گا رہی تھیں، جو جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ ایک لڑکی نے ایک مصرعہ گایا:

''ہمارے درمیان ایک ایسا نبیؐ ہے، جو کل ہونے والی بات کو جانتا ہے۔ آپ نے سنا تو فرمایا اس کو چھوڑ دو اور وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔'' (بخاری)

۷۔ شادی بیاہ کی خوشی میں اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو کچھ کھلانے پلانے کا بھی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ نے خود اپنی شادی میں بھی ولیمے کی دعوت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

''اور کچھ نہ ہو تو ایک بکری ہی ذبح کر کے کھلا دو۔'' (بخاری)

شادی میں شرکت کا موقع نہ ہو تو کم از کم مبارک باد کا پیغام ضرور بھیجئے۔ نکاح شادی اور اسی طرح کے دوسرے خوشی کے موقعوں پر تحفے دینے سے تعلقات میں تازگی اور استواری پیدا ہوتی ہے اور محبت میں گرمی اور اضافہ ہوتا ہے۔ ہاں اس کا ضرور لحاظ رکھیے کہ تحفہ اپنی حیثیت کے مطابق دیجیے اور نمود و نمائش سے بچتے ہوئے اپنے اخلاص کا احتساب ضرور کرتے رہیے۔

باب دوم: حسنِ بندگی

(۱۱)

مسجد کے آداب

۱- خدا کی نظر میں روئے زمین کا سب سے زیادہ بہتر حصہ وہ ہے، جس پر مسجد تعمیر کی جائے۔ خدا سے پیار رکھنے والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسجد سے بھی پیار رکھتے ہیں۔ قیامت کے ہیبت ناک دن میں جب کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا، خدا اس دن اپنے اس بندے کو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا، جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''اور وہ شخص (عرش کے سائے میں ہوگا) جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہو۔'' (بخاری)

۲- مسجد کی خدمت کیجیے اور اس کو آباد رکھیے، مسجد کی خدمت کرنا اور اس کو آباد رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

''خدا کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں، جو خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔''

۳- فرض نمازیں ہمیشہ مسجد میں جماعت سے پڑھیے۔ مسجد میں جماعت اور اذان کا باقاعدہ نظم رکھیے اور مسجد کے نظام سے اپنی پوری زندگی کو منظّم کیجیے۔ مسجد ایک ایسا مرکز ہے کہ مومن کی پوری زندگی اسی کے گرد گھومتی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

مسلمانوں میں بعض لوگ وہ ہیں، جو مسجدوں میں جمے رہتے ہیں اور وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں۔ فرشتے ایسے لوگوں کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ غائب ہو جائیں تو فرشتے ان کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، اور اگر بیمار پڑ جائیں تو فرشتے ان کی بیمار پرسی کرتے ہیں اور اگر کسی

کام میں لگے ہوں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں ـــــ مسجد میں بیٹھنے والا خدا کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

۴- مسجد میں نماز کے لیے ذوق وشوق سے جائیے۔ نبیؐ نے فرمایا ''صبح وشام مسجد میں نماز کے لیے جانا ایسا ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔'' اور یہ بھی فرمایا ''جو لوگ صبح کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت میں ان کے ساتھ کامل روشنی ہوگی۔'' اور یہ بھی فرمایا ''نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانے والے کا ہر قدم ایک نیکی کو واجب کرتا اور ایک گناہ کو مٹاتا ہے۔''

(ابن حبان)

۵- مسجد کو صاف ستھرا رکھیے۔ مسجد میں جھاڑو دیجیے۔ کوڑا کرکٹ صاف کیجیے۔ خوش بو سلگائیے خاص طور پر جمعہ کے دن مسجد کو خوش بو میں بسانے کی کوشش کیجیے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے: ''مسجد میں جھاڑو دینا، مسجد کو پاک صاف رکھنا، مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا، مسجد میں خوش بو سلگانا۔ بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوش بو میں بسانا جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔'' (ابن ماجہ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: ''مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے۔''

(طبرانی)

۶- مسجد میں ڈرتے لرزتے جائیے۔ داخل ہوتے وقت ''السّلام علیکم'' کہیے[1] اور خاموش بیٹھ کر اس طرح ذکر کیجیے کہ خدا کی عظمت وجلال آپ کے دل پر چھایا ہوا ہو۔ ہنستے بولتے غفلت کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا، غافلوں اور بے ادبوں کا کام ہے، جن کے دل خدا کے خوف سے خالی ہیں۔ بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے اور رکعت پانے کے لیے مسجد میں دوڑتے ہیں، یہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔ رکعت ملے یا نہ ملے سنجیدگی، وقار اور عاجزی کے ساتھ مسجد میں چلیے اور بھاگ دوڑ سے پرہیز کیجیے۔

ـــ ۷- مسجد میں سکون سے بیٹھیے اور دنیا کی باتیں نہ کیجیے۔ مسجد میں شور مچانا ٹھٹا مذاق کرنا بازار کے بھاؤ پوچھنا اور بتانا، دنیا کے حالات پر تبصرہ کرنا اور خرید وفروخت کا بازار گرم کرنا مسجد کی بے حرمتی ہے۔ مسجد خدا کی عبادت کا گھر ہے اس میں صرف عبادت کیجیے۔

---

(۱) منبہات لابن حجر العسقلانی

۸- مسجد میں ایسے چھوٹے بچوں کو نہ لے جایئے، جو مسجد کے احترام کا شعور نہ رکھتے ہوں اور مسجد میں پیشاب، پاخانہ کریں یا تھوکیں۔

۹- مسجد کو گزرگاہ نہ بنایئے۔ مسجد کے دروازے میں داخل ہونے کے بعد مسجد کا یہ حق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں یا بیٹھ کر ذِکر اور تلاوت کریں۔

۱۰- اگر آپ کی کوئی چیز کہیں باہر گم ہو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں نہ کیجیے۔ نبیؐ کی مسجد میں اگر کوئی شخص اس طرح اعلان کرتا تو آپ ناراض ہوتے اور یہ کلمہ فرماتے: لا رد اللہ علیک ضالتک خدا تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز نہ ملائے۔

۱۱- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیے اور نبیؐ پر درود و سلام بھیجئے پھر یہ دعا پڑھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے، جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو پہلے نبیؐ پر درود بھیجے اور پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ۔ (مسلم)

''خدایا! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھیے، اس نفل کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کبھی سفر سے واپسی ہو تو سب سے پہلے مسجد پہنچ کر دو رکعت نفل پڑھیے اور اس کے بعد اپنے گھر جایئے۔ نبی ﷺ جب بھی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر نفل پڑھتے اور پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

۱۲- مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھیے اور یہ دعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ۔ (مسلم)

''خدایا! میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں۔''

۱۳- مسجد میں باقاعدہ اذان اور نماز باجماعت کا نظم قائم کیجیے اور مؤذّن اور امام ان لوگوں کو بنایئے، جو اپنے دین و اخلاق میں بحیثیت مجموعی سب سے بہتر ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو

کوشش کیجیے کہ ایسے لوگ اذان اور امامت کے فریضے انجام دیں، جو معاوضہ نہ لیں اور اپنی خوشی سے اجرِ آخرت کی طلب میں ان فرائض کو انجام دیں۔

۱۴-اذان کے بعد یہ دعا پڑھیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا مانگی قیامت کے روز وہ میری شفاعت کا حق دار ہوگا۔ (بخاری)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

(بخاری)

''خدایا! اس کامل دعوت اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو اپنا قرب اور فضیلت عطا فرما! اور ان کو اس مقامِ محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔''

۱۵-مؤذّن جب اذان دے رہا ہو تو اس کے کلمات سن سن کر آپ بھی دہرایئے البتہ جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے جواب میں کہیے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' اور فجر کی اذان میں جب مؤذّن اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو جواب میں یہ کلمات کہیے: صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ ''تم نے سچ کہا اور بھلائی کی بات کہی۔''

۱۶-تکبیر کہنے والا جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو جواب میں یہ کلمات کہیے: اَقَامَھَا اللّٰہُ وَ اَدَامَھَا۔ ''خدا اسے ہمیشہ قائم رکھے۔''

۱۷-عورتیں مسجدوں میں جانے کے بجائے گھر ہی میں نماز ادا کریں۔ ایک بار حضرت ابوحمید ساعدی کی بیوی نے نبی ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تمھارا شوق معلوم ہے لیکن تمھارا کوٹھری میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم دالان میں نماز پڑھو اور دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ صحن میں پڑھو۔

البتہ عورتوں کو مسجد کی ضروریات پوری کرنے کی امکان بھر کوشش کرنا چاہیے۔ پانی کا انتظام، چٹائی کا انتظام اور خوش بو وغیرہ کا سامان بھیجیں اور مسجد سے دِلی تعلق قائم رکھیں۔

۱۸- ہوشیار بچوں کو اپنے ساتھ مسجد لے جایئے، ماؤں کو چاہیے کہ وہ ترغیب دے دے کر بھیجیں تاکہ بچوں میں شوق پیدا ہو اور مسجد میں ان کے ساتھ نہایت نرمی، محبت اور شفقت کا سلوک کیجیے۔ وہ اگر کوئی کوتاہی کریں یا کوئی شرارت کر بیٹھیں تو ڈانٹنے پھٹکارنے کے بہ جائے پیار اور محبت سے سمجھایئے اور بھلائی کی تلقین کیجیے۔

---

(۱۲)

نماز کے آداب

۱- نماز کے لیے طہارت اور پاکی کا پورا پورا خیال رکھیے۔ وضو کریں تو مسواک کا بھی اہتمام کیجیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت میں میری امت کی علامت یہ ہوگی کہ ان کی پیشانی اور اعضائے وضو نور سے چمک رہے ہوں گے۔ پس جو شخص اپنے اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھائے۔''

۲- صاف ستھرے، سنجیدہ، مہذب اور سلیقے کے کپڑے پہن کر نماز ادا کیجیے۔ قرآن مجید میں ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:۳۱)

''اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرو۔''

۳- وقت کی پابندی سے نماز ادا کیجیے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ٥ (النساء:۱۰۳) ''مومنوں پر وقت کی پابندی سے نماز فرض کی گئی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک بار نبی ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! خدا کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے، آپؐ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔'' اور نبیؐ نے یہ بھی فرمایا: ''خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس شخص نے ان نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر اچھی طرح وضو کر کے خشوع خضوع سے ادا کیا تو خدا پر اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جس نے ان نمازوں میں کوتاہی کی تو خدا پر اس کی مغفرت و نجات کی کوئی ذمے داری نہیں، چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔'' (مالک)

۴- نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھیے۔ اگر کبھی جماعت نہ ملے تب بھی فرض نماز مسجد ہی میں پڑھنے کی کوشش کیجیے، البتہ سنتیں گھر پڑھنا بھی اچھا ہے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے، جو شخص چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھے وہ دوزخ اور نفاق دونوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے (ترمذی)

اور نبیؐ نے یہ بھی فرمایا: ''اگر لوگوں کو نماز با جماعت کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ہزار مجبوریوں کے باوجود بھی جماعت کے لیے دوڑ دوڑ کر آئیں۔ جماعت کی پہلی صف ایسی ہے، جیسے فرشتوں کی صف۔ تنہا نماز پڑھنے سے دو آدمیوں کی جماعت بہتر ہے پھر جتنے آدمی زیادہ ہوں اتنی ہی یہ جماعت خدا کو زیادہ محبوب ہوتی ہے۔'' (ابوداؤد)

۵- نماز سکون کے ساتھ پڑھیے اور رکوع و سجود اطمینان کے ساتھ ادا کیجیے۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جائیے۔ پھر سجدے میں جائیے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بھی مناسب وقفہ کیجیے اور دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھ لیا کیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

(ابوداؤد)

''خدایا! تو میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر۔ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔ میری شکستہ حالی دور فرما۔ مجھے سلامتی دے اور مجھے روزی عطا کر۔''

نبیؐ کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے۔ نماز اس کو دعائیں دیتی ہے کہ خدا اسی طرح تیری بھی حفاظت کرے، جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔''

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہؐ! نماز میں کوئی چوری کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: رکوع اور سجدے ادھورے کر کے۔

۶- اذان کی آواز سنتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دیجیے اور وضو کر کے پہلے سے مسجد میں پہنچ جائیے اور خاموشی کے ساتھ صف میں بیٹھ کر جماعت کا انتظار کیجیے۔ اذان سننے کے بعد سستی اور تاخیر کرنا اور کسمساتے ہوئے نماز کے لیے جانا منافقوں کی علامت ہے۔

۷- اذان بھی ذوق و شوق سے پڑھا کیجیے۔ نبیؐ سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہؐ! مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجیے، جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپؐ نے فرمایا ''نماز کے لیے اذان دیا کرو۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا ''موذّن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو اس کی آواز سنتا ہے وہ قیامت میں موذّن کے حق میں گواہی دے گا۔ جو شخص جنگل میں اپنی بکریاں چراتا ہو اور اذان کا

وقت آنے پر اونچی آواز سے اذان کہے تو جہاں تک اس کی آواز جائے گی۔ قیامت کے دن وہ ساری چیزیں اس کے حق میں گواہی دیں گی۔ (بخاری)

۸- اگر آپ امام ہیں تو تمام آداب و شرائط کا اہتمام کرتے ہوئے نماز پڑھائیے اور مقتدیوں کی سہولت کا لحاظ کرتے ہوئے اچھی طرح امامت کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''جو امام اپنے مقتدیوں کو اچھی طرح نماز پڑھاتے ہیں اور یہ سمجھ کر پڑھاتے ہیں کہ ہم اپنے مقتدیوں کی نماز کے ضامن ہیں ان کو اپنے مقتدیوں کی نماز کا اجر بھی ملتا ہے، جتنا ثواب مقتدیوں کو ملتا ہے۔ اتنا ہی امام کو بھی ملتا ہے اور مقتدیوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔'' (طبرانی)

۹- نماز اس طرح خشوع و خضوع سے پڑھیے کہ دل پر خدا کی عظمت و جلال کی ہیبت طاری ہو اور خوف و سکون چھایا ہوا ہو، نماز میں بلا وجہ ہاتھ پیر ہلانا، بدن کھجانا، داڑھی میں خلال کرنا، ناک میں انگلی ڈالنا، کپڑے سنبھالنا سخت بے ادبی کی حرکتیں ہیں۔ ان سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیے۔

۱۰- نماز کے ذریعے خدا سے قرب حاصل کیجیے۔ نماز اس طرح پڑھیے کہ گویا آپ خدا کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم یہ احساس رکھیے کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا:

''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے۔ پس جب تم سجدہ کرو تو سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔'' (مسلم)

۱۱- نماز ذوق و شوق کے ساتھ پڑھیے۔ مارے باندھے کی رسمی نماز در حقیقت نماز نہیں ہے۔ ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا بے چینی اور شوق سے انتظار کیجیے۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبیؐ تشریف لائے اور آپؐ اس قدر تیز چل کر آئے کہ آپؐ کی سانس چڑھ گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: لوگو! خوش ہو جاؤ تمھارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمھیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کرتے ہوئے فرمایا دیکھو میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

۱۲- غافلوں اور لاپرواہوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھ کر سر سے بوجھ نہ اتاریے۔ بلکہ حضور قلب کے ساتھ خدا کو یاد کیجیے اور دل، دماغ، احساسات، جذبات اور افکار و خیالات ہر

چیز سے پوری طرح خدا کی طرف رجوع ہو کر پوری یک سوئی اور دھیان کے ساتھ نماز پڑھیے۔ نماز وہی نماز ہے، جس میں خدا کی یاد ہو۔ منافقوں کی نماز خدا کی یاد سے خالی ہوتی ہے۔

۱۳- نماز کے باہر بھی نماز کا حق ادا کیجیے اور پوری زندگی کو نماز کا آئینہ بنائیے۔ قرآن میں ہے "نماز بے حیائی اور نافرمانی سے روکتی ہے۔" نبی ﷺ نے ایک انتہائی اثر انگیز تمثیل میں اس طرح اس کو پیش فرمایا آپؐ نے ایک سوکھی ٹہنی کو زور زور سے ہلایا۔ ٹہنی میں لگے ہوئے پتّے ہلانے سے جھڑ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: نماز پڑھنے والوں کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح اس سوکھی ٹہنی کے پتّے جھڑ گئے اور اس کے بعد آپؐ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ ؕ ذَالِکَ ذِکْریٰ لِلذَّاکِرِیْنَ ۝ (ہود: ۱۱۴)

"اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور کچھ رات گئے پر، بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔"

۱۴- نماز میں ٹھیر ٹھیر کر قرآن شریف پڑھیے اور نماز کے دوسرے اذکار بھی ٹھیر ٹھیر کر پوری توجہ، دل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ پڑھیے۔ سمجھ سمجھ کر پڑھنے سے شوق میں اضافہ ہوتا ہے اور نماز واقعی نماز بن جاتی ہے۔

۱۵- نماز پابندی سے پڑھیے کبھی ناغہ نہ کیجیے۔ مومنوں کی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ بلاناغہ نماز پڑھتے ہیں:

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ ۝

(المعارج: ۲۲، ۲۳)

"مگر نمازی لوگ وہ ہیں، جو اپنی نمازوں کا پابندی کے ساتھ التزام کرتے ہیں۔"

۱۶- فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کیجیے اور کثرت سے نوافل پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ نبیؐ نے فرمایا: "جو شخص فرض نمازوں کے علاوہ دن رات میں بارہ رکعتیں[1] پڑھتا ہے اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنا دیا جاتا ہے۔" (مسلم)

---

(۱) اس سے مراد وہ سنتیں ہیں، جو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں: ۲ رکعت فجر میں، ۶ رکعت ظہر میں ۳ رکعت مغرب میں اور ۲ رکعت عشاء میں۔

۱۷-سنت اور نوافل کبھی کبھی گھر میں بھی پڑھا کیجیے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے۔ ''مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ نماز گھر میں پڑھا کرو۔ خدا اس نماز کے طفیل تمھارے گھروں میں خیر عطا فرمائے گا۔'' (مسلم) اور نبیؐ خود بھی سنت و نوافل اکثر گھر میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۸-فجر کی نماز کے لیے جب گھر سے نکلیں تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ فِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ جِلْدِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔ (حصن حصین)

''خدایا! تو پیدا فرمادے میرے دل میں نور۔ میری بینائی میں نور، میری شنوائی میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے پیچھے نور، میرے آگے نور، اور میرے لیے نور ہی نور کردے۔ میرے پٹھوں میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میرے بالوں میں نور، میری کھال میں نور، میری زبان میں نور، اور میرے نفس میں نور پیدا فرمادے اور مجھے نور عظیم دے۔ اور مجھے سراپا نور بنادے اور پیدا فرما میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، خدایا مجھے نور عطا کر۔''

۱۹-فجر اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر گفتگو کرنے سے پہلے ہی سات بار یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ ''خدایا! مجھے جہنم کی آگ سے پناہ دے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''فجر و مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سات بار یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اگر اس دن یا اس رات میں مر جاؤ گے تو تم جہنم سے ضرور نجات پاؤ گے۔'' (مشکوٰۃ)

۲۰- ہر نماز کے بعد تین بار اَستَغفِرُ اللّٰہَ کہیے اور پھر یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ (مسلم)

"خدایا! تو السّلام ہے، سلامتی کا فیضان تیری ہی جانب سے ہے، تو خیر و برکت والا ہے۔ اے عظمت والے اور نوازش والے۔"

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز سے سلام پھیر لیتے تو تین بار استغفر اللّٰہ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔ (مسلم)

۲۱- جماعت کی نماز میں صفوں کو درست رکھنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ صفیں بالکل سیدھی رکھیے اور کھڑے ہونے میں اس طرح کندھے سے کندھا ملایئے کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے اور جب تک آگے کی صفیں نہ بھر جائیں پیچھے دوسری صفیں نہ بنایئے۔ ایک بار جماعت کی نماز میں ایک شخص اس طرح کھڑا ہوا تھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو تنبیہہ فرمائی۔

"خدا کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھی اور درست رکھنے کا لازماً اہتمام کرو ورنہ خدا تمھارے رخ ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔" (مسلم ج۱)

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص نماز کی کسی صف کو جوڑے گا اسے خدا جوڑے گا اور جو کسی صف کو کاٹے گا خدا اسے کاٹے گا۔" (ابوداؤد ج۱)

۲۲- بچوں کی صف لازماً مردوں سے پیچھے بنایئے اور بڑوں کے ساتھ کھڑا نہ کیجیے۔ البتہ عیدگاہ وغیرہ میں جہاں الگ کرنے میں زحمتیں پیش آئیں یا بچوں کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں بچوں کو پیچھے بھیجنے کی ضرورت نہیں، اپنے ساتھ رکھیے اور عورتوں کی صفیں یا تو سب سے پیچھے ہوں یا الگ ہوں، اگر مسجد میں ان کے لیے الگ جگہ بنی ہوئی ہو، اسی طرح عیدگاہ میں عورتوں کے لیے الگ جگہ کا انتظام کیجیے۔

(۱۳)

تلاوتِ قرآن کے آداب

۱- قرآن مجید کی تلاوت ذوق وشوق کے ساتھ دل لگا کر کیجیے اور یہ یقین رکھیے کہ قرآن مجید سے شغف خدا سے شغف ہے، نبی ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے لیے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔''

۲- اکثر و بیشتر وقت تلاوت میں مشغول رہیے اور کبھی تلاوت سے نہ اکتائیے۔ نبیؐ نے فرمایا: خدا کا ارشاد ہے ''جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کہ وہ مجھ سے دعا مانگنے کا موقع نہ پاسکے تو میں اس کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔'' (ترمذی) اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندہ تلاوتِ قرآن ہی کے ذریعے خدا کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے۔'' (ترمذی) اور آپؐ نے تلاوتِ قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک سے بھری ہوئی زنبیل کہ اس کی خوش بو چارسو، مہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل کہ اس کو ڈاٹ لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔'' (ترمذی)

۳- قرآنِ پاک کی تلاوت محض طلبِ ہدایت کے لیے کیجیے۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے، اپنی خوش الحانی کا سکّہ جمانے اور اپنی دین داری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ یہ انتہائی گھٹیا مقاصد ہیں اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

۴- تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجیے۔ بغیر وضو قرآن مجید چھونے سے پرہیز کیجیے اور پاک صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجیے۔

۵- تلاوت کے وقت قبلہ رُخ دوزانو ہوکر بیٹھیے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ، یکسوئی، دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُوْلُوا الْاَلْبَابِ۔

''کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے۔ تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

۶- تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہوسکے لحاظ رکھیے۔ حروف ٹھیک ٹھیک ادا کیجیے اور ٹھیر ٹھیر کر پڑھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو۔'' (ابوداؤد)

نبی ﷺ ایک ایک حرف واضح کرکے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کرکے پڑھا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا، جس ٹھیراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمھارا ٹھکانا تمھاری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے۔ (ترمذی)

۷- نہ زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی آواز میں پڑھیے۔ خدا کی ہدایت ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۱۱۰)

''اور اپنی نماز میں نہ تو زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی دھیرے دھیرے بلکہ دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجیے۔''

۸- یوں تو جب بھی موقع ملے تلاوت کیجیے لیکن سحر کے وقت تہجد کی نماز میں بھی قرآن

پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ تلاوتِ قرآن کی فضیلت کا سب سے اونچا درجہ ہے اور مومن کی یہ تمنا ہونی چاہیے کہ وہ تلاوت کا اونچے سے اونچا مرتبہ حاصل کرے۔

۹- تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ نبیؐ نے فرمایا ''جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو نہیں سمجھا۔''

۱۰- قرآن کی عظمت و وقعت کا احساس رکھیے اور جس طرح ظاہری طہارت اور پاکی کا لحاظ کیا ہے۔ اسی طرح دل کو بھی گندے خیالات، برے جذبات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجیے۔ جو دل گندے اور نجس خیالات اور جذبات سے آلودہ ہے اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت و وقعت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف و حقائق ہی کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ جب قرآن شریف کھولتے تو اکثر بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے یہ میرے جلال و عظمت والے پروردگار کا کلام ہے۔

۱۱- یہ سمجھ کر تلاوت کیجیے کہ روئے زمین پر انسان کو اگر ہدایت مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے، اور اسی تصوّر کے ساتھ اس میں تفکر اور تدبر کیجیے اور اس کے حقائق اور حکمتوں کے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ فرفر تلاوت نہ کیجیے بلکہ سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیے اور اس میں غور و فکر کرنے کی کوشش کیجیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ ''القارعہ'' اور ''القدر'' جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آل عمران، جیسی بڑی بڑی سورتیں فرفر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔ نبیؐ ایک مرتبہ ساری رات ایک ہی آیت کو دہراتے رہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ (المائدہ:۱۱۸)

''اے خدا اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں!! اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو انتہائی زبردست حکمت والا ہے۔''

۱۲- اس عزم کے ساتھ تلاوت کیجیے کہ مجھے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بدلنا ہے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی بنانا ہے اور پھر جو ہدایات ملیں اس کے مطابق اپنی

زندگی کو ڈھالنے اور کوتاہیوں سے زندگی کو پاک کرنے کی مسلسل کوشش کیجیے۔ قرآن آئینے کی طرح آپ کا ہر ہر داغ اور ہر ہر دھبّہ آپ کے سامنے نمایاں کر کے پیش کر دے گا۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان داغ دھبّوں سے اپنی زندگی کو پاک کریں۔

۱۳- تلاوت کے دوران قرآن کی آیات سے اثر لینے کی بھی کوشش کیجیے۔ جب رحمت، مغفرت اور جنت کی لازوال نعمتوں کے تذکرے پڑھیں تو خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھیے اور جب خدا کے غیظ وغضب اور عذابِ جہنم کی ہولناکیوں کا تذکرہ پڑھیں تو بدن کانپنے لگے۔ آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں اور دل توبہ اور ندامت کی کیفیت سے رونے لگے۔ جب مومنین صالحین کی کامرانیوں کا حال پڑھیں تو چہرہ دمکنے لگے اور جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو غم سے نڈھال نظر آئیں۔ وعید اور ڈراوے کی آیات پڑھ کر کانپ اٹھیں اور بشارت کی آیات پڑھ کر روح شکر کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔

۱۴- تلاوت کے بعد دعا فرمایئے۔ حضرت عمرؓ کی ایک دُعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی التَّفَکُّرَ وَالتَّدَبُّرَ بِمَا یَتْلُوْہُ لِسَانِیْ مِنْ کِتَابِکَ وَالْفَھْمَ لَہٗ وَالْمَعْرِفَۃَ بِمَعَانِیْہِ وَالنَّظْرَ فِیْ عَجَآئِبِہٖ وَالْعَمَلَ بِذَالِکَ مَا بَقِیْتُ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ○

''خدایا! میری زبان تیری کتاب میں سے جو کچھ تلاوت کرے۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس میں غور وفکر کروں، خدایا! مجھے اس کی سمجھ دے۔ مجھے اس کے مفہوم ومعانی کی معرفت بخش اور اس کے عجائبات کو پانے کی نظر عطا کر اور جب تک زندہ رہوں مجھے توفیق دے کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

---

(۱۴)

یومِ جمعہ کے آداب

۱- جمعہ کے دن صفائی ستھرائی، نہانے دھونے اور آرائش و زیبائش کرنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے آئے تو اسے غسل کرکے آنا چاہیے۔'' (بخاری، مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر خدا کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتہ میں غسل کرے، سر اور بدن کو دھوئے۔''

اور حضرت سعیدؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جمعہ کے دن ہر بالغ جوان کے لیے غسل کرنا لازمی ہے اور مسواک کرنا اور خوش بو لگانا بھی، اگر میسر ہو۔'' (بخاری، مسلم)

اور حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن نہایا دھویا اور اپنے بس بھر اس نے طہارت و نظافت کا پورا پورا اہتمام کیا پھر اس نے تیل لگایا، خوش بو ملی، پھر دو پہر ڈھلے مسجد میں جا پہنچا اور (مسجد جاکر صف میں بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا۔ پھر اس نے نماز پڑھی جو بھی اس کے لیے مقدر تھی۔ پھر جب امام (ممبر کی طرف) نکلا تو چپ چاپ (بیٹھا، خطبہ سنتا) رہا تو اس شخص کے سارے گناہ بخش دیے گئے، جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے تھے۔'' (بخاری)

۲- جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ ذکر و تسبیح، تلاوتِ قرآن اور دعا، صدقہ و خیرات، مریضوں کی عیادت، جنازے کی شرکت، گورستان کی سیر اور دوسرے نیک کام کرنے کا اہتمام کیجیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''افضل ترین دن، جس پر سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدمؑ پیدا ہوئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے (اور خدا کے خلیفہ بنائے گئے) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔'' (مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''پانچ عمل ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو ایک دن میں کرے گا خدا اس کو جنت والوں میں لکھ دے گا:

۱- بیمار کی عیادت کرنا۔

۲- جنازے میں شریک ہونا۔

۳- روزہ رکھنا۔

۴- نماز جمعہ پڑھنا۔

۵- غلام کو آزاد کرنا۔'' (ابن حبّان)

ظاہر ہے پانچوں اعمال کا بجالانا اسی وقت ممکن ہے جب جمعہ کا دن ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ ہی کی ایک روایت اور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔'' (نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کی شب میں سورۂ دخان کی تلاوت کرے اس کے لیے ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جمعہ کے دن میں ایک ایسی مبارک ساعت ہے کہ بندہ اس میں، جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔'' (بخاری)

یہ ساعت کون سی ہے، اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اس لیے کہ روایات میں مختلف اوقات کا ذکر ہے، البتہ علماء نے کہا ہے کہ دو قول ان میں نہایت صحیح ہیں: ایک یہ کہ جس وقت خطیب خطبے کے لیے ممبر پر آتا ہے اس وقت سے لے کر نماز ختم ہونے تک کا وقت ہے،

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے جب سورج غروب ہونے لگے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ دونوں ہی اوقات نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ دعا وفریاد میں گزاریں۔ اپنی اور دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی مانگیے تو اچھا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ۔ (بخاری، نسائی)

''خدایا! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں، اور اپنے امکان بھر تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں۔ میں تیری نعمتوں اور تیرے احسانات کا اقرار کرتا ہوں، جو تو نے مجھ پر کیے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو میری مغفرت فرما۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی نہیں، جو گناہوں کا بخشنے والا ہو، اور اپنے کرتوت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

۳- جمعہ کی نماز کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ جمعہ کی نماز ہر بالغ، صحت مند، مقیم اور ہوش مند مسلمان مرد پر فرض ہے۔ اگر کسی مقام پر امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ کی نماز ضرور پڑھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں کو چاہیے کہ نمازِ جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ خدا ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر (ہدایت سے محروم ہوکر) وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔'' (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص نہا دھوکر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا پھر اس نے سنّت ادا کی، جو اس کے لیے خدا نے مقدر کر دی تھی۔ پھر خاموش بیٹھا (خطبہ سنتا) رہا یہاں تک کہ خطبے سے فراغت ہوئی پھر امام کے ساتھ فرض ادا کیے تو اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعے تک کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور تین دن کے مزید۔''

حضرت یزید بن مریمؒ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لیے جارہا تھا کہ راستے میں

حضرت عبایہ بن رفاعہؓ سے ملاقات ہوگئی۔انھوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا نمازِ جمعہ پڑھنے جارہا ہوں۔فرمایا مبارک ہو، تمھارا یہ چلنا خدا کی راہ میں چلنا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ میں گرد آلود ہوئے اس پر آگ حرام ہے۔“

۴- جمعہ کی اذان سنتے ہی مسجد کی طرف دوڑ پڑیے۔کاروبار اور دوسری مشغولیتیں یک قلم بند کردیجیے اور پوری یکسوئی کے ساتھ خطبہ سننے اور نماز ادا کرنے میں مشغول ہوجائیے اور جمعہ سے فارغ ہوجائیں تو پھر کاروبار میں لگ جائیے۔قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥

(الجمعہ:۹،۱۰)

”مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دے دی جائے تو جلد خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔اگر تمھاری سمجھ میں آجائے تو تمھارے حق میں یہی بہتر ہے۔پھر جب نماز ہوچکے تو زمین میں (اپنی اپنی مصروفیتوں کے لیے) پھیل جاؤ اور خدا کے فضل میں سے اپنا حصہ ڈھونڈ لینے میں لگ جاؤ اور خدا کو خوب یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

ان آیات سے مومن کو جو ہدایتیں ملتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) مومن کو پورے شعور اور فکر کے ساتھ نمازِ جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور اذان کی آواز سنتے ہی سب کچھ چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ پڑنا چاہیے۔

(۲) اذان سننے کے بعد مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کاروبار کرے یا کسی اور دنیوی مشغولیت میں پھنسا رہے اور خدا سے غافل دنیا دار بن جائے۔

(۳) مومن کی بھلائی کا راز یہ ہے کہ وہ دنیا میں خدا کا بندہ اور غلام بن کر رہے اور جب بھی خدا کی طرف سے پکار آئے تو وہ ایک وفادار اور اطاعت شعار غلام کی طرح اپنی ساری دل چسپیوں سے منھ موڑ کر اور سارے دنیوی مفادات کو ٹھکرا کر خدا کی پکار پر دوڑ پڑے۔ اور اپنے عمل سے یہ اعلان کرے کہ تباہی اور ناکامی یہ نہیں کہ دین کے تقاضوں پر دنیوی مفاد کو قربان کر دے بلکہ ناکامی اور تباہی یہ ہے کہ آدمی دنیا بنانے کی دھن میں دین کو تباہ کر ڈالے۔

(۴) دنیا کے بارے میں یہ نقطۂ نظر صحیح نہیں ہے کہ آدمی اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے اور ایسا دین دار بن جائے کہ دنیا کے لیے بالکل ہی ناکارہ ثابت ہو بلکہ قرآن ہدایت دیتا ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی خدا کی زمین میں پھیل جاؤ اور خدا نے اپنی زمین میں رزق رسانی کے جو ذرائع اور وسائل بھی فراہم کر رکھے ہیں، ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح کھپا کر اپنے حصے کی روزی تلاش کرو۔ اس لیے کہ مومن کے لیے نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے لیے دوسروں کا محتاج رہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے متعلقین کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرے اور وہ پریشانی اور مایوسی کا شکار ہوں۔

(۵) آخری اہم ہدایت یہ ہے کہ مومن دنیا کے دھندوں اور کاموں میں اس طرح نہ پھنس جائے کہ وہ اپنے خدا سے غافل ہو جائے، اسے ہر حال میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی زندگی کا اصل سرمایہ اور حقیقی جوہر خدا کا ذکر ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں ''خدا کا ذکر صرف یہی نہیں ہے کہ زبان سے تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کے بول ادا کیے جائیں بلکہ ہر وہ شخص ذکرِ الٰہی میں مصروف ہے، جو خدا کی اطاعت کے تحت اپنی زندگی کا نظام تعمیر کرنے میں لگا ہوا ہے۔''

۵- جمعہ کی نماز کے لیے جلد سے جلد مسجد میں پہنچنے کی کوشش کیجیے اور اوّل وقت جا کر پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کا اہتمام کیجیے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے روز نہایت اہتمام کے ساتھ اس طرح نہایا، جیسے پاکی حاصل کرنے کے لیے غسل کرتے ہیں (یعنی اہتمام کے ساتھ پورے جسم پر پانی پہنچا کر خوب اچھی طرح بدن کو

صاف کیا۔) پھر اوّل وقت مسجد میں جا پہنچا تو گویا کہ اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اس کے بعد دوسری ساعت میں پہنچا تو اس نے گویا گائے (یا بھینس) کی قربانی کی۔ اور جو اس کے بعد تیسری ساعت میں پہنچا تو گویا اس نے سینگ والا مینڈھا قربان کیا۔ اور جو اس کے بعد چوتھی ساعت میں پہنچا تو گویا اس نے خدا کی راہ میں ایک انڈا عطا کیا۔ پھر جب خطیب خطبہ پڑھنے کے لیے نکل آیا تو فرشتے مسجد کا دروازہ چھوڑ کر خطبہ سننے اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آ بیٹھتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

اور حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف والوں کے لیے تین بار استغفار فرماتے تھے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک بار۔'' (ابن ماجہ، نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں کو پہلی صف کا اجر و ثواب معلوم نہیں ہے۔ اگر پہلی صف کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو لوگ پہلی صف کے لیے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔

(بخاری، مسلم)

۶- جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھیے اور جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائیے۔ لوگوں کے سروں اور کندھوں پر سے پھاند پھاند کر جانے کی کوشش نہ کیجیے۔ اس سے لوگوں کو جسمانی تکلیف بھی ہوتی ہے اور قلبی کوفت بھی اور ان کے سکون، یکسوئی اور توجہ میں بھی خلل پڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری صف میں اس لیے کھڑا ہوا کہ اس کے بھائی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو خدا تعالیٰ اس کو پہلی صف والوں سے دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔'' (طبرانی)

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن نہایا دھویا اور اپنے بس بھر اس نے پاکی اور صفائی کا بھی اہتمام کیا۔ پھر تیل لگایا، خوش بو لگائی۔ اور دوپہر ڈھلتے ہی مسجد میں جا پہنچا اور دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا (یعنی اس نے ان کے سروں اور کندھوں پر سے پھاندنے، صفوں کو چیر کر گزرنے یا دو بیٹھے ہوئے نمازیوں کے بیچ میں جا بیٹھنے کی غلطی نہیں کی بلکہ جہاں جگہ ملی وہیں خاموشی سے نماز سنت وغیرہ ادا کی، جو بھی خدا نے اس

کے حصے میں لکھ دی تھی۔ پھر جب خطیب ممبر پر آیا تو خاموش (بیٹھا خطبہ سنتا) رہا تو ایسے شخص کے وہ سارے گناہ بخش دیے گئے، جو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے۔''

(بخاری)

۷- خطبہ نماز کے مقابلے میں ہمیشہ مختصر پڑھیے۔ اس لیے کہ خطبہ اصلاً تذکیر ہے، جس میں آپ لوگوں کو خدا کی بندگی اور عبادت پر ابھارتے ہیں اور نماز نہ صرف عبادت ہے بلکہ سب سے افضل عبادت ہے، اس لیے یہ کسی طرح صحیح نہیں کہ خطبہ تو لمبا چوڑا دیا جائے اور نماز جلدی جلدی مختصر پڑھ لی جائے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''نماز کو طول دینا اور خطبے کو مختصر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ خطیب سوجھ بوجھ والا ہے پس تم نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔'' (مسلم)

۸- خطبہ نہایت خاموشی، توجہ، یکسوئی، آمادگی اور جذبۂ قبولیت کے ساتھ سنیے اور خدا اور رسول کے، جو احکام معلوم ہوں ان پر سچے دل سے عمل کرنے کا ارادہ کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے غسل کیا پھر نماز جمعہ پڑھنے آیا اور آ کر اپنے مقدّر کی نماز پڑھی پھر خاموش (بیٹھ کر نہایت توجہ اور یکسوئی کے ساتھ خطبہ سنتا) رہا یہاں تک کہ خطیب خطبے سے فارغ ہوا پھر اس نے امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی تو اس کے وہ سارے گناہ بخش دیے گئے، جو اس سے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہوے بلکہ تین دن کے مزید گناہ بھی بخش دیے گئے۔''

(مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب خطیب خطبہ دینے کے لیے نکل آئے تو پھر نہ کوئی نماز پڑھنا درست ہے اور نہ بات کرنا درست ہے۔

۹- دوسرا خطبہ عربی میں پڑھیے۔ البتہ پہلے خطبے میں مقتدیوں کو کچھ خدا رسول کے احکام، ضرورت کے مطابق کچھ نصیحت و ہدایت اور تذکیر کا اہتمام اپنی زبان میں بھی کیجیے۔ نبی ﷺ نے جمعہ میں، جو خطبے دیے ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حالات کے مطابق مسلمانوں کو کچھ نصیحت و ہدایت دے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب خطیب سامعین کی زبان میں ان سے خطاب کرے۔

۱۰- جمعہ کے فرضوں میں سورۂ الاعلیٰ اور الغاشیہ پڑھنا یا سورۂ منافقون اور سورۂ جمعہ پڑھنا افضل اور مسنون ہے۔ نبی ﷺ اکثر یہی سورتیں جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱- جمعہ کے دن کثرت سے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا خصوصی اہتمام کیجیے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

---

(۱۵)

نمازِ جنازہ کے آداب

۱-نمازِ جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجیے۔ جنازے کی نماز مردے کے لیے دعائے مغفرت ہے اور یہ میت کا ایک اہم حق ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کر کے ہی کھڑے ہو جایئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے "جنازے کی نماز پڑھا کرو شاید کہ اس نماز سے تم پر غم طاری ہو۔ غمگین آدمی خدا کے سائے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے۔" (حاکم) اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھتی ہیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔" (ابوداؤد)

۲-نمازِ جنازہ کے لیے میت کی چارپائی اس طرح رکھیے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رخ قبلے کی طرف رکھیے۔

۳-اگر آپ نمازِ جنازہ پڑھا رہے ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ میت کے سینے کے مقابلے میں رہیں۔

۴-جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھیے۔ اگر تھوڑے لوگ ہوں تو ایک صف بنایئے۔ ورنہ تین[1]، پانچ، سات، جتنے افراد زیادہ ہو جائیں زیادہ صفیں بنائے جایئے لیکن تعداد طاق رہے۔

۵-نمازِ جنازہ شروع کریں تو یہ نیت کیجیے کہ ہم اس میت کے واسطے ارحم الراحمین سے مغفرت چاہنے کے لیے اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ امام بھی یہی نیت کرے اور مقتدی بھی یہی نیت کریں۔

---

(۱) امام کے علاوہ اگر چھے آدمی ہوں تب بھی مستحب یہ ہے کہ تین صفیں بنائی جائیں۔ پہلی صف میں تین افراد رہیں دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔

۶- نمازِ جنازہ میں، جو امام پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں۔ مقتدی خاموش نہ رہیں، البتہ امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آہستہ کہیں۔

۷- نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیے۔ پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جائیے اور پھر ہاتھ باندھ لیجیے اور ثنا پڑھیے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

”خدایا! تو پاک ہے اور برتر ہے اپنی حمد وثنا کے ساتھ۔ اور تیرا نام خیر و برکت والا ہے اور تیری بزرگی اور بڑائی بہت بلند ہے اور تیری تعریف بڑی عظمت والی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

اب دوسری تکبیر پڑھیے لیکن تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائیے اور نہ سر سے کوئی اشارہ کیجیے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

”خدایا! تو محمدؐ پر رحمت فرما اور ان کی آل پر رحمت فرما۔ جیسے تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ خدایا! تو برکت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔“

اب بغیر ہاتھ اٹھائے تیسری تکبیر کہیے اور میت کے لیے مسنون دعا پڑھیے۔ پھر چوتھی بار تکبیر کہیے اور دونوں طرف سلام پھیر دیجیے۔

۸- اگر میت بالغ مرد یا بالغ عورت ہے تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

''خدایا! ہمارے زندوں، ہمارے مردوں، ہمارے حاضروں، ہمارے غائبوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں، ہماری عورتوں کی تو مغفرت فرما دے۔ خدایا! ہم میں سے، جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ موت دے۔''

اور اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

''خدایا! تو اس لڑکے کو ہمارے لیے ذریعہ مغفرت بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول کر لی جائے۔''

اور اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ دعا پڑھیے۔ اس دعا کا مطلب بھی وہی ہے، جو لڑکے کے لیے پڑھی جانے والی دعا کا ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً۔

۹- جنازے کے لیے جاتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہیے اور یہ غور کیجیے کہ جس طرح آج آپ دوسرے کو زمین کے حوالے کرنے جا رہے ہیں ٹھیک اسی طرح ایک دن دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے، اس غم اور فکر کے نتیجے میں آپ کم از کم اتنے وقت کے لیے آخرت کے تصوّر میں گھلنے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی الجھنوں اور باتوں سے محفوظ رہیں گے۔

---

(۱۶)

میت کے آداب

۱- جب کسی قریب المرگ کے پاس جائیں تو ذرا بلند آواز سے کلمہ ''لَآ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھتے رہیں، مریض سے پڑھنے کے لیے نہ کہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب مرنے والوں کے پاس بیٹھو تو کلمہ کا ذکر کرتے رہو۔ (مسلم)

۲- نزع کے وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرنے والوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔ (عالمگیری ص ۱۰۰ ج ۱) ہاں دم نکلنے کے بعد جب تک مردے کو غسل نہ دے دیا جائے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف نہ پڑھیے۔ اور وہ آدمی جس کو نہانے کی ضرورت ہو اور حیض و نفاس والی عورت بھی مردے کے پاس نہ جائے۔

۳- موت کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ[1] پڑھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی کسی مصیبت کے موقع پر ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتا ہے اس کے لیے تین اجر ہوتے ہیں:

- اوّل یہ کہ اس پر خدا کی طرف سے رحمت اور سلامتی اترتی ہے۔
- دوم یہ کہ اس کو حق کی تلاش و جستجو کا اجر ملتا ہے۔
- سوم یہ کہ اس کے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے اور اس کو فوت ہونے والی چیز کا اس سے اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی)

۴- میت کے غم میں چیخنے چلاّنے اور بَین کرنے سے پرہیز کیجیے۔ البتہ غم میں آنسو نکل پڑیں تو یہ فطری بات ہے، نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اسی طرح آپؐ کے نواسے ابن زینبؓ کا انتقال ہوا تو آپؐ کی آنکھوں سے

---

(۱) ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

آنسو رواں ہو گئے پوچھا گیا یا رسول اللہؐ! یہ کیا؟ فرمایا ''یہ رحمت ہے، جو خدا نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے اور خدا اپنے بندوں میں سے انھیں بندوں پر رحم فرماتا ہے، جو رحم کرنے والے ہیں۔''

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''جو منھ پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے، جاہلیت کی طرح بَین کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔''

۵- جان نکلنے کے بعد میت کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیجیے، آنکھیں بند کر دیجیے۔ اور ایک چوڑی سی پٹّی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھ دیجیے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر دھجّی سے باندھ دیجیے اور چادر سے ڈھک دیجیے اور یہ پڑھتے رہیے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ''خدا کے نام سے اور رسول اللہؐ کی ملت پر۔'' اور لوگوں کو وفات کی اطلاع کرا دیجیے اور قبر میں اتارتے وقت بھی یہی دعا پڑھیے۔

۶- میت کی خوبیاں بیان کیجیے اور برائیوں کا ذکر نہ کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو بند رکھا کرو۔'' (ابو داؤد) اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ''جب کوئی شخص مرتا ہے اور اس کے چار پڑوسی اس کے بھلا ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو خدا فرماتا ہے۔ ''میں نے تمھاری شہادت قبول کر لی اور جن باتوں کا تمھیں علم نہیں تھا وہ میں نے معاف کر دیں۔'' (ابن حبان)

ایک بار نبی ﷺ کے حضور صحابہؓ نے ایک جنازے کی تعریف کی تو فرمایا ''اس کے لیے جنت واجب ہو گئی لوگو! تم زمین پر خدا کے گواہ ہو، تم جس کو اچھا کہتے ہو خدا اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور تم جس کو برا کہتے ہو خدا اس کو دوزخ میں بھیج دیتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ''جب کسی مریض کی عیادت کو جاؤ یا کسی کے جنازے میں شرکت کرو ہمیشہ زبان سے خیر کے کلمات کہو کیوں کہ فرشتے تمھاری باتوں پر آمین کہتے جاتے ہیں۔'' (مسلم)

۷- ہمیشہ موت پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کیجیے، کبھی زبان سے کوئی ناشکری کا کلمہ نہ نکالیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کوئی شخص اپنے بچے کے مرنے پر صبر کرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ پروردگار! ہم تیرا حکم بجا لائے۔ پھر خدا پوچھتا ہے تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کی جان قبض کر لی۔ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر وہ پوچھتا ہے تو میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں پروردگار اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo'' پڑھا تو خدا فرشتوں سے کہتا ہے۔'' میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔'' (ترمذی)

۸- مردے کے نہلانے دھلانے میں دیر نہ کیجیے، غسل کے لیے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ہلکا گرم کر لیجیے تو اچھا ہے، مردے کو پاک صاف تختے پر لٹائیے۔ کپڑے اتار کر تہبند ڈال دیجیے۔ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے چھوٹا بڑا استنجا کرائیے۔ اور خیال رکھیے کہ تہبند ڈھکا رہے پھر وضو کرائیے، وضو میں کلّی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، غسل کراتے وقت کان اور ناک میں روئی رکھ دیجیے تا کہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر کو صابن یا کسی اور چیز سے اچھی طرح دھو کر صاف کر دیجیے۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر دائیں جانب سر سے پاؤں تک ڈالیے، پھر اسی طرح بائیں طرف پانی سر سے پاؤں تک ڈالیے اب بھیگا ہوا تہبند ہٹا دیجیے اور سوکھا تہبند ڈال دیجیے اور پھر اٹھا کر چارپائی پر کفن میں لٹا دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا خدا ایسے بندے کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے اور جس نے کسی میت کو قبر میں اتارا تو گویا اس نے میت کو روزِ حشر تک کے لیے رہنے کو مکان مہیا کیا۔'' (طبرانی)

۹- کفن اوسط درجے کے سفید کپڑے کا بنائیے نہ زیادہ قیمتی بنائیے اور نہ بالکل ہی گھٹیا بنائیے۔ مردوں کے لیے کفن میں تین کپڑے رکھیے ایک چادر۔ ایک تہبند اور ایک کفنی یا کرتا۔ چادر کی لمبائی میت کے قد سے زیادہ رکھیے تا کہ سر اور پاؤں دونوں جانب باندھا جا سکے اور چوڑائی اتنی رکھیے کہ مردے کو اچھی طرح لپیٹا جا سکے۔ عورتوں کے لیے ان کپڑوں کے علاوہ ایک سر بند رکھیے، جو ایک گز سے کچھ کم چوڑا اور ایک گز سے زیادہ لمبا ہو اور بغل سے لے کر گھٹنے تک کا ایک سینہ بند بھی رکھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے'' جس نے کسی میت کو کفن پہنایا تو خدا اس کو جنت میں سندس اور استبرق کا لباس پہنائے گا۔'' (حاکم)

۱۰- جنازہ قبرستان کی طرف ذرا تیز قدموں سے لے جایئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''جنازے میں جلدی کرو۔'' حضرت ابن مسعودؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ! ''جنازے کو کس رفتار سے لے جایا کریں؟'' فرمایا ''جلدی جلدی دوڑنے کی رفتار سے کچھ کم۔ اگر مردہ صاحبِ خیر ہے تو اس کو انجام خیر تک جلدی پہنچاؤ اور اگر صاحبِ شر ہے تو اس شر کو اپنے سے جلد دور کرو۔'' (ابوداؤد)

۱۱- جنازے کے ساتھ پیدل جایئے۔ نبی ﷺ ایک جنازے کے ساتھ چلے اور آپؐ نے دیکھا کہ چند آدمی سوار ہیں۔ آپؐ نے ان سے کہا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھ پر ہو۔ البتہ جنازے سے واپسی پر سواری پر آسکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ابوواحدی کے جنازے میں پیدل گئے اور واپسی میں گھوڑے پر سوار ہوکر آئے۔

۱۲- جب آپ جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جایئے پھر اگر اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو ٹھیر جایئے کہ جنازہ کچھ آگے نکل جائے۔ نبیؐ نے فرمایا:

''جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو لوگ جنازے کے ساتھ جائیں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازہ نہ رکھ جائے۔''

۱۳- نماز جنازہ پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے اور جنازے کے ساتھ جانے اور کندھا دینے کا بھی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان کا مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ وہ جنازے کے ہم راہ جائے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا، جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے نماز کے بعد جو دفن میں بھی شریک ہو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب دیا جاتا ہے، کسی نے پوچھا۔ دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے۔ فرمایا دو پہاڑوں کے برابر۔'' (بخاری، مسلم)

۱۴- مردے کی قبر شمال جنوب لمبائی میں کھدوایئے اور مردے کو قبر میں اتارتے وقت قبلے کی طرف رکھ کر اتاریے۔ اگر مردہ ہلکا ہو تو دو آدمی اتارنے کے لیے کافی ہیں ورنہ

حسبِ ضرورت تین یا چار آدمی اتاریں۔ اتارتے وقت میت کا رُخ قبلے کی طرف کر دیجیے اور کفن کی گرہیں کھول دیجیے۔

۱۵-عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردے کا اہتمام کیجیے۔

۱۶-قبر پر مٹی ڈالتے وقت سرہانے کی طرف سے ابتدا کیجیے اور دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین ۳ بار قبر پر ڈالیے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت پڑھیے۔ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ (اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا) دوسری بار مٹی ڈالتے وقت پڑھیے۔ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ (اور اسی میں ہم تمھیں لوٹا رہے ہیں) اور تیسری بار جب مٹی ڈالیں تو پڑھیے۔

وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (اور اسی سے ہم تمھیں دوبارہ اٹھائیں گے)۔

۱۷-میت کی قبر کو نہ زیادہ اونچا کیجیے اور نہ چوکور بنائیے۔ بس اتنی ہی مٹی قبر پر ڈالیے، جو اس کے اندر سے نکالی ہے اور مٹی ڈالنے کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک دیجیے۔

۱۸-دفن کرنے کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھیریے۔ میت کے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔ کچھ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائیے اور لوگوں کو بھی توجہ دلائیے کہ استغفار کریں۔ نبی اکرم ﷺ دفن کے بعد خود بھی استغفار فرماتے اور لوگوں سے بھی فرماتے ’’یہ وقت حساب کا ہے اپنے بھائی کے لیے ثابت قدمی کی دعا مانگو اور مغفرت طلب کرو۔‘‘ (ابوداؤد)

۱۹-عزیزوں، رشتے داروں یا پاس پڑوس میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوا دیجیے۔ اس لیے کہ وہ غم میں پریشان ہوں گے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ جب حضرت جعفرؓ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپؐ نے فرمایا ’’جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر دو، وہ آج مشغول ہیں۔‘‘

۲۰-تین دن سے زیادہ میت کا سوگ نہ کیجیے، البتہ کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہیں۔ جب ام المومنین حضرت اُمِ حبیبہؓ کے والد ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو بی بی زینبؓ ان کے پاس تعزیت کے لیے گئیں۔ حضرت اُمِ حبیبہؓ نے خوش بو منگوائی

اس میں زعفران کی زردی وغیرہ ملی ہوئی تھی۔ امّ المومنین نے وہ خوش بو اپنی باندی کے ملی اور پھر کچھ اپنے منہ پر ملی اور پھر فرمانے لگیں۔ خدا شاہد ہے مجھے خوش بو کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں نے نبیؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ کسی مردے کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ منائے البتہ شوہر کے سوگ کی مدّت چار مہینے اور دس دن ہے۔ (ابوداؤد)

۲۱- میت کی طرف سے حسب حیثیت صدقہ اور خیرات بھی کیجیے۔ البتہ اس معاملہ میں غیر مسنون رسموں سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔

۱۷

قبرستان کے آداب

۱- جنازے کے ساتھ قبرستان بھی جایئے اور میت کے دفنانے میں شریک رہیے۔ اور کبھی ویسے بھی قبرستان جایا کیجیے اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں ایک قبر کے کنارے بیٹھ کر آپؐ اس قدر روئے کہ زمین تر ہوگئی۔ پھر صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "بھائیو! اس دن کے لیے تیاری کرو۔" (ابن ماجہ)

اور ایک مرتبہ قبر کے پاس بیٹھ کر آپؐ نے فرمایا۔ قبر روزانہ انتہائی بھیانک آواز میں پکارتی ہے۔ اے آدم کی اولاد تو مجھے بھول گئی! میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں اجنبیت اور وحشت کا مقام ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا مکان ہوں، میں تنگی اور مصیبت کی جگہ ہوں، ان خوش نصیبوں کے علاوہ، جن کے لیے خدا مجھ کو کشادہ اور وسیع کردے، میں سارے انسانوں کے لیے ایسی ہی تکلیف دہ ہوں، اور آپؐ نے فرمایا: قبر یا تو جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ (طبرانی)

۲- قبرستان جاکر عبرت حاصل کرو اور تصور کی قوتیں سمیٹ کر موت کے بعد زندگی پر غور وفکر کرنے کی عادت ڈالو۔ ایک بار حضرت علیؓ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ہم راہ حضرت کمیلؒ بھی تھے۔ قبرستان پہنچ کر آپ نے ایک نظر قبروں پر ڈالی اور پھر قبر والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے قبر کے بسنے والو! اے کھنڈروں میں رہنے والو! اے وحشت اور تنہائی میں رہنے والو! کہو تمھاری کیا خیر خبر ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ مال تقسیم کرلیے گئے، اولادیں یتیم ہوگئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاوند کرلیے۔ یہ تو ہمارا حال ہے۔ اب تم بھی تو اپنی کچھ خیر خبر سناؤ۔ پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے، اس کے بعد حضرت کمیلؒ کی طرف دیکھا اور فرمایا کمیل! اگر ان قبر کے

باشندوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے کہ ''بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔'' یہ فرمایا اور رونے لگے دیر تک روتے رہے پھر بولے کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔''

۳-قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

''سلامتی ہو تم پر اے اس بستی کے رہنے والے اطاعت گزار مومنو! ان شاء اللہ ہم بھی بہت جلد تم سے آملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمھارے لیے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے عذاب اور غضب سے بچائے۔''

۴-قبرستان میں غافل اور لاپرواہ لوگوں کی طرح ہنسی مذاق اور دنیاوی باتیں نہ کیجیے۔ قبر آخرت کا دروازہ ہے۔ اس دروازہ کو دیکھ کر وہاں کی فکر اپنے اوپر طاری کر کے رونے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''میں نے تمھیں قبرستان جانے سے روک دیا تھا (کہ عقیدۂ توحید تمھارے دلوں میں پوری طرح گھر کر جائے) سو اب اگر تم چاہو تو جاؤ کیوں کہ قبریں آخرت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔'' (مسلم)

۵-قبروں کو پختہ بنانے اور سجانے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ پر جب نزع کی کیفیت طاری تھی، درد کی تکلیف سے آپؐ انتہائی مضطرب تھے۔ کبھی آپؐ چادر منھ پر ڈالتے اور کبھی الٹ دیتے اسی غیر معمولی اضطراب میں حضرت عائشہؓ نے سنا۔ زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے: ''یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت۔ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔''

۶-قبرستان جا کر مردوں کے لیے ایصالِ ثواب کیجیے اور خدا سے مغفرت کی دعا کیجیے۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں، جس طرح زندہ انسان کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مردے دعا کے انتہائی محتاج ہوتے ہیں۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے پروردگار مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے، ''تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لیے استغفار کرتا رہا۔''

۱۸

کسوف وخسوف کے آداب

۱- سورج یا چاند میں گہن(۱) لگے تو خدا کی یاد میں لگ جائیے، اس سے دعائیں کیجیے، تکبیر و تہلیل اور صدقہ وخیرات کیجیے۔ ان اعمال صالحہ کی برکت سے خدا مصائب وآفات کو ٹال دیتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''سورج اور چاند خدا کی دو نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان میں گہن نہیں لگتا جب تم دیکھو کہ ان میں گہن لگ گیا ہے تو خدا کو پکارو، اس سے دعائیں کرو اور نماز پڑھو۔ یہاں تک کہ سورج یا چاند صاف ہو جائے۔'' (بخاری، مسلم)

۲- جب سورج میں گہن لگے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیے۔ البتہ اس نماز کے لیے اذان اور اقامت نہ کہیے یوں لوگوں کو دوسرے ذرائع سے جمع کر لیجیے۔ اور جب چاند میں گہن لگے تو اپنے طور پر نوافل پڑھیے، جماعت نہ کیجیے۔

۳- کسوفِ شمس میں جب جماعت کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھیں تو اس میں طویل قرأت کیجیے اور اس وقت تک نماز میں مشغول رہیے جب تک کہ سورج صاف نہ ہو جائے۔ اور قرأت بلند آواز سے کیجیے۔ نبی ﷺ کے دور میں ایک بار سورج گرہن پڑا۔ اتفاق سے اسی دن آپؐ کے ایک شیر خوار بچے حضرت ابراہیمؑ کا بھی انتقال ہوا۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ چوں کہ حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ کا انتقال ہوا ہے اس لیے یہ سورج گرہن پڑا ہے تو نبی ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا۔ دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس نماز میں آپؐ نے نہایت طویل قرأت کی۔ سورۂ بقرہ کے بقدر قرآن پڑھا۔ طویل رکوع اور سجود کیے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔

---

(۱) سورج اور چاند میں گہن لگنے کو کسوف کہتے اور چاند میں گہن لگنے کو خسوف کہتے ہیں اور جب خسوف کے مقابلے میں یا اس کے ساتھ کسوف بولتے ہیں تو اس سے مراد محض سورج گرہن ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو بتایا کہ سورج اور چاند خدا کی دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ لوگو! جب تمھیں کوئی ایسا موقع پیش آئے تو خدا کے ذکر میں مصروف ہو جاؤ۔ اس سے دعائیں مانگو، تکبیر و تہلیل میں مشغول رہو۔ نماز پڑھو اور صدقہ و خیرات کرو۔

(بخاری، مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مبارک زمانے میں ایک بار سورج گہن لگا۔ میں مدینے کے باہر تیر اندازی کر رہا تھا میں نے فوراً تیروں کو پھینک دیا کہ دیکھوں آج اس حادثے میں نبی ﷺ کیا عمل کرتے ہیں۔ چناں چہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اپنے ہاتھ اٹھائے خدا کی حمد و تسبیح، تکبیر و تہلیل اور دعا و فریاد میں لگے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو لمبی لمبی سورتیں پڑھیں اور اس وقت تک مشغول رہے جب تک سورج صاف نہ ہو گیا۔

صحابۂ کرامؓ بھی کسوف اور خسوف میں نماز پڑھتے۔ ایک بار مدینے میں گہن لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز پڑھی۔ ایک اور موقع پر گہن لگا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور جماعت سے نماز ادا فرمائی۔

۴- نماز کسوف میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ عنکبوت پڑھیے اور دوسری رکعت میں سورۂ روم پڑھیے۔ ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ البتہ ضروری نہیں ہے۔ دوسری سورتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۵- کسوف کی نمازِ با جماعت میں اگر خواتین شریک ہونا چاہیں اور شریک کرنے کی سہولت ہو تو ضرور شریک کیجیے اور بچوں کو بھی ترغیب دیجیے تاکہ شروع ہی سے ان کے دِلوں پر توحید کا نقش بیٹھے اور توحید کے خلاف کوئی تصور راہ نہ پائے۔

۶- جن اوقات میں نماز پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے یعنی طلوع آفتاب، غروب آفتاب، اور زوال کے اوقات میں، اگر سورج گرہن ہو تو نماز نہ پڑھیے البتہ ذکر و تسبیح کیجیے۔ غریبوں اور فقیروں کو صدقہ و خیرات دیجیے اور اگر سورج کے طلوع ہو جانے اور زوال کا وقت نکل جانے کے بعد بھی گرہن باقی رہے تو پھر نماز بھی پڑھیے۔

(۱۹)

رمضان المبارک کے آداب

۱- رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لیے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجیے اور شعبان کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے روزے رکھیے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

۲- پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجیے اور چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى۔ رَبُّنَا وَ رَبُّكَ اللّٰهُ۔

(ترمذی، ابن حبان وغیرہ)

”خدا سب سے بڑا ہے۔ خدایا! یہ چاند ہمارے لیے امن و ایمان و سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔ اے چاند! ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔“

اور ہر مہینے کا نیا چاند دیکھ کر یہی دعا پڑھیے۔

۳- رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجیے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجیے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے لیے کمربستہ ہو جائیے۔ یہ عظمت و برکت والا مہینہ خدا کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی ﷺ نے رمضان کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا:

”لوگو! تم پر ایک بہت عظمت و برکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، یہ وہ مہینہ ہے، جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خدا نے اس مہینے کے روزے فرض قرار

دیے ہیں۔ اور قیامِ لیل (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے بہ طور خود کوئی ایک نیک کام کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا خدا اس کو دوسرے مہینوں کے ستّر فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا۔"

۴- پورے مہینے کے روزے نہایت ذوق وشوق اور اہتمام کے ساتھ رکھیے اور اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھ سکیں تب بھی احترامِ رمضان میں کھلّم کھلاّ کھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے اور اس طرح رہیے کہ گویا آپ روزے سے ہیں۔

۵- تلاوتِ قرآن کا خصوصی اہتمام کیجیے۔ اس مہینے کو قرآنِ پاک سے خصوصی مناسبت ہے۔ قرآنِ پاک اسی مہینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو اسی مہینے کی پہلی یا تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کیے گئے۔ حضرت داؤدؑ کو اسی مہینے کی ۱۲ یا ۱۸ کو زبور دی گئی۔ حضرت موسیٰؑ پر اسی مبارک مہینے کی ۶ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کو بھی اسی مبارک مہینے کی ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو انجیل دی گئی۔ اس لیے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ حضرت جبریلؑ ہر سال رمضان میں نبیؐ کو پورا قرآن سناتے اور سنتے تھے اور آخری سال آپ نے دو بار رمضان میں نبیؐ کے ساتھ دور فرمایا۔

۶- قرآن پاک ٹھیر ٹھیر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ کثرتِ تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور اثر لینے کا بھی خاص خیال رکھیے۔

۷- تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجیے۔ ایک بار رمضان میں پورا قرآنِ پاک سننا مسنون ہے۔

۸- تراویح کی نماز خشوع خضوع اور ذوق وشوق کے ساتھ پڑھیے اور جوں توں بیس رکعت کی گنتی پوری نہ کیجیے بلکہ نماز کو نماز کی طرح پڑھیے تاکہ آپ کی زندگی پر اس کا اثر پڑے اور خدا سے تعلق مضبوط ہو اور خدا توفیق دے تو تہجد کا بھی اہتمام کیجیے۔

۹- صدقہ اور خیرات کیجیے، غریبوں، بیواؤں، اور یتیموں کی خبر گیری کیجیے اور ناداروں

کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''یہ مواسات[1] کا مہینہ ہے۔'' حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سخی اور فیاض تو تھے ہی مگر رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی۔ جب حضرت جبریلؑ ہر رات کو آپؐ کے پاس آتے اور قرآن پاک پڑھتے اور سنتے تھے تو ان دِنوں نبیؐ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے۔

۱۰۔ شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کیجیے اور قرآن کی تلاوت کیجیے۔ اس رات کی اہمیت یہ ہے کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں ہے:

''ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور حضرت جبریلؑ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لیے اترتے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔'' (القدر: ۱-۵)

حدیث میں ہے کہ شبِ قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے اس رات کو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (حصن حصین)

''خدایا! تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا ہے کیوں کہ معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے۔''

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ایک سال رمضان آیا تو نبیؐ نے فرمایا ''تم لوگوں پر ایک مہینہ آیا ہے، جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ سارے کے سارے خیر سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر و برکت سے محروم وہی رہتا ہے، جو واقعی محروم ہے۔'' (ابن ماجہ)

۱۱۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجیے۔ نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ''رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبیؐ راتوں کو زیادہ سے زیادہ

---

(۱) یعنی غریبوں اور حاجت مندوں کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ہمدردی سے مراد مالی ہمدردی بھی ہے اور زبانی ہمدردی بھی، ان کے ساتھ گفتار اور سلوک میں نرمی برتیے۔ ملازمین کو سہولتیں دیجیے اور مالی اعانت کیجیے۔

جاگ کر عبادت فرماتے اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام کرتے اور پورے جوش اور انہماک کے ساتھ خدا کی بندگی میں لگ جاتے۔“

۱۲- رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجیے۔ ملازمین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیجیے اور فراخدلی کے ساتھ ان کی ضرورتیں پوری کیجیے اور گھر والوں کے ساتھ بھی رحمت اور فیاضی کا برتاؤ کیجیے۔

۱۳- نہایت عاجزی اور ذوق وشوق کے ساتھ زیادہ دعائیں کیجیے۔ درِّ منثور میں ہے کہ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا تو نبی ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہوجاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف بہت زیادہ غالب ہوجاتا تھا۔

اور حدیث میں ہے کہ ”خدا رمضان میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ رکھنے والوں کی دعاؤں پر آمین کہو۔“

۱۴- صدقۂ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجیے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کردیجیے۔ بلکہ اتنا پہلے ادا کیجیے کہ حاجت مند اور نادار لوگ بہ سہولت عید کی ضروریات مہیّا کرسکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عید گاہ جاسکیں اور عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے صدقۂ فطر امت کے لیے اس لیے ضروری قرار دیا تاکہ وہ ان بے ہودہ اور فحش باتوں سے، جو روزہ میں روزہ دار سے سرزد ہوگئی ہوں کفارہ بنے اور غریبوں اور مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہوجائے۔ (ابوداؤد)

۱۵- رمضان کے مبارک دنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت سوز، تڑپ، نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی اور خیر کے کام کرنے پر ابھاریے۔ تاکہ پوری فضا پر، خدا ترسی، خیر پسندی اور بھلائی کے جذبات چھائے رہیں اور سوسائٹی زیادہ سے زیادہ رمضان کی بیش بہا برکتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔

---

(۲۰)

روزے کے آداب

۱- روزے کے عظیم اجر اور عظیم فائدوں کو نگاہ میں رکھ کر پورے ذوق وشوق کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کیجیے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے، جس کا بدل کوئی دوسری عبادت نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ ہر امت پر فرض رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱۸۳)

"ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔"

نبی ﷺ نے روزے کے اس عظیم مقصد کو یوں بیان فرمایا:

"جس شخص نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو خدا کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔" (بخاری)

اور آپ ؐ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب[1] کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا تو خدا اس کے ان گناہوں کو معاف فرمادے گا، جو پہلے ہوچکے ہیں۔" (بخاری)

۲- رمضان کے روزے پورے اہتمام کے ساتھ رکھیے اور کسی شدید بیماری یا عذرِ شرعی کے بغیر کبھی روزہ نہ چھوڑیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

---

(۱) احتساب سے مراد یہ ہے کہ روزہ محض خدا کی خوشنودی اور اجرِ آخرت کے لیے رکھا جائے اور ان تمام لغو باتوں سے بچا جائے، جو روزے کو بے جان کردیتی ہیں۔

''جس شخص نے کسی بیماری یا شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے بھی ایک روزے کی تلافی نہ ہو سکے گی۔'' (ترمذی)

۳- روزے میں ریا کاری اور دکھاوے سے بچنے کے لیے معمول کے مطابق ہشاش بشاش اور چاق چوبند، اپنے کاموں میں لگے رہیے، اور اپنے انداز و اطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد ہے کہ آدمی جب روزہ رکھے تو چاہیے کہ حسبِ معمول تیل لگائے کہ اس پر روزے کے اثرات نہ دکھائی دیں۔

۴- روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کیجیے اس لیے کہ روزے کا مقصود ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اپنی زبان سے کوئی بے شرمی کی بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے۔ اور اگر کوئی اس سے گالی گلوج کرنے لگے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزے دار کو سوچنا چاہیے کہ میں تو روزے دار ہوں (بھلا میں کیسے گالی کا جواب دے سکتا یا لڑ سکتا ہوں)۔'' (بخاری، مسلم)

۵- احادیث میں روزے کا جو عظیم اجر بیان کیا گیا ہے اس کی آرزو کیجیے اور خاص طور پر افطار کے قریب خدا سے دعا کیجیے کہ خدایا میرے روزے کو قبول فرما اور مجھے وہ اجر و ثواب دے، جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''روزے دار جنت میں ایک مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے۔ اس دروازے کا نام ریّان[1] ہے جب روزے دار داخل ہو چکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اور اس دروازے سے نہ جا سکے گا۔'' (بخاری)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا پروردگار! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذّتوں سے روکے رکھا، خدایا! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور خدا اس کی سفارش کو قبول فرما لے گا۔ (مشکوٰۃ)

---

(۱) ریّان کے معنیٰ ہیں سیراب کرنے والا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے بابُ الریّان سے داخل ہونے والوں کو کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ افطار کے وقت روزے دار، جو دُعا مانگے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے رد نہیں کی جاتی۔ (ترمذی)

۶- روزے کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کیجیے اور بھوک اور پیاس کی شدت یا کم زوری کی شکایت کر کر کے روزے کی ناقدری نہ کیجیے۔

۷- سفر کے دوران یا مرض کی شدّت میں روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو چھوڑ دیجیے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا کیجیے۔ قرآن میں ہے:

فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط (البقرہ: ۱۸۴)

''جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرلے۔''

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ رمضان میں سفر پر ہوتے تو کچھ لوگ روزہ رکھتے اور کچھ لوگ نہ رکھتے پھر نہ تو روزہ دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ روزہ توڑنے والا روزہ دار پر اعتراض کرتا۔ (بخاری)

۸- روزے میں غیبت اور بدنگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''روزے دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں ہے جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کرے۔ اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں شگاف میں پڑ جاتا ہے۔''

(الدیلمی)

۹- حلال روزی کا اہتمام کیجیے۔ حرام کمائی سے پلنے والے جسم کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''حرام کمائی سے جو بدن پلا ہو وہ جہنم ہی کے لائق ہے۔''

(بخاری)

۱۰- سحری ضرور کھایئے۔ اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہوگی اور کم زوری اور سستی پیدا نہ ہوگی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''سحری کھالیا کرو، اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (بخاری)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''سحری کھانے میں برکت ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو اور خدا کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔'' (احمد)

اور آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیامِ لیل میں سہولت حاصل کرو اور سحری کھا کر دن میں روزے کے لیے قوت حاصل کرو۔'' (ابن ماجہ) اور صحیح مسلم میں ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔

۱۱۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد افطار میں تاخیر نہ کیجیے۔ اس لیے کہ روزے کا اصل مقصود فرماں برداری کا جذبہ پیدا کرنا ہے نہ کہ بھوکا پیاسا رکھنا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔'' (بخاری)

۱۲۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (مسلم)

''خدایا! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔''

اور جب روزہ افطار لیں تو یہ دعا پڑھیے۔

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

(ابوداؤد)

''پیاس جاتی رہی رگیں تروتازہ ہو گئیں۔ اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر خدا نے چاہا۔''

۱۳۔ کسی کے یہاں روزہ افطار کریں تو یہ دعا پڑھیے۔

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ۔ (ابوداؤد)

''(خدا کرے) تمھارے یہاں روزے دار روزے افطار کریں۔ اور نیک لوگ تمھارے یہاں کھانا کھائیں اور فرشتے تمھارے لیے رحمت کی دعائیں کریں۔''

۱۴- روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کیجیے، اس کا بڑا اجر ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص رمضان میں کسی کا روزہ کھلوائے تو اس کے صلے میں خدا اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا اور افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب دے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔'' لوگوں نے کہا ''یارسول اللہ! ہم سب کے پاس اتنا کہاں ہے کہ روزے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرا دینا بھی کافی ہے۔''

(ابن خزیمہ)

---

(۲۱)

زکوٰۃ اور صدقے کے آداب

۱- خدا کی راہ میں جو بھی دیں محض خدا کی خوش نودی کے لیے دیجیے۔ کسی اور غرض کی لاگ سے اپنے پاکیزہ عمل کو ہرگز ضائع نہ کیجیے۔ یہ آرزو ہرگز نہ رکھیے کہ جن کو آپ نے دیا ہے وہ آپ کا احسان مانیں، آپ کا شکریہ ادا کریں۔ اور آپ کی بڑائی کا اعتراف کریں۔ مومن اپنے عمل کا بدلہ صرف اپنے خدا سے چاہتا ہے۔ قرآن پاک میں مومنوں کے جذبات کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ٥

(الدّہر:۹)

"ہم تم کو خالص لوجہ اللہ کھلا رہے ہیں نہ تم سے صلے کے طلب گار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔"

۲- نمود و نمائش اور دکھاوے سے پرہیز کیجیے۔ ریا کاری اچھے سے اچھے عمل کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

۳- زکوٰۃ کھلّم کھلاّ دیجیے تاکہ دوسروں میں بھی فرض ادا کرنے کا جذبہ ابھرے۔ البتہ دوسرے صدقات چھپا کر دیجیے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا ہو۔ خدا کی نظر میں اسی عمل کی قیمت ہے، جو اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو قیامت کے ہیبت خیز میدان میں جب کہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔ خدا اپنے اس بندے کو عرش کے سائے میں رکھے گا، جس نے انتہائی پوشیدہ طریقوں سے خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو یہ خبر نہ ہوگی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری)

۴- خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتایئے اور نہ ان لوگوں کو دکھ دیجیے، جن کو آپ دے رہے ہیں۔ دینے کے بعد محتاجوں اور ناداروں کے ساتھ حقارت کا سلوک کرنا،

ان کی خودداری کو ٹھیس لگانا، ان پر احسان جتا جتا کر ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو دکھانا اور یہ سوچنا کہ وہ آپ کا احسان مانیں، آپ کے سامنے جھکے رہیں، آپ کی برتری کو تسلیم کریں، انتہائی گھناؤنے جذبات ہیں۔ مومن کا دل ان جذبات سے پاک ہونا چاہیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ (البقرہ: ۲۶۴)

''مومنو! اپنے صدقہ و خیرات کو احسان جتا جتا کر اور غریبوں کا دل دکھا کر، اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو، جو محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔''

۵- خدا کی راہ میں دینے کے بعد فخر و غرور نہ کیجیے۔ لوگوں پر اپنی بڑائی نہ جتائیے بلکہ یہ سوچ سوچ کر لرزتے رہیے کہ معلوم نہیں خدا کے یہاں میرا یہ صدقہ قبول بھی ہوا یا نہیں۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ (المومنون: ۶۰)

''اور وہ لوگ دیتے ہیں (خدا کی راہ میں جو بھی دیتے ہیں اور ان کے قلوب اس خیال سے لرزتے ہیں کہ ہمیں خدا کی طرف پلٹنا ہے۔''

۶- فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیجیے، نہ ان کو ڈانٹیے نہ ان پر رعب جمایے، نہ ان پر اپنی برتری کا اظہار کیجیے۔ سائل کو دینے کے لیے اگر کچھ نہ ہو تب بھی نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے معذرت کیجیے تاکہ وہ کچھ نہ پانے کے باوجود خاموشی سے دعا دیتا ہوا رخصت ہو جائے۔ قرآن میں ہے:

وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۲۸)

''اگر تم ان سے اعراض کرنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اپنے رب کے فضل کی توقع رکھتے ہوئے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دیا کرو۔''

اور خدا کا ارشاد یہ بھی ہے:

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (الضحیٰ:۱۰) ''اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دو۔''

۷- خدا کی راہ میں، کشادہ دلی اور شوق کے ساتھ خرچ کیجیے۔ تنگ دلی، کڑھن اور زبردستی کا تاوان سمجھ کر نہ خرچ کیجیے۔ فلاح و کامرانی کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں، جو بخل، تنگ دلی اور خسّت جیسے جذبات سے اپنے دل کو پاک رکھتے ہیں۔

۸- خدا کی راہ میں حلال مال خرچ کیجیے، خدا صرف وہی مال قبول فرماتا ہے، جو پاک اور حلال ہو۔ جو مومن خدا کی راہ میں دینے کی تڑپ رکھتا ہے وہ بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی کمائی میں حرام مال شامل ہو۔ خدا کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (البقرہ:۲۶۷)

''ایمان والو! خدا کی راہ میں اپنی پاک کمائی خرچ کرو۔''

۹- خدا کی راہ میں بہترین مال خرچ کیجیے۔ قرآن میں ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ (آل عمران:۹۲)

''تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر سکو گے جب تک وہ مال خدا کی راہ میں نہ دو، جو تمھیں عزیز ہے۔''

صدقے میں دیا ہوا مال آخرت کی دائمی زندگی کے لیے جمع ہو رہا ہے۔ بھلا مومن یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ وہ اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لیے خراب اور ناکارہ مال جمع کرائے۔

۱۰- زکوٰۃ واجب ہونے پر دیر نہ لگائیے۔ فوراً ادا کرنے کی کوشش کیجیے اور اچھی طرح حساب لگا کر دیجیے کہ خدانہ خواستہ آپ کے ذمے کچھ رہ نہ جائے۔

۱۱- زکوٰۃ اجتماعی طور پر ادا کیجیے۔ اور اس کے خرچ کا انتظام بھی اجتماعی طور پر کیجیے جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے وہاں مسلمانوں کی جماعتیں بیت المال قائم کر کے اس کا انتظام کریں۔

(۲۲)

حج کے آداب

۱- حج کرنے میں تاخیر اور ٹال مٹول ہرگز نہ کیجیے۔ جب بھی خدا اتنا دے کہ آپ اس خوش گوار فریضے کو ادا کرسکیں تو پہلی فرصت میں روانہ ہوجایئے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ آپ اس فریضے کو ایک سال سے دوسرے سال پر ٹالتے رہیں۔ قرآن میں ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ط وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ o (اٰل عمران:۹۷)

''اور لوگوں پر خدا کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔''

انسان کی اس سے بڑی تباہی اور محرومی کیا ہوگی کہ خدا اس سے بے نیازی اور بے تعلقی کا اعلان فرمائے۔

حدیث میں ہے'' جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے حج کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیوں کہ ممکن ہے وہ بیمار پڑ جائے، ممکن ہے اونٹنی کھو جائے اور ممکن ہے کوئی اور ایسی ضرورت پیش آجائے کہ حج ناممکن ہوجائے۔'' (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے وسعت ہونے کے بعد خواہ مخواہ ٹال مٹول نہ کرنی چاہیے معلوم نہیں آئندہ یہ ذرائع اور وسعت وسہولت باقی رہے یا نہ رہے اور پھر خدا نخواستہ آدمی حج بیت اللہ سے محروم ہی رہ جائے۔ خدا اس محرومی سے ہر بندۂ مومن کو بچائے رکھے۔ نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کو انتہائی سخت انداز میں تنبیہ فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے:

’’جس شخص کو کسی بیماری نے یا کسی واقعی ضرورت نے یا کسی ظالم و جابر حکمراں نے نہ روک رکھا ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے نصرانی۔‘‘ (سنن کبریٰ جلد ۴)

اور حضرت عمرؓ کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ’’جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔‘‘ (المنتقی)

۲- خدا کے گھر کی زیارت اور حج محض اپنے خدا کو خوش کرنے کے لیے کیجیے کسی اور دنیوی غرض سے اس پاکیزہ مقصد کو آلودہ نہ کیجیے۔ قرآنِ پاک میں ہے:

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ (المائدہ:۲)

’’اور نہ ان لوگوں کو چھیڑو، جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوش نودی کی تلاش میں احترام والے گھر کی طرف جارہے ہیں۔‘‘

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ (البقرہ:۱۹۶)

’’حج اور عمرے کو محض خدا کی خوش نودی کے لیے پورا کرو۔‘‘

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے، حج مبرور[1] کا صلہ تو جنت سے کم ہے ہی نہیں۔ (مسلم کتاب الحج)

۳- حج کے لیے جانے کا چرچا نہ کیجیے۔ خاموشی سے جایئے اور آیئے اور ہر اس رسم اور طریقے سے سختی کے ساتھ بچیے، جس میں نمود و نمائش اور دکھاوے کا شائبہ ہو۔ یوں تو ہر عمل کے عمل صالح اور عمل مقبول ہونے کا انحصار اس پر ہے کہ وہ محض خدا کے لیے ہو اور کسی دوسری خواہش کا اس میں آمیزہ بھی نہ ہو لیکن خاص طور پر حج میں اس کا اور زیادہ دھیان رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ روحانی انقلاب اور تزکیۂ نفس و اخلاق کی ایک آخری تدبیر ہے اور جو روحانی مریض اس جامع علاج سے بھی شفایاب نہ ہو پھر اس کی شفایابی کی امید کسی دوسرے علاج سے بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔

۴- حج کو جانے کی وسعت نہ ہو تب بھی خدا کے گھر کو دیکھنے کی تمنّا اور روضۂ رسول ﷺ پر سلام پڑھنے کی آرزو اور حج سے پیدا ہونے والے ابراہیمی جذبات سے اپنے سینے کو آباد اور منوّر

---

(۱) حج مبرور وہ حج ہے جو محض خدا کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے پورے آداب و شرائط کے ساتھ کیا گیا ہو۔

رکھیے۔ ان جذبات کے بغیر کوئی سینہ مومن کا سینہ نہیں بلکہ ایک ویران کھنڈر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”حج اور عمرے کے لیے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں۔ وہ خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔“ (طبرانی)

۵- حج کے لیے بہترین زادِ راہ ساتھ لیجیے۔ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے، اس پاکیزہ سفر کے دوران خدا کی نافرمانیوں سے بچنے اور حج بیت اللہ کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے والا بندہ وہی ہے، جو ہر حال میں خدا سے ڈرتا ہے اور اس کی خوش نودی حاصل کرنے کا والہانہ جذبہ رکھے۔ قرآن میں ہے:

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز (البقرہ:۱۹۷)

”اور سفرِ حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لو اور سب سے بہتر زادِ راہ خدا کا تقویٰ ہے۔“

۶- حج کا ارادہ کرتے ہی حج کے لیے ذہنی یکسوئی اور تیاری شروع کر دیجیے۔ حج کی تاریخ کو تازہ کیجیے اور حج کے ایک ایک رکن کی حقیقت پر غور کیجیے اور خدا کا دین، حج کے ان ارکان کے ذریعے بندۂ مومن کے دل میں، جو جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے انھیں سمجھنے کی کوشش کیجیے اور پھر ایک باشعور مومن کی طرح پورے شعور کے ساتھ حج کے ارکان ادا کر کے ان حقیقتوں کو جذب کرنے اور ان کے مطابق زندگی میں صالح انقلاب لانے کی کوشش کیجیے، جس کے لیے خدا نے مومنوں پر حج فرض کیا ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

(البقرہ:۱۹۸)

”اور خدا کو یاد کرو۔ جس طرح یاد کرنے کی اس نے تمھیں ہدایت کی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ تم لوگ اس سے پہلے ان حقیقتوں سے بھٹکے ہوئے تھے۔“

اس مقصد کے لیے قرآن پاک کے ان حصوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیجیے، جن میں حج کی حقیقت و اہمیت اور حج سے پیدا ہونے والے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے لیے

احادیثِ رسولؐ اوران کتابوں کا مطالعہ بھی مفید رہے گا، جن میں حج کی تاریخ اور حج کے ارکان کی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہو۔

۷- حج کے دوران، جو مسنون دعائیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں انھیں یاد کیجیے اور نبیؐ کے الفاظ میں خدا سے وہ مانگیے، جو خدا کے رسولؐ نے مانگا تھا۔

۸- اپنے حج کی پوری پوری حفاظت کیجیے اور دھیان رکھیے کہ آپ کا حج کہیں ان دنیا پرستوں کا حج نہ بن جائے، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ آخرت سے آنکھیں بند کر کے سب کچھ دنیا ہی میں چاہتے ہیں۔ وہ جب بیت اللہ پہنچتے ہیں تو ان کی دعا یہ ہوتی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (البقرہ:۲۰۰)

''خدایا! ہمیں جو کچھ دینا ہے بس اسی دنیا میں دے دے۔ ایسے (دنیا پرست) لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''

آپ حج کے ذریعے دونوں جہان کی سعادت و کامرانی طلب کیجیے اور خدا سے دعا کیجیے کہ پروردگار میں تیرے حضور اس لیے آیا ہوں کہ تو دونوں زندگیوں میں مجھے کامران اور بامراد بنا اور یہ دعا کرتے رہیے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (البقرہ:۲۰۱)

''خدایا! ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

۹- حج کے دوران خدا کی نافرمانی سے بچنے میں انتہائی حساس رہیے، حج کا سفر خدا کے گھر کا سفر ہے۔ آپ خدا کے مہمان بن کر گئے ہیں اس سے عہد بندگی تازہ کرنے گئے ہیں، حجرِ اسود پر ہاتھ رکھ کر آپ گویا خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد و پیمان باندھتے ہیں اور اس کو بوسہ دے کر خدا کے آستانے پر بوسہ دیتے ہیں۔ بار بار تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کر کے اپنی

وفاداری کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسی فضا میں غور کیجیے کسی معمولی گناہ اور خطا کی آلودگی بھی کتنی گھناؤنی ہے۔ خدا نے اپنے دربار میں حاضر ہونے والے بندوں کو ہوشیار فرمایا ہے:

وَلاَ فُسُوْقَ ''خدا کی نافرمانی کی باتیں نہ ہونی چاہئیں۔''

۱۰- دورانِ حج لڑائی جھگڑے کی باتوں سے پوری طرح بچے رہیے۔ سفر کے دوران جب جگہ جگہ بھیڑ ہو، زحمتیں ہوں، قدم قدم پر مفاد ٹکرائیں، قدم قدم پر جذبات کو ٹھیس لگے تو خدا کے مہمان کا کام یہ ہے کہ وہ فراخ دلی اور ایثار سے کام لے اور ہر ایک کے ساتھ عفوو درگزر اور فیاضی کا برتاؤ کرے۔ یہاں تک کہ خادم کو ڈانٹنے سے بھی پرہیز کرے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَلاَ جِدَالَ فِی الْحَجِّ ''اور لڑائی جھگڑے کی باتیں نہ ہوں۔''

۱۱- دورانِ حج شہوانی باتوں سے بھی بچنے اور بچے رہنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ دورانِ سفر جب جذبات کے برانگیختہ ہونے اور نگاہ کے آزاد ہو جانے کا اندیشہ کچھ زیادہ ہوتا ہے آپ بھی زیادہ چوکنّے ہو جائیں اور نفس و شیطان کی چالوں سے خود کو محفوظ رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اور اگر آپ کا جوڑا آپ کے ساتھ ہو تو نہ صرف یہ کہ اس سے مخصوص تعلق قائم نہ کیجیے بلکہ ایسی باتوں سے بھی شعور کے ساتھ بچے رہیے، جو شہوانی جذبات کو بھڑکانے کا باعث بن سکتی ہوں۔ خدا نے ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ

(البقرہ: ۱۹۷)

''حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں، جو شخص ان مقررّہ مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران شہوانی باتیں نہ ہوں۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص خدا کے اس گھر کی زیارت کے لیے یہاں آیا اور وہ بے حیائی اور شہوانی باتوں سے بچا رہا اور فسق و فجور میں بھی مبتلا نہیں ہوا تو وہ پاک و صاف ہو کر اس طرح لوٹتا ہے، جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے پاک وصاف پیدا ہوا تھا۔'' (بخاری، مسلم)

۱۲-شعائر اللہ کا پورا پورا احترام کیجیے، کسی روحانی اور معنوی حقیقت کو محسوس کرانے اور یاد دلانے کے لیے خدا نے، جو چیز علامت کے طور پر مقرر فرمائی ہے اس کو ''شعیرہ'' کہتے ہیں۔ شعائر اسی کی جمع ہے، حج کے سلسلے کی ساری ہی چیزیں خدا پرستی کی کسی نہ کسی حقیقت کو محسوس کرانے کے لیے علامت کے طور پر مقرر کی گئی ہیں۔ ان سب کی تعظیم کیجیے۔ قرآن میں خدا کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رِضْوَانًا ط (المائدہ:۲)

''اور اے مومنو! خدا پرستی کی ان نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو۔ نہ حرمت کے ان مہینوں کی بے حرمتی کرو نہ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کرو نہ ان جانوروں پر ہاتھ ڈالو۔ جن کی گردنوں میں نذرِ خداوندی کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہیں اور نہ ان لوگوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالو، جو اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوش نودی کی تلاش میں مکانِ محترم (کعبہ) کی طرف جا رہے ہوں۔''

اور سورۂ حج میں ہے:

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ o (الحج:۳۲)

''اور جو خدا پرستی کی ان نشانیوں کا احترام کرے جو خدا نے مقرر کی ہیں تو یہ دِلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔''

۱۳-ارکانِ حج ادا کرتے ہوئے انتہائی عجز و احتیاج بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیجیے کہ خدا کو بندے کی عاجزی اور درماندگی ہی سب سے زیادہ پسند ہے۔ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا حاجی کون ہے؟ فرمایا ''جس کے بال پریشان ہوں، اور میلا کچیلا ہو۔''

۱۴-احرام باندھنے کے بعد، ہر نماز کے بعد ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر پستی کی طرف اترتے وقت اور ہر قافلے سے ملتے وقت اور ہر صبح کو نیند سے بیدار ہو کر بلند آواز سے تلبیہ پڑھیے۔ یہ ہے:

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَبَّیکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ۔ (مشکوٰۃ)

''میں حاضر ہوں خدایا! میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بے شک ساری تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ نعمت سب تیری ہی ہے، ساری بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔''

۱۵- عرفات کے میدان میں حاضر ہوکر زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کیجیے۔ قرآن کی ہدایت ہے۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (البقرہ:۱۹۹)

''پھر تم (اہلِ مکہ) بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے اور سارے لوگ پلٹتے ہیں اور خدا سے مغفرت چاہو، بلاشبہ خدا بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''خدا کے نزدیک عرفہ کا دِن تمام دنوں سے زیادہ بہتر ہے، اس دن خدا آسمانِ دنیا پر خصوصی طور سے متوجہ ہوکر فرشتوں کے سامنے اپنے حاجی بندوں کی عاجزی اور درماندگی کی حالت پر فخر کرتا ہے۔ فرشتوں سے فرماتا ہے، ''فرشتو! دیکھو میرے بندے پریشان، دھوپ میں میرے سامنے کھڑے ہیں، یہ لوگ دور دور سے یہاں آئے ہیں، میری رحمت کی امید انھیں یہاں لائی ہے حالاں کہ انھوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا۔'' اس فخر کے بعد لوگوں کو جہنم کے عذاب سے آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور عرفے کے دن میں اتنے لوگ بخشے جاتے ہیں کہ اتنے کسی دن بھی نہیں بخشے جاتے۔'' (ابن حبان)

۱۶- منیٰ میں پہنچ کر انھی جذبات کے ساتھ قربانی کیجیے، جن جذبات کے ساتھ خدا کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھی تھی۔ اور قربانی کے ان جذبات کو اپنے دل و دماغ پر اس طرح طاری کیجیے کہ زندگی کے

ہر میدان میں آپ قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہیں اور زندگی واقعی اس عہد کی عملی تصویر بن جائے کہ:

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج (الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

''بے شک میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت ایک اللہ کے لیے ہے، جو سارے جہانوں کا رب ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔''

۷- حج کے ایّام میں برابر خدا کی یاد میں مشغول رہیے اور کسی وقت دل کو اس ذکر سے غافل نہ ہونے دیجیے۔ خدا کی یاد ہی تمام عبادتوں کا اصل جوہر ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط (البقرہ: ۲۰۳)

''اور خدا کی یاد میں مشغول رہو گنتی کے ان چند دنوں میں۔''

اور فرمایا:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ط (البقرہ: ۲۰۰)

''پھر جب تم حج کے تمام ارکان ادا کر چکو تو جس طرح پہلے اپنے آبا و اجداد کا ذکر کرتے تھے اسی طرح اب خدا کا ذکر کرو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔''

حج کے ارکان کا مقصود ہی یہ ہے کہ آپ ان ایام میں مسلسل خدا کی یاد میں ڈوبے رہیں اور ان دنوں میں اس کی یاد اس طرح دل میں رچ بس جائے کہ پھر زندگی کی ہماہمی اور کش مکش میں کوئی چیز اس کی یاد سے آپ کو غافل نہ کر سکے۔ جاہلیت کے دور میں لوگ ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد اپنے باپ دادا کی بڑائی بیان کرتے اور ڈینگیں مارتے تھے۔ خدا نے ہدایت دی کہ یہ ایّام خدا کی یاد میں بسر کرو اور اسی کی بڑائی بیان کرو، جو واقعی بڑا ہے۔

۱۸- خدا کے گھر کا پروانہ وار طواف کیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

''اور چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف کریں۔'' (الحج: ۲۹)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لیے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، جس میں سے ساٹھ رحمتیں ان کے لیے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، چالیس ان کے لیے، جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لیے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔'' (بیہقی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کرلیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا، جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔'' (ترمذی)

باب سوم: تزیینِ معاشرت

(۲۳)

والدین سے سلوک کے آداب

۱- ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے اور اس حسن سلوک کی توفیق کو دونوں جہان کی سعادت سمجھیے۔ خدا کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق ماں باپ ہی کا ہے۔ ماں باپ کے حق کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ ماں باپ کے حق کو خدا کے حق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور خدا کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تاکید ہے:

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط

(بنی اسرائیل: ۲۳)

"اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ "میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟" نبی ﷺ نے فرمایا "وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔" میں نے (پھر) پوچھا اس کے بعد کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا۔ "ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک" میں نے پوچھا اس کے بعد، فرمایا "خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ "میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لیے بیعت کرتا ہوں اور خدا سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔" نبی ﷺ نے پوچھا "کیا تمھارے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے اس نے کہا جی ہاں بلکہ (خدا کا شکر ہے) دونوں زندہ ہیں۔" آپ نے فرمایا "تو کیا تم واقعی خدا سے اپنی ہجرت

اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو؟" اس نے کہا "جی ہاں (میں خدا سے اجر چاہتا ہوں۔" نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔" (مسلم)

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا "یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟" ارشاد فرمایا، "ماں باپ ہی تمھاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ۔" (ابن ماجہ)

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہو گے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔

۲- والدین کے شکر گزار رہیے۔ محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی شرافت کا اوّلین تقاضا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے وجود کا محسوس سبب والدین ہیں۔ پھر والدین ہی کی پرورش اور نگرانی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو پہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قربانی، بے مثل جاں فشانی اور انتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہمارا سینہ ان کی عقیدت و احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ ان کا شکر گزار ہو، یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ "(ہم نے وصیت کی) کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو۔"

۳- ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیجیے اور ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی ایسی بات نہ کہیے، جو ان کو ناگوار ہو، بالخصوص بڑھاپے میں جب مزاج کچھ چڑچڑا اور کھرّا ہو جاتا ہے اور والدین کچھ ایسے تقاضے، مطالبے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی ہر بات کو خوشی خوشی برداشت کیجیے اور ان کی کسی بات سے اکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہرگز نہ کیجیے، جو ان کو ناگوار ہو، اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگے:

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا (بنی اسرائیل: ۲۳)

’’اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کہو، نہ انھیں جھڑکیاں دو۔‘‘

دراصل بڑھاپے کی عمر میں بات کی برداشت نہیں رہتی اور کم زوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے، اسی لیے ذرا ذرا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے، لہٰذا اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول و عمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’خدا کی خوش نودی والد کی خوش نودی میں ہے اور خدا کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔‘‘ (ترمذی، ابن حبان، حاکم)

یعنی اگر کوئی اپنے خدا کو خوش رکھنا چاہے تو وہ اپنے والد کو خوش رکھے، والد کو ناراض کر کے وہ خدا کے غضب کو بھڑکائے گا۔

حضرت عبداللہؓ ہی کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ، جس طرح تم ان کو رُلا کر آئے ہو۔‘‘

(ابوداؤد)

۴- دل و جان سے ماں باپ کی خدمت کیجیے۔ اگر آپ کو خدا نے اس کا موقع دیا ہے تو دراصل یہ اس بات کی توفیق ہے کہ آپ خود کو جنت کا مستحق بنا سکیں اور خدا کی خوش نودی حاصل کر سکیں۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہان کی بھلائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہان کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو، اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور صلۂ رحمی کرے۔‘‘ (الترغیب والترہیب)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

’’وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسولؐ! کون آدمی؟ آپؐ نے فرمایا: وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا

—— دونوں کو پایا، یا کسی ایک کو —— اور پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔" (مسلم)

ایک موقع پر تو آپؐ نے خدمتِ والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی۔ اور ایک صحابی کو جہاد میں جانے سے روک کر والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا، جی ہاں زندہ ہیں، ارشاد فرمایا۔ جاؤ اور ان کی خدمت کرتے رہو۔ یہی جہاد ہے۔

(بخاری، مسلم)

۵- ماں باپ کا ادب و احترام کیجیے اور کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کیجیے، جو ان کے احترام کے خلاف ہو، قرآن میں ہے:

وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا ○ (بنی اسرائیل: ۲۳)

"اور ان سے احترام کی بات کیجیے۔"

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں؟ ابن عباسؓ نے کہا کیوں نہیں۔ خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں، حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں میری والدہ زندہ ہیں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ اگر تم ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو۔ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھو تو ضرور جنت میں جاؤ گے۔ بہ شرطے کہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو۔

(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا۔ ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمھارے کون ہیں؟ اس نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو! نہ ان کا نام لینا، نہ کبھی ان سے آگے آگے چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔ (الادب المفرد)

۶- والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آیئے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (بنی اسرائیل: ۲۴)

''اور عاجزی اور نرمی سے ان کے سامنے بچھے رہو۔''

عاجزی سے بچھے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ان کے مرتبہ کا لحاظ رکھو اور کبھی ان کے سامنے اپنی بڑائی نہ جتاؤ اور نہ ان کی شان میں گستاخی کرو۔

۷- والدین سے محبت کیجیے اور اس کو اپنے لیے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھیے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے، اس کے بدلے خدا اس کو ایک حجِ مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسولؐ! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی، خدا تمھارے تصور سے بہت بڑا اور (تنگ دِلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔''

(مسلم)

۸- ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کیجیے۔ اگر وہ کچھ زیادتی بھی کر رہے ہوں تب بھی خوش دلی سے اطاعت کیجیے اور ان کے عظیم احسانات کو پیشِ نظر رکھ کر ان کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کیجیے، جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بہ شرطے کہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ یمن کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا۔ ''یمن میں تمھارا کوئی ہے؟'' اس نے کہا (جی ہاں) میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ ''انھوں نے تمھیں اجازت دے دی ہے۔ اس نے کہا نہیں تو (میں نے ان سے تو اجازت نہیں لی ہے) آپؐ نے فرمایا ''اچھا تو تم واپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو، اگر وہ اجازت دے دیں تب تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ (ان کی خدمت میں رہ کر) ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔''

(ابوداؤد)

والدین کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ ایک شخص میلوں دور سے

آتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبیؐ کی معیّت میں دین کی سربلندی کے لیے جہاد میں شریک ہو لیکن نبیؐ اس کو لوٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں جہاد میں شرکت بھی تم اسی صورت میں کر سکتے ہو جب تمھارے ماں باپ دونوں تمھیں اجازت دیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ان ہدایات واحکام میں خدا کا اطاعت گزار رہا، جو اس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے؟ اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں خدا کے بھیجے ہوئے احکام وہدایات سے منھ موڑے ہوئے ہے تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے، اس آدمی نے پوچھا۔ اے خدا کے رسولؐ! اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، فرمایا ہاں اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ (مشکوٰۃ)

۹- ماں باپ کو اپنے مال کا مالک سمجھئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجیے۔ قرآن میں ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

(البقرہ: ۲۱۵)

"لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اس کے اولین حق دار والدین ہیں۔"

ایک بار نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس آدمی کے باپ کو بلوایا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس بوڑھے شخص سے تحقیق فرمائی تو اس نے کہنا شروع کیا:

"خدا کے رسولؐ! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بےبس تھا اور مجھ میں طاقت تھی۔ میں مال دار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا، میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔ آج میں کمزور

ہوں اور یہ تندرست وقوی ہے۔ میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مال دار ہے۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے۔

بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رحمت عالمؐ رو پڑے۔ اور (بوڑھے کے لڑکے کی طرف مخاطب ہوکر) فرمایا ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''

۱۰- ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ سلوک کیجیے، ان کا ادب واحترام اوران کی خدمت برابر کرتے رہیے۔ البتہ اگر وہ شرک ومعصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت سے انکار کردیجیے اوراِن کا کہا ہرگز نہ مانیے۔

وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ
فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۙ (لقمان:۱۵)

''اور اگر ماں باپ دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ، جس کا تمھیں کوئی علم نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔''

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے متنفر ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی رہو۔ (بخاری)

۱۱- ماں باپ کے لیے برابر دعا بھی کرتے رہیے اور ان کے احسانات کو یاد کرکر کے خدا کے حضور گڑگڑائیے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لیے رحم وکرم کی درخواست کیجیے۔

خدا کا ارشاد ہے:

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ؁ (بنی اسرائیل:۲۴)

''اور دعا کرو کہ پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما۔ جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔''

یعنی اے پروردگار بچپن کی بے بسی میں، جس رحمت و جاں فشانی اور شفقت و محبت سے انھوں نے میری پرورش کی اور میری خاطر اپنے عیش کو قربان کیا! پروردگار! اب یہ بڑھاپے کی کمزوری اور بے بسی میں مجھ سے زیادہ خود رحمت و شفقت کے محتاج ہیں، خدایا! میں ان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا تو ہی ان کی سرپرستی فرما اور ان کے حالِ زار پر رحم کی نظر کر۔

۱۲- ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھیے۔ ماں طبعاً زیادہ کمزور اور حسّاس ہوتی ہے اور آپ کی خدمت و سلوک کی نسبتاً زیادہ ضرورت مند بھی، پھر اس کے احسانات اور قربانیاں بھی باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں اس لیے دین نے ماں کا حق زیادہ بتایا ہے اور ماں کے ساتھ سلوک کی خصوصی ترغیب دی ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ (الاحقاف:۱۵)

”اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی۔ اس کی ماں تکلیف اٹھا اٹھا کر اس کو پیٹ میں لیے لیے پھری، اور تکلیف ہی سے جنا۔ اور پیٹ میں اٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ (تکلیف دہ) مدّت ڈھائی سال ہے۔“

قرآن نے ماں باپ دونوں کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیہم دکھ اٹھانے اور کٹھنائیاں جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسیاتی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جاں نثار ماں، باپ کے مقابلے میں تمھاری خدمت و سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ اور پھر اسی حقیقت کو خدا کے رسولؐ نے بھی کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا۔ ”اے خدا کے رسول! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟“ آپؐ نے فرمایا۔ ”تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تیری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ تو آپؐ نے فرمایا، تیرا باپ۔“ (الادب المفرد)

حضرت جاہمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! میرا ارادہ ہے

کہ میں آپ کے ہم راہ جہاد میں شرکت کروں اور اسی لیے آیا ہوں کہ آپؐ سے اس معاملہ میں مشورہ لوں۔ (فرمایئے کیا حکم ہے؟)'' نبی ﷺ نے ان سے پوچھا۔ تمھاری والدہ (زندہ) ہیں؟ جاہمہؓ نے کہا، جی ہاں (زندہ ہیں) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر جاؤ اور انھی کی خدمت میں لگے رہو کیوں کہ جنت انھیں کے قدموں میں ہے۔'' (ابن ماجہ، نسائی)

حضرت اویسؒ نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے مگر آپؐ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کرسکے۔ ان کی ایک بوڑھی ماں تھیں۔ دن رات انھی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی ﷺ کے دیدار کی بڑی آرزو تھی اور کون مومن ہوگا، جو اس تمنّا میں نہ تڑپتا ہو کہ اس کی آنکھیں دیدارِ رسولؐ سے روشن ہوں۔ چناں چہ حضرت اویسؒ نے آنا بھی چاہا لیکن نبی ﷺ نے منع فرمایا______ فریضۂ حج ادا کرنے کی بھی ان کے دل میں بڑی آرزو تھی لیکن جب تک ان کی والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد ہی یہ آرزو پوری ہوسکی۔

۱۳- رضاعی ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیجیے، اس کی خدمت کیجیے اور ادب و احترام سے پیش آیئے۔ حضرت ابو طفیلؓ کہتے ہیں، میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ گوشت تقسیم فرمارہے ہیں۔ اتنے میں ایک عورت آئیں اور نبی ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔ آپؐ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی، وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ کی وہ ماں ہیں، جنھوں نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد)

۱۴- والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا خیال رکھیے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لیے ذیل کی باتوں پر کاربند رہیے:

(۱) ماں باپ کے لیے مغفرت کی دعائیں برابر کرتے رہیے۔

قرآنِ پاک نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

(ابراہیم:۴۱)

''پروردگار میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور سب ایمان والوں کو اس روز معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا۔''

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے یہ کیوں کر ہوا۔ خدا کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمھاری اولاد تمھارے لیے مغفرت کی دُعا کرتی رہی (اور خدا نے اس کو قبول فرمالیا)۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہوجاتی ہے۔ صرف تین چیزیں ایسی ہیں، جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں، ایک صدقۂ جاریہ، دوسرے اس کا (پھیلایا ہوا وہ) علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے وہ صالح اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے۔''

(۲) والدین کے کیے ہوئے عہد و پیمان اور وصیت کو پورا کیجیے۔ ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے کچھ وعدے کیے ہوں گے (اپنے خدا سے کچھ عہد کیا ہوگا۔ کوئی نذر مانی ہوگی۔ کسی کو کچھ مال دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔ ان کے ذمہ کسی کا قرضہ رہ گیا ہوگا اور ادا کرنے کا موقع نہ پاسکے ہوں گے۔ مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی۔ آپ اپنے امکان بھر ان سارے کاموں کو پورا کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہؐ! میری والدہ نے نذر مانی تھی، لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی وفات پاگئیں کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کرسکتا ہوں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں! تم ضرور ان کی طرف سے نذر پوری کردو۔

(۳) باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرتے رہیے۔ ان کا احترام کیجیے۔ ان کو اپنے مشوروں میں اپنے بزرگوں کی طرح شریک رکھیے، ان کی رائے اور مشوروں کی تعظیم کیجیے۔ ایک موقع پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ نیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست احباب کے ساتھ بھلائی کرے۔''

ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو حضرت یوسف بن عبداللہؒ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لیے تشریف

لے گئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے انھیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تم یہاں کہاں؟ یوسف بن عبداللہ نے کہا میں یہاں محض اس لیے آیا ہوں کہ آپؓ کی عیادت کروں۔ کیوں کہ والد بزرگوار سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔

حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینے آیا تو میرے پاس عبداللہ بن عمرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے ابو بردہؓ! تم جانتے ہو میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں میں نے کہا۔ میں تو نہیں جانتا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور پھر فرمایا: بھائی میرے باپ حضرت عمرؓ اور آپ کے والد میں گہری دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نباہوں اور اس کے حقوق ادا کروں۔ (ابن حبان)

(۴) ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی برابر نیک سلوک کرتے رہیے اور رحم کے ان رشتوں کا پوری طرح پاس ولحاظ رکھیے۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پروائی دراصل والدین سے بے نیازی ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آبا واجداد سے ہرگز بے پروائی نہ برتو، ماں باپ سے بے پروائی برتنا خدا کی ناشکری ہے۔

۱۵- اگر زندگی میں خدانخواستہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہے تو پھر بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں مرنے کے بعد ان کے حق میں برابر خدا سے دعائے مغفرت کرتے رہیے۔ توقع ہے کہ خدا آپ کی کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ کا شمار اپنے صالح بندوں میں فرمادے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہوگیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لیے برابر دعا کرتا رہے اور خدا سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔''

(۲۴)

ازدواجی زندگی کے آداب

اسلام جس اعلیٰ تہذیب وتمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے، جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کام یاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور کام یاب بنائیں ـــــ خاندانی زندگی کا آغاز شوہراور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے اور اس تعلق کی خوش گواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب وفرائض سے بہ خوبی واقف بھی ہوں، اور ان آداب وفرائض کو بجالانے کے لیے پوری دل سوزی، خلوص اور یکسوئی کے ساتھ سرگرمِ کار بھی، ذیل میں ہم پہلے ان آداب وفرائض کو بیان کرتے ہیں، جن کا تعلق شوہر سے ہے اور پھر ان آداب وفرائض کو جن کا تعلق بیوی سے ہے۔

۱- بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزاریے۔ اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کیجیے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش اختیار کیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (النساء:۱۹)

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی:

''لوگو! سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیوں کہ وہ تمھارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمھیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب

گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انھیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمھارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمھارے کچھ حقوق تمھاری بیویوں پر ہیں۔ اور تمھاری بیویوں کے کچھ حقوق تمھارے اوپر ہیں۔ ان پر تمھارا حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ رونداوئیں، جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمھارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں، جن کا آنا تمھیں ناگوار ہو اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔'' (ریاض الصالحین)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجیے، جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایانِ شان ہو۔

۲- جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیے اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روش اختیار کیجیے۔ اگر اس میں شکل وصورت یا عادات واخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کم زوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ اس کو انگیز کیجیے اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، درگزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَالصُّلۡحُ خَیۡرٌ ''اور مصالحت خیر ہی خیر ہے۔''

اور مومنین کو ہدایت کی گئی ہے:

فَاِنۡ کَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّ يَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا۝ (النساء:۱۹)

''پھر اگر وہ تمھیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو، مگر خدا نے اس میں (تمھارے لیے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

اسی مفہوم کو نبی ﷺ نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:

''کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے۔''

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کم زوری ضرور ہو گی اور اگر شوہر

کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کر لے تو پھر کسی خاندان میں گھریلو خوش گواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روش یہی ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہوسکتا ہے کہ خدا اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیوں سے نوازے، جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین وایمان اور سیرت واخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لیے رحمت ثابت ہو یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روحِ سعید وجود میں آئے، جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور رہتی زندگی تک کے لیے باپ کے حق میں صدقۂ جاریہ بنے یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اس کو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو یا پھر اس کی قسمت سے دنیا میں خدا اس مرد کو کشادہ روزی اور خوش حالی سے نوازے۔ بہ ہر حال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجیے بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے دھیرے دھیرے گھر کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوش گوار بنانے کی کوشش کیجیے۔

۳- عفو وکرم کی روش اختیار کیجیے اور بیوی کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کیجیے۔ عورت عقل وخرد کے اعتبار سے کم زور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے، اس لیے صبر وسکون، رحمت وشفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کیجیے اور صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کیجیے۔

خدا کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَـٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (التغابن: ۱۴)

''مومنو! تمھاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمھارے دشمن ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو، اور اگر تم عفو وکرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ خدا بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (بخاری، مسلم)

۴- بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجیے اور پیار و محبت سے پیش آیئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''کامل ایمان والے مومن وہ ہیں، جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں، جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔'' (ترمذی)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے اور گھر کی بے تکلّف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رُخ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے، جو گھر والوں کے ساتھ، خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر والوں کی دل جوئی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتیں، جب نبی ﷺ تشریف لاتے تو سب اِدھر اُدھر چھپ جاتیں، آپؐ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تا کہ میرے ساتھ کھیلیں۔

(بخاری، مسلم)

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپؐ رُک گئے اور اپنے دستِ مبارک سے چادر کا پلّو لے کر ان کے آنسو پونچھے۔ آپؐ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

۵- پوری فراخ دلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجیے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ کیجیے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون و مسرت محسوس کیجیے۔ کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرنا شوہر

کا انتہائی خوش گوار فریضہ ہے، اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوش گوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر و انعام کا مستحق بنتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے، جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا، اور ایک دینار وہ ہے، جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے، جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ہے۔'' (مسلم)

۶- بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھائیے، دین کی تعلیم دیجیے، اسلامی اخلاق سے آراستہ کیجیے اور اس کی تربیت اور سدھار کے لیے ہر ممکن کوشش کیجیے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بہ حسن و خوبی ادا کر سکے۔ خدا کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)

''ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

نبی ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبیؐ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے۔

''اور تمھارے گھروں میں، جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔

قرآن میں نبیؐ کے واسطے سے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط (طٰہٰ:۱۳۲)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجیے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہیے۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔"

(ابوداؤد)

خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ شب میں خدا کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقۂ حیات کو جگاتے اور کہتے اٹھو اٹھو نماز پڑھو، اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط (طٰہٰ:۱۳۲)

۷- اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجیے۔ نبی ﷺ بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔ سفر پر جاتے تو قرعہ ڈالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں، اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔"

(ترمذی)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور برتاؤ میں مساوات برتنا ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر خدا کے یہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔

۸- نہایت خوش دلی کے ساتھ اپنے شوہر کی اطاعت کیجیے اور اس اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کیجیے، اس لیے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور جو بندی خدا کے حکم کی تعمیل کرتی ہے وہ اپنے خدا کو خوش کرتی ہے۔ قرآن میں ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ "نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔" (ابوداؤد)

شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے عورت کو تنبیہہ کی ہے۔

"دو قسم کے آدمی وہ ہیں، جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک وہ لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز، جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آجائے۔" (الترغیب والترہیب)

۹- اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجیے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بھی دور رہیے، جن سے دامنِ عصمت پر دھبّہ لگنے کا اندیشہ بھی ہو، خدا کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنائے رکھنے کے لیے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہو جائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی۔ اور اس معاملے میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کام یاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انسانی کم زوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرماں بردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔" (الترغیب والترہیب)

۱۰- شوہر کی اجازت اور مرضی لیے بغیر گھر سے باہر نہ جائیے۔ اور نہ ایسے گھروں میں جائیے جہاں شوہر آپ کا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیجیے، جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے، جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا مانے۔"

(الترغیب والترہیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارۂ چشم و ابرو ہی پر عمل کیجیے اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنائیے۔

۱۱- ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجیے۔ کام یاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے اور خدا کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (ترمذی)

اور نبیؐ نے یہ بھی فرمایا:

''جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بنا پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

(بخاری، مسلم)

۱۲- اپنے شوہر سے محبت کیجیے اور اس کی رفاقت کی قدر کیجیے۔ یہ زندگی کی زینت کا سہارا اور راہِ حیات کا عظیم معین و مددگار ہے۔ خدا کی اس عظیم نعمت پر خدا کا بھی شکر ادا کیجیے اور اس نعمت کی بھی دل و جان سے قدر کیجیے۔ نبی ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

''نکاح سے بہتر کوئی چیز دو محبت کرنے والوں کے لیے نہیں پائی گئی۔''

حضرت صفیہؓ کو نبیؐ سے انتہائی محبت تھی۔ چناں چہ جب آپؐ بیمار ہوئے تو انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں ''کاش آپؐ کے بجائے میں بیمار ہوتی۔'' نبی ﷺ کی دوسری بیویوں نے اس اظہارِ محبت پر تعجب سے ان کی طرف دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں۔''

۱۳- شوہر کا احسان مانیے اس کی شکرگزار رہیے۔ آپ کا سب سے بڑا محسن آپ کا شوہر ہی تو ہے، جو ہر طرح آپ کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے، آپ کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے اور آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچا کر آرام محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا: ''تم پر جن کا احسان ہے ان کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کی ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کافی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر خدا ان کو شوہر عطا فرماتا ہے۔ پھر خدا اس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے۔ میں نے تو کبھی تمھاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔'' (الادب المفرد)

ناشکرگزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہہ کرتے ہوئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا، جو شوہر کی ناشکرگزار ہوگی حالاں کہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔'' (نسائی)

۱۴۔شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجیے اور جہاں تک ہوسکے خود تکلیف اٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائیے اور ہر طرح اس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجیے۔ حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھ سے نبی ﷺ کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں۔ خوش بو لگاتیں اور یہی حال دوسری صحابیہ خواتین کا بھی تھا۔

ایک بار نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔'' (مسند احمد)

۱۵۔شوہر کے گھر بار اور مال و اسباب کی حفاظت کیجیے، شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر سمجھیے اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے، شوہر کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت و سلیقے سے خرچ کیجیے، شوہر کی ترقی اور خوش حالی کو اپنی ترقی اور خوش حالی سمجھیے۔ قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں۔ بچوں پر نہایت مہربان ہیں اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں۔'' (بخاری)

اور نبی ﷺ نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مومن کے لیے خوفِ خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعثِ خیر نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے، اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔'' (ابن ماجہ)

۱۶- صفائی، سلیقہ اور آرائش و زیبائش کا بھی پورا پورا اہتمام کیجیے۔ گھر کو بھی صاف ستھرا رکھیے اور ہر چیز کو سلیقے سے سجائیے اور سلیقے سے استعمال کیجیے۔ صاف ستھرا گھر، قرینے سے سجے ہوئے صاف ستھرے کمرے، گھریلو کاموں میں سلیقہ اور سگھڑ پن، بناؤ سنگھار کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی، پیار و محبت اور خیر و برکت سے مالا مال ہوتی ہے بلکہ ایک بیوی کے لیے اپنی عاقبت بنانے اور خدا کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔

ایک بار بیگم عثمان بن مظعونؓ سے حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ بیگم عثمان نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں اور کوئی بناؤ سنگار بھی نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہؓ کو بہت تعجب ہوا اور ان سے پوچھا:

''بی بی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟''

اس تعجب سے اندازہ کیجیے کہ سہاگنوں کا اپنے شوہروں کے لیے بناؤ سنگار کرنا کیسا پسندیدہ فعل ہے!

ایک بار ایک صحابیہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں، آپؐ نے ان کو پہننے سے منع فرمایا تو کہنے لگیں:

یارسول اللہ! اگر عورت شوہر کے لیے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اس کی نظروں سے گر جائے گی۔ (نسائی)

---

(۲۵)

اولاد کی پرورش کے آداب

۱- اولاد کو خدا کا انعام سمجھیے، ان کی پیدائش پر خوشی منائیے۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دیجیے۔ خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ استقبال کیجیے اور خدا کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک بندے کی پرورش کی توفیق بخشی اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین و دنیا کا جانشین چھوڑ جائیں۔

۲- اولاد نہ ہو تو خدا سے صالح اولاد کے لیے دعا کیجیے، جس طرح خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لیے دعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

(آل عمران: ۳۸)

"میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

۳- اولاد کی پیدائش پر کبھی دل تنگ نہ ہوں، معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ سے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو اپنے حق میں ایک مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

۴- اولاد کو کبھی ضائع نہ کیجیے۔ پیدا ہونے سے پہلے یا پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کرنا بدترین سنگ دلی، بھیانک ظلم، انتہائی بزدلی اور دونوں جہان کی تباہی ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۴۰)

"وہ لوگ انتہائی گھاٹے میں ہیں، جنھوں نے اپنی اولاد کو ناسمجھی میں اپنی حماقت سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔"

اور خدا نے انسانی کوتاہ نظری کا دل نشیں جواب دیتے ہوئے صاف صاف ممانعت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

وَلاَ تَقْتُلُوْٓا اَوْلاَدَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلاَقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ٥ (بنی اسرائیل:۳۱)

''اور اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم ہی تمھیں بھی رزق دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔''

''ایک بار ایک صحابی نے دریافت کیا، یا رسول اللہؐ! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا۔ شرک، پوچھا اس کے بعد، فرمایا، والدین کی نافرمانی، پھر پوچھا اس کے بعد، فرمایا، تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمھارے ساتھ کھائے گی۔''

۵- ولادت کے وقت ولادت والی عورت کے پاس آیۃ الکرسی اور سورۃ الاعراف کی نیچے لکھی ہوئی دو۲ آیتوں کی تلاوت کیجیے اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ پڑھ کر دم کیجیے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ ج اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلاَّ بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلاَّ بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلاَ يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ٥

(البقرہ:۲۵۵)

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ و جاوید، نظامِ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے، جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور انسان اس کے علم میں سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جتنا علم وہ خود انسان کو دینا چاہے، اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی

ہوئی ہے اور ان کی حفاظت و نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور صاحبِ عظمت ہے۔''

سورۂ اعراف کی دو آیتیں یہ ہیں:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (الاعراف: ۵۴، ۵۵)

''حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی تمھارا پروردگار ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، اسی نے سورج، چاند اور تارے پیدا کیے، جو اس کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں، سن رکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے خدا سارے جہانوں کا مالک اور پروردگار۔ اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

٦- ولادت کے بعد نہلا دُھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیے۔
جب حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی تو نبی ﷺ نے ان کے کان میں اذان و اقامت فرمائی۔ (طبرانی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کے یہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ امّ الصِّبیان[1] کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابویعلیٰ ابن سنی)

پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں خدا اور رسول کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے، علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''تحفۃ الودود'' میں فرماتے ہیں:

---

(١) مرگی جو بچوں کو فاسد ہوا لگنے سے ہو جاتی ہے اور بچے اس مرض میں بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

’’اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی آواز پہنچے اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخلِ اسلام ہوگا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے۔ جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمۂ توحید کی تلقین کی جاتی ہے، اذان اور اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان، جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کرے اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادتِ الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔‘‘

۷- اذان واقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوایئے اور بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کرایئے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبیؐ کی گود میں دیا۔ آپؐ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعابِ مبارک عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں لگا دیا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپؐ تحنیک[1] فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔ (مسلم)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کی تحنیک کے لیے مکّے کی کھجور منگوائی، جو آپ کے گھر میں موجود تھی اور ایک نیک بی بی امّ علیؒ سے تحنیک کے لیے درخواست کی۔

۸- بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کیجیے، جو یا تو پیغمبروں کے نام پر ہو یا خدا کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے، قیامت کے روز تمھیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

اور نبی ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا کو تمھارے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔

اور بخاری میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو، میری کنیت پر مت رکھو۔

---

(۱) کھجور وغیرہ کو چبا کر خوب نرم کر کے بچہ کے تالو میں لگانے کو تحنیک کہتے ہیں۔

۹- اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجیے۔ نبی ﷺ غلط نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی ایک صاحب زادی کا نام عاصیہ تھا۔ آپؐ نے بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

حضرت زینب، ابوسلمہؓ کی بیٹی ہیں، ان کا نام برّہ تھا۔ برّہ کے معنیٰ ہیں پاکباز، نبی ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا خود ہی اپنی پاکبازی کا دَم بھرتی ہو، لوگوں نے کہا پھر کیا نام رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا، زینب نام رکھو۔ (ابوداؤد)

۱۰- ساتویں دن عقیقہ کیجیے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کیجیے لیکن لڑکے کی طرف سے دو بکرے کرنا ضروری نہیں ہے، ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں۔ اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال وغیرہ اتروا کر اس کی طرف سے عقیقہ[1] کیا جائے۔" (ترمذی)

۱۱- ساتویں دن ختنہ بھی کرا دیجیے۔ لیکن کسی وجہ سے نہ کرائیں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرا دیں۔ ختنہ اسلامی شعار ہے۔

۱۲- جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه" سکھائیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب تمھاری اولاد بولنے لگے تو اس کو "لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه" سکھا دو۔ پھر مت پرواہ کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔" (ابن سنی)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ کے خاندان میں جب کسی بچے کی زبان کھل جاتی تو آپؐ اس کو سورۃ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے، جس میں توحید کی پوری تعلیم کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے:

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ

---

(۱) عقیقہ کی دعا صفحہ ۳۲۸ پر دیکھیے۔

یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝

"وہ خدا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی موزوں تقدیر مقرر فرمائی۔"

۱۳- بچے کو اپنا دودھ بھی پلایئے، ماں پر بچے کا یہ حق ہے، قرآن نے اولاد کو ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ توحید کا درس، رسولؐ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلائے اور اس محبت کو اس کے قلب و روح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پرورش کی ذمے داری بابا پر ڈال کر اپنا بوجھ ہلکا نہ کیجیے بلکہ اس خوش گوار دینی فریضے کو انجام دے کر روحانی سکون اور سرور محسوس کیجیے۔

۱۴- بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجیے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری عمر ذہن و دماغ پر چھایا رہتا ہے اور ایسے بچے بالعموم زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔

۱۵- اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے، جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے اور ان کی کوتاہیوں پر بیزار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کے بہ جائے حکمت و سوز کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجیے، اور اپنے طرزِ عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہ ہر حال غالب رکھیے کہ ان کی کوئی خلافِ شرع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گے۔

۱۶- اولاد کے ساتھ ہمیشہ، شفقت، محبت، نرمی کا برتاؤ کیجیے اور حسب ضرورت و حیثیت ان کی ضروریات پوری کر کے ان کو خوش رکھیے اور اطاعت و فرماں برداری کے جذبات ابھاریے۔

ایک بار حضرت معاویہؓ نے احنف بن قیسؒ سے پوچھا، کہیے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہیے۔ احنف بن قیس نے کہا:

امیر المومنین! اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہیں، کمر کی ٹیک ہیں، ہماری حیثیت ان کے

لیے زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے اور ہمارا وجود ان کے لیے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم انھی کے ذریعے بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو ان کو خوب دیجیے اور اگر کبھی گرفتہ دل ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجیے۔ نتیجے میں وہ آپ سے محبت کریں گے، آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر نا قابلِ برداشت بوجھ نہ بنیے کہ وہ آپ کی زندگی سے اکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں، آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

حضرت معاویہؓ یہ حکیمانہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا:

احنف! خدا کی قسم، جس وقت آپ میرے پاس آکر بیٹھے، میں یزید کے خلاف غصّے میں بھرا بیٹھا تھا۔

پھر جب حضرت احنف تشریف لے گئے تو حضرت معاویہؓ کا غصّہ ٹھنڈا ہو گیا اور یزید سے راضی ہو گئے اور اسی وقت یزید کو دو سو درہم اور دو سو جوڑے بھجوائے۔ یزید کے پاس جب یہ تحفے پہنچے تو یزید نے یہ تحفے دو برابر برابر حصوں میں تقسیم کر کے سو درہم اور سو جوڑے حضرت احنف بن قیس کی خدمت میں بھجوا دیے۔

۱۷- چھوٹے بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیریے، بچوں کو گود میں لیجیے، پیار کیجیے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجیے۔ ہر وقت تند خو اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہیے، اس طرزِ عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لیے والہانہ جذبۂ محبت بھی پیدا نہیں ہوتا، ان کے اندر خود اعتمادی بھی نہیں پیدا ہوتی اور ان کی فطری نشو و نما پر بھی خوش گوار اثر نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع بن حابسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضورؐ اس وقت حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے۔ اقرعؓ کو دیکھ کر تعجب ہوا اور بولے یا رسول اللہؐ آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں! میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا ـــــــ نبیؐ نے اقرعؓ کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اگر خدا نے تمھارے دل سے رحمت و شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں!

فاروقِ اعظمؓ کے دور میں حضرت عامرؓ کسی اہم عہدے پر تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ سے

ملنے کے لیے ان کے گھر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں ــــــ حضرت عامرؓ کو یہ بات کچھ گراں گزری۔ امیر المومنین نے پیشانی کے اتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا اور حضرت عامرؓ سے بولے۔ کہیے آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے۔

عامرؓ کو موقع مل گیا۔ بولے امیر المومنین! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ سب اپنی اپنی جگہ دم سادھ کر چپ ہو جاتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بڑے سوز کے ساتھ کہا:

عامرؓ! آپ امتِ محمدیہؐ کے فرزند ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہیے!

۱۸- اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لیے اپنی کوشش وقف کر دیجیے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیجیے۔ یہ آپ کی دینی ذمے داری بھی ہے، اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی بھی۔

قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)

''مومنو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔''

اور جہنم کی آگ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے بہرہ مند ہو اور اس کی زندگی خدا اور رسولؐ کی اطاعت و فرماں برداری میں گزر رہی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے: ایک یہ کہ وہ صدقۂ جاریہ کر جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے، جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے صالح اولاد، جو باپ کے لیے دعا کرتی رہے۔ (مسلم)

دراصل اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات، دینی تعلیمات اور پیغامِ توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور مومن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لیے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

۱۹- بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو ان کو نماز سکھائیے، نماز پڑھنے کی تلقین کیجیے اور اپنے ساتھ مسجد لے جاکر شوق پیدا کیجیے اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں اور نماز میں کوتاہی کریں تو انھیں مناسب سزا بھی دیجیے اور اپنے قول وعمل سے ان پر واضح کردیجیے کہ نماز کی کوتاہی کو آپ برداشت نہ کریں گے۔

۲۰- بچے جب دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ کردیجیے اور ہر ایک کو الگ الگ چارپائی پر سلائیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور نماز کے لیے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہوجائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کردو۔''

۲۱- بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھیے، ان کی طہارت، نظافت اور غسل وغیرہ کا خیال رکھیے، کپڑے بھی پاک صاف رکھیے، البتہ زیادہ بناؤ سنگار اور نمود ونمائش سے پرہیز کیجیے۔ لڑکی کے کپڑے بھی نہایت سادہ رکھیے اور زرق برق لباس پہنا کر بچوں کے مزاج خراب نہ کیجیے۔

۲۲- دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب نہ بیان کیجیے اور کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس لگانے سے بھی سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

۲۳- بچوں کے سامنے کبھی بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجیے بلکہ ان کی ہمت بڑھانے کے لیے ان کی معمولی اچھائیوں کی بھی دل کھول کر تعریف کیجیے۔ ہمیشہ ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے تاکہ یہ کارگاہِ حیات میں اونچے سے اونچا مقام حاصل کرسکیں۔

۲۴- بچوں کو نبیوں کے قصّے، صالحین کی کہانیاں اور صحابۂ کرامؓ کے مجاہدانہ کارنامے ضرور سناتے رہیں۔ تربیت وتہذیب، کردار سازی اور دین سے شغف کے لیے اس کو انتہائی

ضروری سمجھئے اور ہزار مصروفیتوں کے باوجود اس کے لیے وقت نکالیے اکثر و بیشتر ان کو قرآنِ پاک بھی خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایئے اور موقع موقع سے نبی ﷺ کی پر اثر باتیں بھی بتایئے اور ابتدائی عمر ہی سے ان کے دلوں میں عشقِ رسولؐ کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔

۲۵- کبھی کبھی بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کچھ کھانا پیسے وغیرہ بھی دلوایئے تاکہ ان میں غریبوں کے ساتھ سلوک اور سخاوت و خیرات کا جذبہ پیدا ہو۔ اور کبھی کبھی یہ موقع بھی فراہم کیجیے کہ کھانے پینے کی چیزیں بہن بھائیوں میں خود ہی تقسیم کریں تاکہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی عادت پیدا ہو۔

۲٦- بچوں کی ہر جا و بے جا ضد پوری نہ کیجیے بلکہ حکمت کے ساتھ ان کی یہ عادت چھڑانے کی کوشش کیجیے۔ کبھی کبھی مناسب سختی بھی کیجیے، بے جا لاڈ پیار سے ان کو ضدی اور خودسر نہ بنایئے۔

۲۷- کرخت آواز سے بولنے اور گلا پھاڑ کر چیخنے چلّانے سے خود بھی پرہیز کیجیے اور ان کو بھی تاکید کیجیے کہ درمیانی آواز میں نرمی کے ساتھ گفتگو کریں اور آپس میں بھی ایک دوسرے پر چیخنے چلّانے سے سختی کے ساتھ بچیں۔

۲۸- بچوں کی عادت ڈالیے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں۔ ہر کام میں نوکروں کا سہارا نہ لیں۔ اس سے بچے کاہل سست اور اپاہج بن جاتے ہیں۔ بچوں کو جفاکش، محنتی اور سخت کوش بنایئے۔

۲۹- بچوں میں باہم لڑائی ہو جائے تو اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کیجیے۔ یہ خیال رکھیے کہ اپنے بچے کے لیے آپ کے سینے میں، جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے میں اپنے بچوں کے لیے ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے بچے کے قصوروں پر نگاہ رکھیے اور ہر پیش آنے والے ناخوش گوار واقعے میں اپنے بچے کی کوتاہی اور غلطی کی کھوج لگا کر حکمت اور مسلسل توجہ سے اس کو دور کرنے کی پرسوز کوشش کیجیے۔

۳۰- اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری کا سلوک کیجیے اور اس معاملے میں بے اعتدالی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کیجیے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچے کی طرف زیادہ میلان ہو تو معذوری ہے لیکن

سلوک و برتاؤ اور لین دین میں ہمیشہ انصاف اور مساوات کا لحاظ رکھیے اور کبھی بھی کسی ایک کے ساتھ ایسا امتیازی سلوک نہ کیجیے، جس کو دوسرے بچے محسوس کریں۔ اس سے دوسرے بچوں میں احساسِ کمتری، نفرت، مایوسی اور آخر کار بغاوت پیدا ہوگی اور یہ بُرے جذبات فطری صلاحیتوں کے پروان چڑھنے میں زبردست رُکاوٹ اور اخلاقی اور رُوحانی ترقی کے لیے سمِ قاتل ہیں۔

ایک بار حضرت نعمانؓ کے والد حضرت بشیرؓ اپنے بیٹے کو ساتھ لیے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ یا رسول اللہؐ! میرے پاس ایک غلام تھا۔ وہ میں نے اپنے اِس لڑکے کو بخش دیا۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام بخشا ہے بشیرؓ بولے نہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو تم واپس لے لو۔ اور فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا سلوک کرو۔ اب حضرت بشیرؓ گھر واپس آئے اور نعمان سے اپنا دیا ہوا غلام واپس لے لیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''تو پھر مجھے گناہ پر گواہ نہ بناؤ۔ میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضورؐ نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ سب لڑکے تمھارے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ حضرت بشیرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ کیوں نہیں! نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا کام مت کرو۔'' (بخاری، مسلم)

۳۱- بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجیے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لیے ایک ہمہ وقتی خاموش معلّم ہے، جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں۔ بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیے۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا۔ ''یہاں آ، میں تجھے چیز دوں گی۔'' حضور ﷺ نے دیکھ لیا پوچھا ''تم بچے کو کیا دینا چاہتی ہو؟'' والدہ بولیں ''میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔'' آپؐ نے والدہ سے فرمایا: ''اگر تم دینے کا بہانہ کر کے بلاتیں اور بچے کے آنے پر کچھ نہ دیتیں تو تمھارے اعمال نامہ میں یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا۔'' (ابوداؤد)

۳۲- لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منایئے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی خدا کا عطیہ ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے حق میں

لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ لڑکی کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھانا اور دل شکستہ ہونا اطاعت شعار مومن کے لیے کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ ناشکری بھی ہے اور خدائے علیم و کریم کی توہین بھی۔

حدیث میں ہے کہ ''جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں ''یہ کم زور جان ہے، جو ایک کم زور جان سے پیدا ہوئی ہے، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔'' (طبرانی)

۳۳۔ لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی، روحانی مسرت اور دینی احساس کے ساتھ کیجیے۔ اور اس کے صلے میں خدا سے بہشتِ بریں کی آرزو کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے، جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی انھیں تعلیم و تہذیب سکھائی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ خدا ان کو بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کے لیے خدا نے جنت واجب فرما دی۔ اس پر ایک آدمی بولا، اگر دو ہی ہوں تو نبیؐ نے فرمایا، دو لڑکیوں کی پرورش کا بھی یہی صلہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپؐ ایک کی پرورش پر بھی یہی بشارت دیتے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی، وہ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھی آدھی دونوں بچیوں میں بانٹ دی اور خود نہ کھائی۔ اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ اسی وقت نبی ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کو یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے سن کر فرمایا۔ جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کام یاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔'' (مشکوٰۃ)

۳۴۔ لڑکی کو حقیر نہ جانیے، نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملے میں ترجیح دیجیے۔ دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا اظہار کیجیے اور یکساں سلوک کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جس کے ہاں لڑکی

پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکے کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی اور زیادہ سمجھا تو ایسے آدمی کو خدا جنت میں داخل کرے گا۔"

(ابوداؤد)

۳۵- جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی اور اہتمام کے ساتھ دیجیے۔ یہ خدا کا فرض کردہ حصہ ہے اس میں کمی بیشی کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکی کا حصہ دینے میں حیلے کرنا یا اپنی صواب دید کے مطابق کچھ دے دلا کر مطمئن ہو جانا اطاعت شعار مومن کا کام نہیں ہے۔ ایسا کرنا خیانت بھی ہے اور خدا کے دین کی توہین بھی۔

۳۶- ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دعا بھی کرتے رہیے۔ خدائے رحمٰن و رحیم سے توقع ہے کہ وہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پرسوز دعائیں ضائع نہ فرمائے گا۔

---

(۲۶)

دوستی کے آداب

۱- دوستوں سے محبت کیجیے اور دوستوں کے لیے مرکزِ محبت بنیے۔ وہ شخص انتہائی خوش نصیب ہے، جس کو اس کے دوست احباب عزیز رکھتے ہوں اور وہ دوست احباب کو عزیز رکھتا ہو اور وہ شخص انتہائی محروم ہے، جس سے لوگ بیزار رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے دور بھاگتا ہو۔ مفلس وہ نہیں ہے، جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ حقیقت میں سب سے بڑا مفلس وہ ہے، جس کا کوئی دوست نہ ہو، دوست کی زندگی زینت، سفرِ حیات کا سہارا اور خدا کا انعام ہے۔ دوست بنایئے اور دوست بنیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن سراپا الفت و محبت ہے اور اس آدمی میں سرے سے کوئی خیر و خوبی نہیں ہے، جو نہ تو دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے ہی اس سے محبت کریں۔" (مشکوٰۃ، باب الشفقۃ)

قرآنِ پاک میں ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (توبہ:۷۱)

"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں۔"

نبی ﷺ اپنے ساتھیوں سے انتہائی محبت فرماتے تھے اور ہر ایک یہ محسوس کرتا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اس توجہ اور خلوص کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرماتے اور اتنا خیال رکھتے کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید میں اپنی قوم کا سب سے بہتر آدمی ہوں اور ایک دن میں نبی ﷺ سے پوچھ بیٹھا کہ یا رسول اللہ! میں افضل ہوں یا ابوبکر؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، ابوبکر افضل ہیں۔ پھر میں نے پوچھا، میں افضل ہوں یا عمرؓ۔ فرمایا۔ عمرؓ، میں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ! میں افضل ہوں یا عثمانؓ، ارشاد فرمایا عثمانؓ، پھر میں نے نبی ﷺ

سے بڑی وضاحت کے ساتھ حقیقت معلوم کی اور آپؐ نے بلا رُو رعایت صاف صاف بات کہہ دی۔ تب تو مجھے اپنی اس حرکت پر بڑی ہی شرم آئی اور میں دل میں خیال کرنے لگا کہ بھلا ایسی بات پوچھنے کی مجھے کیا ضرورت تھی!

۲- دوستوں کے ساتھ مل جل کر میل محبت کی زندگی گزاریے اور مخلصانہ تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کی کوشش کیجیے۔ دوستوں سے نفرت، بیزاری اور لیے دیے رہنے کی روش چھوڑیے۔ جب آدمی دوستوں میں مل جل کر رہتا ہے اور ہر معاملے میں ان کا شریک رہتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ کبھی اس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے، کبھی اس کے وقار کو صدمہ پہنچتا ہے، کبھی اس کے آرام میں خلل پڑتا ہے، کبھی اس کے معمولات متاثر ہوتے ہیں۔ کبھی اس کی خواہش اور رجحان کے خلاف کچھ باتیں سامنے آتی ہیں، کبھی اس کے صبر و برداشت کی آزمائش ہوتی ہے، کبھی اس کو مالی نقصان پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں اس کو پہنچتی ہیں لیکن جب یہ شخص ان اذیتوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے قلب میں اس سے جلا پیدا ہوتی ہے، اچھے اخلاق نشو و نما پاتے ہیں اور وہ تربیت و تزکیے کے فطری منازل سے گزرتا ہوا روحانی اور اخلاقی ترقی کرتا ہے۔ اس میں تحمل و بردباری، ایثار و شفقت، ہمدردی و غمگساری، مروت و وفاداری، خیر خواہی اور تعاون، خلوص و محبت، سخاوت و شجاعت اور مرحمت و مواساۃ کے اعلیٰ ترین جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ انسانی معاشرے کے لیے سراپا خیر و برکت بن جاتا ہے۔ ہر دل میں اس کے لیے قدر و عظمت کے جذبات ہوتے ہیں اور ہر انسان اس کے وجود کو اپنے حق میں رحمت کا سایہ سمجھتا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے، جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر برداشتہ خاطر ہوتا ہے۔" (ترمذی)

۳- ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں سے دوستی کیجیے، دوستی کے انتخاب میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھیے کہ جن لوگوں سے آپ قلبی تعلق بڑھا رہے ہو وہ دین و اخلاق کے پہلو سے آپ کے لیے کس حد تک مفید ہو سکتے ہیں۔ ایک مشہور مثل ہے کہ "اگر کسی کی اخلاقی حالت معلوم کرنا

چاہو تو اس کے دوستوں کی اخلاقی حالت معلوم کرو۔" اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے " آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔"

(مسند احمد، مشکوٰۃ)

دوست کے دین پر ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی جذبات وخیالات اور وہی ذوق ورجحان اس میں بھی پیدا ہوگا، جو دوست میں ہے اور پسند و ناپسند کا وہی معیار اس کا بھی بنے گا، جو اس کے دوست کا ہے اس لیے آدمی کو دوست کے انتخاب میں انتہائی غور وفکر سے کام لینا چاہیے اور قلبی لگاؤ اسی سے بڑھانا چاہیے، جس کا ذوق ورجحان، افکار وخیالات اور دوڑ دھوپ دین وایمان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ نبی ﷺ نے تاکید فرمائی کہ مومن ہی سے رشتۂ محبت استوار کرو اور اسی کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

"مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمھارے دسترخوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے۔"

ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا پینا قلبی تعلق اور محبت کا فطری محرّک ہے اور یہ تعلق ومحبت اسی مومن سے ہونا چاہیے، جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ خدا سے غافل، غیر ذمے دار، بے عمل اور بداخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہیے۔ نبی ﷺ نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے:

اچھے اور برے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی طرح ہے مشک بیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدو گے یا مشک کی خوش بو پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی تمھارا گھر یا کپڑے جلائے گی یا تمھارے دماغ میں اس کی بدبو پہنچے گی۔

(بخاری، مسلم)

اور ابوداؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"نیک دوست کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک بیچنے والے کی دکان، کہ اور جو کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوش بو تو ضرور آئے گی اور برا دوست ایسا ہے، جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہو جائیں گے۔"

۴- دوستوں سے صرف خدا کے لیے محبت کیجیے، خدا کے محبوب بندے وہی ہیں، جو خدا

کے دین کی بنیاد پر باہم جڑتے ہیں اور کندھے سے کندھا اور دل سے دل ملا کر اس طرح خدا کے دین کی اقامت اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے ہیں کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار معلوم ہوتے ہیں۔

قرآنِ پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (الصف: ۴)

''حقیقت میں خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں، جو خدا کی راہ میں اس طرح پرے جما کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قیامت میں خدا فرمائے گا، وہ لوگ کہاں ہیں، جو صرف میرے لیے لوگوں سے محبت کیا کرتے تھے، آج میں ان کو اپنے سایے میں جگہ دوں گا۔'' (مسلم)

اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو، جو قابلِ رشک شان وشوکت حاصل ہوگی اس کا ذکر کرتے ہوئے نبیؐ نے فرمایا:

''خدا کے بندوں میں کچھ (ایسے سعادت مند) ہیں، جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے روز خدا ان کو ایسے مرتبوں پر سرفراز فرمائے گا کہ انبیاء اور شہداء بھی ان کے مرتبوں پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا، یہ کون خوش نصیب ہوں گے یا رسول اللہؐ! ارشاد فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں، جو آپس میں ایک دوسرے سے محض خدا کے دین کی بنیاد پر محبت کرتے تھے ــــــ نہ یہ آپس میں رشتے دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی مالی لین دین کا تعلق تھا۔ خدا کی قسم قیامت کے روز ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے بلکہ یہ سراپا نور ہوں گے اور جب سارے لوگ خوف سے کانپ رہے ہوں گے تو انھیں کوئی خوف نہ ہوگا، اور جب سارے لوگ غم میں مبتلا ہوں گے اس وقت انھیں قطعاً کوئی غم نہ ہوگا اور آپ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

(یونس: ۶۲)

''سنو! اللہ کے چاہنے والوں کے لیے نہ کسی بات کا کوئی خوف ہوگا اور نہ (گزری ہوئی زندگی کے بارے میں) کسی قسم کا غم۔''

حضرت ابوالدرداءؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے روز کچھ لوگ اپنی قبروں سے آئیں گے اور ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے، وہ موتیوں کے ممبروں پر بٹھائے جائیں گے، لوگ ان کی شان پر رشک کریں گے یہ لوگ نہ نبی ہوں گے نہ شہید، ایک بدّو نے سوال کیا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں ہمیں ان کی پہچان بتا دیجیے۔ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں، جو آپس میں خدا کی خاطر محبت کرتے ہیں۔'' (طبرانی)

۵- نیک لوگوں سے محبت کو آخرت کی نجات اور خدا کی خوش نودی کا ذریعہ سمجھئے اور خدا سے دعا کیجیے کہ خدایا نیک لوگوں کی محبت عطا کر اور نیک لوگوں میں شامل فرما۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کی نیکی کی بنا پر محبت کرتا ہے۔ مگر خود اس شخص جیسے اچھے اعمال نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا: ''کوئی مضایقہ نہیں! آدمی قیامت کے روز اسی کی معیت میں ہوگا، جس سے وہ محبت کرے گا۔'' (بخاری)

ایک شب نبی ﷺ کو خدا کا دیدار ہوا، خدا نے نبی ﷺ سے کہا مانگیے۔ تو نبیؐ نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اِذَآ اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ حُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْۤ اِلٰی حُبِّکَ۔ (مسند احمد)

''خدایا! میں تجھ سے نیک کاموں کی توفیق چاہتا ہوں، اور برے کاموں سے بچنے کی قوت چاہتا ہوں اور مسکینوں کی محبت چاہتا ہوں اور یہ کہ تو میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرمائے۔ اور جب تو کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس حال میں اٹھالے کہ میں اس سے محفوظ رہوں، اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی توفیق چاہتا ہوں، جو تیرے قرب کا ذریعہ ہو۔''

اور حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے، مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں، جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوش نودی چاہنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔" (احمد، ترمذی)

نبی ﷺ دو دوستوں کی ملاقات کا ایمان افروز نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک شخص اپنے دوست سے جو کسی دوسری بستی میں تھا ملاقات کے لیے چلا۔ خدا نے اس کے راستہ پر ایک فرشتے کو بٹھا دیا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا، اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا، کیا تمھارا اس پر کوئی حقِ نعمت ہے، جو وصول کرنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا، نہیں، بس اس غرض سے اس کے پاس جا رہا ہوں کہ میں اس سے خدا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ بولا، تو سنو! مجھے خدا نے تمھارے پاس بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ وہ بھی تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے، جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے۔" (مسلم)

۶۔ دوستی ایسے لوگوں سے کیجیے، جو اسلامی نقطۂ نظر سے دوستی کے لائق ہوں اور پھر زندگی بھر اس دوستی کو نباہنے کی کوشش بھی کیجیے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ دوستی کے لیے اچھے لوگوں کا انتخاب کیا جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ دوستی کو ہمیشہ ہمیشہ نباہنے اور قائم رکھنے کی بھی کوشش کی جائے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جب عرشِ الٰہی کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس روز سات قسم کے افراد عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوں گے۔ ان میں ایک قسم کے افراد وہ دو آدمی ہوں گے، جو محض خدا کے لیے ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔ خدا کی محبت ہی نے ان کو باہم جوڑا ہوگا اور اسی بنیاد پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہوں گے۔ یعنی ان کی دوستی خدا کی خاطر ہوگی اور زندگی بھر وہ اس دوستی کو قائم رکھنے اور نباہنے کی کوشش کریں گے اور جب ان

میں سے کوئی ایک دوسرے سے جدا ہوکر دنیا سے رخصت ہورہا ہوگا تو اسی حال میں کہ ان کی یہ دوستی قائم ہوگی اور اسی دوستی کی حالت میں وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گے۔

۷- دوستوں پر اعتماد کیجیے، ان کے درمیان ہشاش بشاش رہیے۔ فسردہ رہنے اور دوستوں کو فسردہ کرنے سے پرہیز کیجیے، دوستوں کی صحبت میں بے تکلف اور خوش مزاج رہیے۔ تیوری چڑھانے اور لیے دیے رہنے سے پرہیز کیجیے۔ دوستوں کے ساتھ ایک بے تکلف ساتھی، خوش مزاج ہم نشین اور خوش طبع رفیق بننے کی کوشش کیجیے۔ آپ کی صحبت سے احباب اکتائیں نہیں بلکہ مسرّت، زندگی اور کشش محسوس کریں۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں ''میں نے نبی ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' (ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی صحبت میں سو مجلسوں سے بھی زیادہ میں بیٹھا ہوں، ان مجلسوں میں صحابۂ کرامؓ اشعار بھی پڑھتے تھے اور زمانۂ جاہلیت کے قصّے کہانیاں بھی سناتے تھے۔ نبی ﷺ خاموشی سے یہ سب سنتے رہتے تھے بلکہ کبھی کبھی خود بھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شریک ہوجایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت شریدؓ کہتے ہیں کہ میں ایک بار نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا ـــــــ سواری پر بیٹھے بیٹھے میں نے نبی ﷺ کو امیہ بن الصّلت کے سو شعر سنائے، ہر شعر پر آپؐ فرماتے کچھ اور سناؤ اور میں سناتا۔'' (ترمذی)

اسی طرح نبی ﷺ اپنی مجلس میں خود بھی کبھی کبھی قصّے سناتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار آپؐ نے گھر والوں کو ایک قصہ سنایا۔ ایک عورت نے کہا یہ عجیب و غریب قصّہ تو بالکل خرافہ کے قصوں کی طرح ہے۔ نبیؐ نے فرمایا: تمھیں خرافہ کا صحیح قصہ بھی معلوم ہے اور پھر خود ہی آپؐ نے خرافہ کا اصل قصّہ تفصیل سے سنایا۔ اسی طرح ایک بار حضرت عائشہؓ کو گیارہ عورتوں کی ایک بہت ہی دل چسپ کہانی سنائی۔

حضرت بکر بن عبداللہ صحابۂ کرامؓ کی بے تکلّفی اور خوش طبعی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''صحابۂ کرامؓ ہنسی اور تفریح کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تربوز کے چھلکے پھینکا کرتے تھے۔ لیکن جب لڑنے اور مدافعت کرنے کا وقت آتا تھا تو اس میدان کے شہسوار بھی صحابہؓ ہی ہوتے تھے۔'' (الادب المفرد)

حضرت محمد بن زیادؒ فرماتے ہیں ''میں نے سلفِ صالحین کو دیکھا ہے کہ ان کے کئی کئی کنبے ایک ہی حویلی میں رہتے بستے تھے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ ان میں سے کسی ایک کے یہاں مہمان آتا اور کسی دوسرے کے یہاں چولہے پر ہانڈی چڑھی ہوتی تو مہمان والا دوست اپنے مہمان کے لیے اپنے دوست کی ہانڈی اتار لے جاتا، بعد میں ہانڈی والا اپنی ہانڈی کو ڈھونڈھتا پھرتا۔ اور لوگوں سے پوچھتا پھرتا میری ہانڈی کون لے گیا؟ وہ میزبان دوست بتاتا کہ بھائی اپنے مہمان کے لیے ہم لے گئے تھے۔ اس وقت ہانڈی والا کہتا، خدا تمھارے لیے اس میں برکت دے اور محمد بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جب روٹی پکاتے تب بھی یہی صورت پیش آتی۔'' (الادب المفرد)

حضرت علیؓ کا قول ہے ''دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو۔ خوش کن نکتے بھی سوچا کرو۔ کیوں کہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔''

۸- خشک مزاج اور مردہ دل نہ بنیے، خوش طبع اور ہشاش بشاش رہیے۔ لیکن اس بات کی احتیاط ضرور کیجیے کہ آپ کی خوش طبعی اور ظرافت حد سے بڑھنے نہ پائے۔ خوش مزاجی اور تفریح کے ساتھ ساتھ، دینی وقار، حمیت و غیرت اور توازن و اعتدال کا بھی لحاظ رکھیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ نبیؐ کے صحابی نہ خشک مزاج تھے اور نہ مردوں کی سی چال چلتے تھے۔ وہ اپنی مجلسوں میں شعر و شاعری بھی کرتے تھے اور دورِ جاہلیت کے قصّے کہانیاں بھی بیان کرتے تھے۔ لیکن جب ان سے کسی معاملے میں حق کے خلاف کسی بات کا مطالبہ ہوتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصّے میں اس طرح پھر جاتیں کہ، جیسے ان پر جنون کی کیفیت طاری ہے۔ (الادب المفرد)

مشہور محدّث حضرت سفیان بن عیینہؒ سے کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہے، انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ سنّت ہے مگر اس شخص کے لیے، جو اس کے مواقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کرسکتا ہو۔'' (شرح شمائل ترمذی)

۹- آپ جس شخص سے محبت رکھتے ہوں اس سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کیجیے۔ اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ اس کو بھی قرب کا احساس ہوگا اور دونوں طرف کے جذبات و احساسات کے تبادلے سے محبت و خلوص میں غیر معمولی اضافہ ہوگا اور پھر محبت محض ایک قلبی کیفیت نہیں رہے گی بلکہ اس کے تقاضے عملی زندگی پر اثر انداز ہوں گے اور اس طرح شخصی معاملات میں دل چسپی لینے اور زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب ہونے کا موقع ملے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جب کسی شخص کے دل میں اپنے بھائی کے لیے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔" (ابوداؤد)

ایک بار آپؐ کے سامنے سے ایک شخص گزرا، کچھ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتا دی ہے؟ وہ شخص بولا نہیں تو نبیؐ نے فرمایا جاؤ اور اس پر ظاہر کرو کہ تم خدا کے لیے اس سے محبت کرتے ہو، وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے، جس کی خاطر تو مجھ سے کرتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

دوستانہ تعلقات کو زیادہ سے زیادہ استوار اور نتیجہ خیز بنانے اور دوستوں سے قریب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آپ دوستوں کے شخصی اور ذاتی معاملات میں معروف حد تک دل چسپی لیں اور ان سے اپنے قرب اور خصوصی تعلق کا اظہار کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب ایک آدمی دوسرے سے دوستی اور اخوت کا رشتہ جوڑے تو اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کر لے کہ اس سے باہمی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔" (ترمذی)

۱۰- محبت کے اظہار اور تعلقات کی نوعیت میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کیجیے نہ تو ایسی

سرد مہری کا مظاہرہ کیجیے کہ آپ کی محبت اور تعلق مشکوک نظر آئے اور نہ جوشِ محبت میں اتنا آگے بڑھیے کہ آپ کی محبت اور دوستی جنون کی شکل اختیار کر لے۔ اور خدانخواستہ کسی وقت آپ کو پچھتانا پڑے، توازن اور اعتدال کا ہمیشہ لحاظ رکھیے اور مستقل مزاجی کے ساتھ ایسی متوازن روش اختیار کیجیے، جس کو آپ برابر نباہ سکیں۔ حضرت اسلمؒ کا بیان ہے کہ: حضرت عمرؓ نے فرمایا تمھاری محبت جنون کی شکل نہ اختیار کرنے پائے اور تمھاری دشمنی ایذا رسانی کا باعث نہ بننے پائے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا (وہ ایسے کہ) جب محبت کرنے لگو تو بچوں کی طرح چمٹنے اور طفلانہ حرکتیں کرنے لگو اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کے جان و مال تک کی تباہی اور بربادی کے درپے ہو جاؤ۔ (الادب المفرد)

حضرت عبید کندیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرما رہے تھے: اپنے دوست سے دوستی میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمھارا دشمن ہو جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی میں نرمی اور اعتدال کا رویّہ اختیار کرو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمھارا دوست بن جائے۔ (الادب المفرد)

۱۱۔ دوستوں کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا سلوک کیجیے۔ دوست کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ اس کو اخلاقی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ اونچا اٹھانے کی کوشش کریں اور اس کی دنیا بنانے سے زیادہ اس کی آخرت بنانے کی فکر کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دین سرتاسر خیر خواہی ہے۔'' خیر خواہی کا اصل معیار یہ ہے کہ آپ اپنے دوست کے لیے بھی وہی پسند کریں، جو اپنے لیے پسند کرتے ہوں، اس لیے کہ آدمی اپنا برا کبھی نہیں چاہتا۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ بھائی کے لیے بھی وہی نہ پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

اور مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''اور یہ کہ وہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے خواہ وہ غائب ہو یا موجود۔''

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

''بے شک خدا نے اس شخص پر آگ کو واجب کر دیا ہے اور جنت حرام کر دی ہے، جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا (صحابہؓ میں کسی نے پوچھا) اگر چہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ آپؐ نے فرمایا'' ہاں اگر چہ وہ پیلو کی معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔''

۱۲- دوستوں کے دُکھ درد میں شریک رہیے اور اسی طرح ان کی خوشیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے۔ ان کے غم میں شریک ہو کر غم غلط کرنے کی کوشش کیجیے اور ان کی مسرتوں میں شریک ہو کر مسرتوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کیجیے۔ ہر دوست اپنے مخلصین سے بجا طور پر یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ مصیبت میں اس کا ساتھ دیں گے اور وقت پڑنے پر اس کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح وہ یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اس کے دوست اس کی خوشیوں میں اضافہ کریں اور اس کی اجتماعی تقریبات کی زینت اور رونق بڑھائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے کہ ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا اور سہارا دیتا ہے، جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بنتی اور قوت پہنچاتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں (اور اس طرح مسلمانوں کے باہمی تعلق اور قرب کو واضح فرمایا)۔'' (بخاری، مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا'' تم مسلمانوں کو باہم رحم دلی، باہم الفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے، جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

۱۳- دوستوں سے خوش دلی، نرم خوئی اور مسرّت و اخلاص سے ملیے اور نہایت توجہ اور خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیجیے۔ لاپرواہی، بے نیازی اور روکھے پن سے پرہیز کیجیے، یہ دلوں کو پھاڑنے والی برائیاں ہیں۔ ملاقات کے وقت ہمیشہ مسرت، اطمینان اور شکر و حمد کے کلمات کہیے۔ یاس و حزن اور مردہ دلی کے کلمات ہرگز زبان پر نہ لائیے۔ ملاقات کے وقت ایسا انداز اختیار کیجیے کہ آپ کے دوست، خوشی اور زندگی محسوس کریں ایسے فسردہ چہرے سے ان کا

استقبال نہ کیجیے کہ ان کا دل بجھ جائے اور وہ آپ کی ملاقات کو وبالِ جان سمجھنے لگیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''نیکیوں میں کسی نیکی کو حقیر نہ جانو چاہے وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔'' (مسلم)

''اور ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو دیکھ کر تمھارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔''

(ترمذی)

نرم خوئی، خوش اخلاقی اور نرمی سے ہی دلوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اور انھی صفات کی بہ دولت اچھا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''میں تمھیں اس آدمی کی پہچان بتاتا ہوں، جس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور وہ آگ پر حرام ہے یہ وہ آدمی ہے، جو نرم مزاج ہو، نرم طبیعت ہو اور نرم خو ہو۔'' (ترمذی)

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ملاقات کے وقت کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے اور جب کوئی آپؐ سے بات کرتا تو آپ پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے۔

ایک مرتبہ آپؐ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا تو آپؐ نے اپنے جسم کو حرکت دی اور ذرا سمٹے، اس شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! جگہ تو کشادہ ہے، نبیؐ نے فرمایا:

''مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو وہ اس کے لیے ذرا اپنے جسم کو حرکت دے۔'' (بیہقی)

مومنین کی تعریف میں قرآن کا ارشاد ہے:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ''وہ مومنوں کے لیے بڑے نرم خو ہوتے ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا ہے:

''مومن، بردبار اور نرم دل ہوتے ہیں اس اونٹ کی طرح، جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اس کو کھینچا جائے تو وہ کھنچتا چلا آئے اور پتھر پر بٹھایا جائے تو پتھر پر بیٹھ جائے۔ (ترمذی)

۱۴۔ اگر کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجیے اور ہمیشہ معافی طلب کرنے اور اپنے قصور کا اعتراف کرنے میں پیش قدمی کیجیے۔

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کسی معاملے پر سخت کلامی ہو گئی۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کو بہت احساس ہوا اور وہ انتہائی مغموم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا: یارسول اللہ! میرے اور عمر کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا۔ مجھے غصہ آ گیا اور کچھ سخت باتیں ہو گئیں۔ مجھے بعد میں بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے عمرؓ سے معافی چاہی لیکن یارسول اللہ! وہ معاف کرنے کو تیار نہ ہوئے۔ میں پریشان ہو کر آپؐ کی خدمت میں آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ خدا تمھیں معاف فرمائے گا اور تمھیں بخش دے گا۔ اسی دوران حضرت عمرؓ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ دوڑے دوڑے حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ نبی ﷺ کی خدمت میں گئے ہیں تو وہ بھی اسی وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر نبیؐ کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ بہت ڈرے اور نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ گھٹنوں کے بل ہو کر نبیؐ سے عرض کیا، یارسول اللہؐ! عمرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ قصور سارا میرا ہی ہے۔ میں نے ہی زیادتی کی ہے۔ میں نے ہی انھیں سخت سست کہا ہے۔ یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے فرمایا:

''خدا نے مجھے تمھارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا اور جب ابتدا میں تم لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت ابوبکر نے میری تصدیق کی، اور جان و مال سے ہر طرح میرا ساتھ دیا۔ تو کیا اب تم میرے ساتھی کو رنجیدہ کر کے چھوڑ دو گے؟''

صلح صفائی کی کوشش میں کبھی تاخیر نہ کیجیے، جتنی تاخیر ہوتی جاتی ہے اتنی ہی خرابی جڑ پکڑتی جاتی ہے اور دلوں میں دوری پیدا ہوتی جاتی ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نصیحت بڑی ہی ایمان افروز ہے۔

''پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزارتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ بھائی کو مجھ سے

شکایت ہے تو وہیں قربان گاہ کے آگے ہی اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کر تب اپنی نذر گزران۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''لوگوں کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو ہفتہ میں دو روز پیش ہوتے ہیں اور ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس کے، جس کے دل میں اپنے مومن بھائی سے کوئی عداوت ہو، کہا جاتا ہے ان کو چھوڑ دو تا کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔''

کسے معلوم کہ آئندہ لمحہ زندگی کا ہے یا موت کا اور کون جانتا ہے کہ اسے پیر یا جمعرات کا دن زندگی میں دیکھنا نصیب ہوگا یا نہیں تو پھر قلب کی صفائی اور دوستوں کی شکایت دور کرنے میں تاخیر کیوں اور کس امید پر؟ کیا یومِ آخر پر یقین رکھنے والا ہوش منداس کے لیے تیار ہے کہ وہ کھوٹ کپٹ سے بھرا ہوا تاریک اور گھناؤنا دِل لے کر خدا کے حضور پہنچے!

اسی کے ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رکھیے کہ جب آپ کا دوست اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور معافی چاہے تو اس کا عذر قبول کیجیے اور اس کو معاف کر دیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا، جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔''

۱۵- دوستوں کی جانب سے اگر کوئی بات طبیعت اور ذوق کے خلاف بھی ہو جائے تو آپ اپنی زبان پر قابو رکھیے اور جواب میں کبھی سخت کلامی یا بدزبانی نہ کیجیے بلکہ حکمت اور نرمی کے ساتھ بات کو ٹال جایئے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا۔ اے میرے رب! آپ کے نزدیک

آپ کے بندوں میں کون سب سے پیارا ہے خدا نے جواب دیا وہ جو انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردے گا۔" (مشکوٰۃ)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"مومن کی میزان میں قیامت کے روز، جو سب سے زیادہ وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اس کا حسنِ اخلاق ہوگا۔ اور خدا کو وہ شخص بڑا ہی مبغوض ہے، جو زبان سے بے حیائی کی بات نکالتا اور بدزبانی کرتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حسن اخلاق کی تعریف تین باتوں سے فرمائی ہے:

(۱) جب آدمی کسی سے ملے تو ہنستے مسکراتے چہرے سے ملے۔

(۲) خدا کے محتاج اور ضرورت مند بندوں پر خرچ کرے۔

(۳) اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا، جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

(بخاری، مسلم)

۱۶- اپنے دوستوں کی اصلاح و تربیت سے کبھی غفلت نہ کیجیے اور اپنے دوستوں میں وہ بیماری کبھی نہ پیدا ہونے دیجیے، جو اصلاح و تربیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یعنی خود پسندی اور کبر۔ دوستوں کو ہمیشہ آمادہ کرتے رہیے کہ وہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو محسوس کریں۔ اپنی خطاؤں کے اعتراف میں جرأت سے کام لیں اور اس حقیقت کو ہمہ وقت نگاہ میں رکھیں کہ اپنی کوتاہی کو محسوس نہ کرنے اور اپنی برأت پر اصرار کرنے سے نفس کو بدترین غذا ملتی ہے۔

دراصل نمائشی عاجزی دکھانا۔ الفاظ میں اپنے کو حقیر کہنا، رفتار اور انداز میں خشوع کا اظہار کرنا، یہ نہایت آسان ہے لیکن اپنے نفس پر چوٹ سہنا۔ اپنی کوتاہیوں کو ٹھنڈے دماغ سے سننا اور تسلیم کرنا اور اپنے نفس کے خلاف دوستوں کی تنقیدیں برداشت کرنا انتہائی مشکل کام ہے لیکن حقیقی دوست وہی ہیں، جو بیدار ذہن کے ساتھ ایک دوسرے کی زندگی پر نگاہ رکھیں اور اس

پہلو سے ایک دوسرے کی تربیت و اصلاح کرتے ہوئے کبر اور خود پسندی سے بچاتے رہیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔

(۱) ایسی خواہش کہ انسان اس کا تابع اور غلام بن کر رہ جائے۔

(۲) ایسی حرص، جس کو پیشوا مان کر آدمی اس کی پیروی کرنے لگے۔

(۳) اور خود پسندی ـــــ اور یہ بیماری ان تینوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔
(بیہقی، مشکوٰۃ)

تنقید و احتساب ایک ایسا نشتر ہے، جو اخلاقی وجود کے تمام فاسد مادّوں کو باہر نکال پھینکتا ہے اور اخلاقی توانائیوں میں خاطر خواہ اضافہ کر کے فرد اور معاشرے میں نئی زندگی کی روح پھونک دیتا ہے۔ دوستوں کے احتساب اور تنقید پر بپھرنا، ناک بھوں چڑھانا اور خود کو اس سے بے نیاز سمجھنا بھی ہلاکت ہے اور اس خوش گوار فریضے کو ادا کرنے میں کوتاہی برتنا بھی ہلاکت ہے۔ دوستوں کے دامن پر گھناؤنے دھبے نظر آئیں تو بے چینی محسوس کیجیے اور انھیں صاف کرنے کی حکیمانہ تدبیریں کیجیے اور اسی طرح خود بھی فراخ دِلی اور عاجزی کے ساتھ دوستوں کو ہر وقت یہ موقع دیجیے کہ وہ آپ کے داغ دھبّوں کو آپ پر نمایاں کریں۔ اور جب وہ یہ تلخ فریضہ انجام دیں تو اپنے نفس کو پھلانے کے بہ جائے انتہائی عالی ظرفی، خوش دلی اور احسان مندی کے جذبات سے ان کی تنقید کا استقبال کیجیے اور ان کے اخلاص و کرم کا شکریہ ادا کیجیے۔ نبی ﷺ نے مثالی دوستی کی اس کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل سے اس طرح واضح فرمایا ہے:

''تم میں سے ہر ایک ''اپنے بھائی کا آئینہ'' ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی خرابی دیکھے تو اسے دور کر دے۔'' (ترمذی)

اس تمثیل میں پانچ ایسے روشن اشارات ملتے ہیں، جس کو پیشِ نظر رکھ کر آپ اپنی دوستی کو واقعی مثالی دوستی بنا سکتے ہیں۔

(۱) آئینہ آپ کے داغ دھبے اسی وقت ظاہر کرتا ہے جب آپ اپنے داغ دھبے

دیکھنے کے اِرادے سے اس کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ اس کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں تو وہ بھی مکمل خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔

اسی طرح آپ بھی اپنے دوست کے عیوب اسی وقت واضح کریں جب وہ خود کو تنقید کے لیے آپ کے سامنے پیش کرے اور فراخ دِلی سے تنقید و احتساب کا موقع دے۔ اور آپ بھی محسوس کریں کہ اس وقت اس کا ذہن تنقید سننے کے لیے تیار ہے اور دل میں اصلاح قبول کرنے کے لیے جذبات موجزن ہیں اور اگر آپ یہ کیفیت نہ پائیں تو حکمت کے ساتھ اپنی بات کو کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھیں اور خاموشی اختیار کریں۔ اور اس کی غیر موجودگی میں تو اس قدر احتیاط کریں کہ آپ کی زبان پر کوئی ایسا لفظ بھی نہ آئے، جس سے اس کے کسی عیب کی طرف اشارہ ہوتا ہو اس لیے کہ یہ غیبت ہے اور غیبت سے دل جڑتے نہیں بلکہ پھٹتے ہیں۔

(۲) آئینہ چہرے کے انھیں داغ دھبّوں کی صحیح صحیح تصویر پیش کرتا ہے، جو فی الواقع چہرے پر موجود ہوتے ہیں، نہ وہ کم بتاتا ہے اور نہ وہ ان کی تعداد بڑھا کر پیش کرتا ہے۔ پھر وہ چہرے کے صرف انھیں عیوب کو نمایاں کرتا ہے، جو اس کے سامنے آتے ہیں، وہ چھپے ہوئے عیوب کا تجسّس نہیں کرتا اور نہ کرید کرید کر عیوب کی کوئی خیالی تصویر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی اپنے دوست کے عیوب بے کم و کاست بیان کریں۔ نہ تو بے جا مروّت اور خوشامد میں عیوب چھپائیں اور نہ اپنی خطابت اور زورِ بیان سے اس میں اضافہ کریں۔ اور پھر صرف وہی عیوب بیان کریں، جو عام زندگی سے آپ کے سامنے آئیں۔ تجسّس اور ٹوہ میں نہ لگیں۔ پوشیدہ عیبوں کو کریدنا کوئی اخلاقی خدمت نہیں بلکہ ایک تباہ کن اور اخلاق سوز عیب ہے۔

نبی ﷺ ایک بار ممبر پر چڑھے اور نہایت اونچی آواز میں آپؐ نے حاضرین کو تنبیہہ فرمائی۔

''مسلمان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہوتا ہے تو پھر خدا اس کے پوشیدہ عیوب کو طشت از بام کرنے پر تل جاتا ہے اور جس کے عیب افشا کرنے پر خدا تل جائے تو وہ اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھس کر ہی کیوں نہ بیٹھ جائے۔'' (ترمذی)

(۳) آئینہ ہر غرض سے پاک ہو کر بے لاگ انداز میں اپنا فرض ادا کرتا ہے اور جو شخص

بھی اس کے سامنے اپنا چہرہ پیش کرتا ہے وہ بغیر کسی غرض کے اس کا صحیح صحیح نقشہ اس کے سامنے رکھ دیتا ہے نہ وہ کسی سے بغض اور کینہ رکھتا ہے اور نہ کسی سے انتقام لیتا ہے۔ آپ بھی ذاتی اغراض، جذبۂ انتقام، بغض و کینہ اور ہر طرح کی بدنیتی سے پاک ہو کر بے لاگ احتساب کیجیے اور اس لیے کیجیے کہ آپ کا دوست اپنے کو سنوار لے، جس طرح آئینہ کو دیکھ کر آدمی اپنے کو بنا سنوار لیتا ہے۔

(۴) آئینہ میں اپنی صحیح تصویر دیکھ کر نہ تو کوئی جھنجھلاتا ہے اور نہ غصّے سے بے قابو ہو کر آئینہ توڑ دینے کی حماقت کرتا ہے۔ بلکہ فوراً اپنے کو بنانے اور سنوارنے میں لگ جاتا ہے اور دل ہی دل میں آئینے کی قدر و قیمت محسوس کرتے ہوئے زبانِ حال سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور کہتا ہے واقعی آئینے نے میرے بنانے سنوارنے میں میری بڑی مدد کی اور فطری فریضہ انجام دیا اور پھر نہایت احتیاط کے ساتھ دوسرے وقت کے لیے اس کو بہ حفاظت رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح جب آپ کا دوست اپنے الفاظ کے آئینے میں آپ کے سامنے آپ کی صحیح تصویر رکھے تو آپ جھنجھلا کر دوست پر جوابی حملہ نہ کریں۔ بلکہ اس کے شکر گزار ہوں کہ اس نے دوستی کا حق ادا کیا اور نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسی لمحے سے اپنی اصلاح و تربیت کے لیے فکر مند ہو جائیں اور انتہائی فراخ دِلی اور احسان مندی کے ساتھ دوست کی قدر و عظمت محسوس کرتے ہوئے اس سے درخواست کریں کہ آئندہ بھی وہ آپ کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتا ہے۔

(۵) اور آخری اشارہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک ''اپنے بھائی کا آئینہ'' ہے، اور بھائی بھائی کے لیے اخلاص و محبت کا پیکر ہوتا ہے، وفادار اور خیر خواہ ہوتا ہے، ہمدرد اور غم گسار ہوتا ہے۔ بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور خوش دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے اس لیے بھائی اور دوست، جو تنقید کرے گا اس میں انتہائی دِل سوزی اور غم خواری ہوگی۔ محبت اور خلوص ہوگا۔ بے پایاں دردمندی اور خیر خواہی ہوگی اور لفظ لفظ جذبۂ اصلاح کا آئینہ دار ہوگا اور ایسی ہی تنقید سے دلوں کو جوڑنے اور زندگیوں کو بنانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

۱۷- دوستوں سے خلوص و محبت کا اظہار کرنے اور محبت کو اور زیادہ بڑھانے کے لیے ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ بھی کیجیے۔ ہدیوں کے لینے دینے سے دل جڑتے ہیں اور محبتوں میں

اضافہ ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''ایک دوسرے کو ہدایہ بھیجا کرو تو آپس میں محبت پیدا ہوگی اور دلوں کی کدورت جاتی رہے گی۔'' (مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ خود اپنے اصحاب کو کثرت سے ہدیے دیتے تھے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو ہدیے اور تحفے دیتے رہتے تھے۔

ہدیہ دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھیے اور یہ نہ سوچیے کہ آپ جس کو ہدیہ دیں قیمتی ہدیہ دیں جو کچھ بھی میسر ہو دیجیے، ہدیہ کے قیمتی ہونے نہ ہونے کا انحصار آپ کے اخلاص اور جذبات پر ہے اور یہی خلوص و جذبات دِلوں کو جوڑتے ہیں۔ ہدیے کی قیمت نہیں جوڑتی۔ اسی طرح دوست کے ہدیے کو بھی کبھی حقیر نہ سمجھئے اس کے اخلاص و محبت پر نگاہ رکھیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''اگر مجھے تحفے میں کوئی بکری کا ایک پایا بھی پیش کرے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اگر کوئی دعوت میں ایک پایا ہی کھلائے تو میں ضرور اس دعوت میں جاؤں گا۔'' (ترمذی)

ہدیے کے بدلے میں ہدیہ ضرور دیجیے۔ نبی ﷺ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک پسندیدہ تحفہ، خوش بو کا تحفہ تھا۔ آپ بھی اس تحفے کو پسندیدہ سمجھئے اور آج کے حالات میں کتاب بھی بہترین تحفہ ہے۔

اسی سلسلے میں کبھی کبھی ساتھ مل کر کھانے پینے کا بھی اہتمام کیجیے۔ دوستوں کو اپنے یہاں کھانے پر بلائیے۔ دوست احباب دعوت کریں تو نہایت خوشی سے ان کے یہاں جائیے۔ اس سے بھی محبت و خلوص کے جذبات بڑھتے اور مستحکم ہوتے ہیں البتہ اس طرح کے مواقع پر غیر معمولی تکلّفات برتنے اور سامانِ خورد و نوش میں فراوانی دکھانے کے بہ جائے آپ اخلاص و محبت کے جذبات کی مقدار بڑھانے پر زیادہ توجہ دیجیے۔

۱۸- دوستوں کی خبر گیری کیجیے۔ ضرورتوں میں ان کے کام آئیے اور ہر طرح جان و مال سے ان کی مدد کیجیے۔ اصبہانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس

ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے جواب دیا:

''تمام لوگوں میں خدا کے نزدیک زیادہ محبوب وہ آدمی ہے جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو اور اعمال میں خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کردے۔ اس طرح کہ اس کی مصیبت و مشکل دور کرے یا اس کی بھوک مٹادے اور یہ بات کہ میں کسی بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں (نبیؐ کی) اس مسجد میں اعتکاف کروں، اور جس شخص نے اپنا غصہ اس حال میں پی لیا کہ اگر وہ چاہتا تو اپنے غصہ کو پورا کرلیتا۔ تو قیامت کے روز خدا اس کے دل کو اپنی خوش نودی سے بھردے گا اور جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر چلا اور اس کی وہ ضرورت پوری کردی تو خدا اس کے دونوں قدموں کو اس دن ثبات بخشے گا جب قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کرے گا تو خدا قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔'' (بخاری، مسلم)

- اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ''خدا اپنے بندے کی مدد میں اس وقت تک لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' (ترمذی)

- حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ''نبی ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر و ثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے۔'' (طبرانی)

- اور حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس خوشی اور مسرت کی بات لے کر پہنچتا ہے اور اس بات سے اس کو خوش کردیتا ہے تو خدا قیامت کے دن اس بندے کو خوش کردے گا۔ (طبرانی)

۱۹- بہترین راز دار بنیے۔ دوست آپ پر اعتماد کرکے آپ سے دل کی بات کہہ دے تو اس کی حفاظت کیجیے اور کبھی دوست کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگائیے۔ اپنے سینے کو رازوں کا محفوظ دفینہ

بنائیے تا کہ دوست بغیر کسی جھجک کے ہر معاملے میں مشورہ لے سکے اور آپ دوست کو اچھے مشورے دے سکیں اور تعاون کرسکیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حفصہؓ جب بیوہ ہوئیں تو میں عثمانؓ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تم سے کردوں، عثمانؓ نے جواب دیا میں اس معاملے پر غور کروں گا۔ میں نے کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا پھر عثمانؓ مجھ سے ملے اور بولے میرا ابھی شادی کرنے کا خیال نہیں ہے۔ میں پھر ابوبکرؓ کے پاس گیا اور کہا اگر آپ پسند فرمائیں تو حفصہؓ کو اپنی زوجیت میں لے سکتے ہیں۔ وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان کی خاموشی بہت کھلی عثمانؓ سے بھی زیادہ کھلی۔ اس طرح کئی دن گزر گئے پھر نبی ﷺ نے حفصہؓ کا پیغام بھیجا اور میں نے نبی ﷺ سے حفصہؓ کا نکاح کردیا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور فرمایا: تم نے مجھ سے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں نے خاموشی اختیار کی تھی۔ ہوسکتا ہے تمھیں میری خاموشی سے تکلیف ہوئی ہو۔ میں نے کہا ہاں تکلیف تو ہوئی تھی۔ فرمایا: مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا خود ایسا خیال ہے اور یہ آپؐ کا ایک راز تھا، جس کو میں ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر نبیؐ حفصہؓ کا ذکر نہ فرماتے تو میں ضرور قبول کرلیتا۔ (بخاری)

حضرت انسؓ ایک دن لڑکوں میں کھیل رہے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا۔ ضرورت بتا کر مجھے بھیجا۔ مجھے اس کام کے کرنے میں دیر لگی۔ کام سے فارغ ہوکر جب میں گھر گیا تو ماں نے پوچھا اتنی دیر کہاں لگائی!'' میں نے کہا ''نبیؐ نے اپنی ایک ضرورت سے بھیجا تھا۔'' بولیں ''کیا ضرورت تھی؟'' میں نے کہا ''وہ راز کی بات ہے۔'' ماں نے کہا ''دیکھو رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا!'' (مسلم)

۲۰- اجتماعی اخلاق میں ایسی وسعت، ہمہ جہتی، تحمل اور سمائی پیدا کیجیے کہ ہر ذوق و طبیعت اور ہر فکر و رجحان رکھنے والا آپ کی ذات میں غیر معمولی کشش محسوس کرے۔ اور آپ ہر ایک کے مخصوص ذوق و رجحان اور مخصوص افتادِ طبع کی رعایت کرتے ہوئے ایسا حکیمانہ سلوک کیجیے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ ہر ایک کو اپنے مخصوص ذوق کے پیمانے سے ناپنے کی غیر حکیمانہ کوشش نہ کیجیے اور نہ ہر ایک کو اپنی افتادِ طبع پر ڈھالنے کی ناکام اور مہمل کوشش کیجیے۔ ذوق و

طبیعت کا اختلاف ایک فطری حسن ہے۔ فطرت کے حسن کو، مصنوعی حسن کی بیجا توقع میں مسخ نہ کیجیے۔ ہر دوست کو اس کے فطری مقام پر رکھتے ہوئے اس سے دل چسپی لیجیے اور اس کی قدر و عظمت کیجیے اور اپنے ہمہ گیر اخلاق کے ذریعے اس کو اپنی ذات سے وابستہ رکھنے کی کوشش کیجیے۔

نبی ﷺ کی ہمہ جہتی عبقریت ہی کا یہ کمال تھا کہ ہر ذوق اور ہر طبیعت کا انسان آپؐ کی مجلس میں سکون پاتا اور اپنی افتادِ طبع کی حکیمانہ رعایت پاتے ہوئے کوئی ادنیٰ اجنبیت بھی محسوس نہ کرتا۔ آپؐ کی مجلس میں ابوبکرؓ جیسے سراپا حلم و شفقت بھی تھے اور عمر فاروقؓ جیسے برہنہ شمشیر بھی۔ حسّان بن ثابتؓ جیسے جنگ سے لرزنے والے بھی اور علیؓ جیسے فاتحِ خیبر بھی، ابوذر غفاریؓ جیسے فقیر منش، غم پسند بھی اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے صاحبِ دولت و جمال بھی۔ لیکن نبیؐ کے وسعتِ اخلاق، اعلیٰ کردار اور حسنِ فکر و تدبیر کا کمال یہ تھا کہ یہ سب نبیؐ کی ذات سے بھی بے مثال والہانہ عشق رکھتے اور نبیؐ بھی ان کا اس قدر لحاظ رکھتے کہ ہر ایک یہ سمجھتا کہ شاید نبیؐ سب سے زیادہ مجھی کو چاہتے ہیں۔ اور اسی وسعتِ اخلاق، حسنِ فکر و تدبیر اور غیر معمولی ایثار کی بہ دولت آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کا وہ مثالی جتھا تیار کیا، جن میں طبیعتوں کے باہمی اختلاف کے باوجود وہ بے مثال یکجہتی غیر معمولی اتحاد و تعاون اور قابلِ رشک الفت و لگاؤ تھا کہ انسانی تاریخ اپنے ان صفحات کو بجا طور پر اپنی طویل عمر کا حاصل سمجھتی ہے۔

آپ کی دوستیاں درحقیقت اسی وقت کام یاب اور پائیدار ہوسکتی ہیں جب آپ اجتماعی اخلاق میں حکیمانہ لچک اور غیر معمولی صبر و تحمل پیدا کریں اور دوستانہ تعلقات میں رواداری، عفو و درگزر، فیاضانہ برتاؤ، جذباتی ایثار، باہمی مراعات، کسر و انکسار، ایک دوسرے کے جذبات کا پاس و لحاظ اور خیر خواہی کا ضروری حد تک اہتمام کریں۔ نبی ﷺ کے چند واقعات سے اندازہ کیجیے کہ آپؐ کس عالی ظرفی، فراخ دلی، تحمل و بردباری اور رواداری کے ساتھ لوگوں کی فطری ضروریات، جذبات اور کمزوریوں کا لحاظ فرماتے تھے:

● میں نماز کے لیے آتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں، مگر کسی بچے کے رونے کی آواز کان میں آتی ہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیوں کہ مجھ پر یہ بات انتہائی گراں ہے کہ میں نماز کو طول دے کر بچے کی ماں کو زحمت میں مبتلا کروں۔ (بخاری)

● حضرت مالک بن الحویرث فرماتے ہیں کہ ''ہم چند ہم عمر نوجوان دین کا علم حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ کے یہاں پہنچے۔ ہم نے بیس دن آپؐ کے یہاں قیام کیا۔ نبی ﷺ انتہائی رحیم اور نرم معاملہ کرنے والے تھے۔ (جب آپؐ کے یہاں رہتے ہوئے ہمیں بیس دن ہوگئے تو) آپؐ نے محسوس کیا کہ ہم گھر جانے کے شوق میں ہیں۔ تو آپؐ نے ہم سے پوچھا تم اپنے گھروں میں اپنے پیچھے کن کن لوگوں کو چھوڑ آئے ہو۔ ہم نے گھر کے حالات بتائے تو آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ اپنے بیوی بچوں میں واپس جاؤ۔ اور ان کے درمیان رہ کر انھیں بھی وہ سب سکھاؤ، جو تم نے سیکھا ہے اور انھیں بھلے کاموں کی تلقین کرو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو، اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں کا کوئی ایک اذان دے دے اور جو تم لوگوں میں علم و اخلاق کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہو وہ نماز پڑھائے۔ (بخاری، مسلم)

● ''حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ اپنا قصہ سناتے ہیں کہ ''میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کو چھینک آئی۔ نماز پڑھتے ہی میں میری زبان سے ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' نکل گیا۔ تو لوگ مجھے گھورنے لگے میں نے کہا خدا تمھیں سلامت رکھے مجھے کیوں گھور رہے ہو! پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے خاموش رہنے کو کہہ رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب نبیؐ نماز سے فارغ ہوگئے ــــــ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میں نے نبی ﷺ سے زیادہ بہتر تعلیم و تربیت کرنے والا نہ تو پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ آپؐ نے نہ تو مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف اتنا کہا ''یہ نماز ہے۔ نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے خدا کی پاکی بیان کرنے کا، اس کی بڑائی بیان کرنے کا اور قرآن پڑھنے کا۔'' (مسلم)

۲۱- دعا کا خصوصی اہتمام کیجیے۔ خود بھی دوستوں کے لیے دعا کیجیے اور ان سے بھی دعا کی درخواست کیجیے۔ دعا دوستوں کے سامنے بھی کیجیے اور ان کی عدم موجودگی میں بھی، عدم موجودگی میں دوستوں کا خیال کر کے اور ان کا نام لے کر بھی دعا کیجیے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں ''میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی'' آپؐ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ''اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔'' حضرت عمرؓ کہتے ہیں ''مجھے اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی ملتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے تو خدا اس کو قبول فرماتا ہے اور دعا کرنے والے کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے کہ جب وہ شخص اپنے بھائی کے لیے اچھی دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے، تیرے لیے بھی وہی کچھ ہے، جو تو اپنے بھائی کے لیے مانگ رہا ہے۔ (صحیح مسلم)

اپنی مخلصانہ دعاؤں میں خدا سے یہ درخواست کرتے رہیے کہ خدایا ہمارے دلوں کو بغض وعناد اور کدورتوں کے غبار سے دھو دے، اور ہمارے سینوں کو خلوص ومحبت سے جوڑ دے اور ہمارے تعلقات کو باہمی اتحاد والفت کے ذریعے خوش گوار بنا۔

قرآن پاک کی اس دعا کا بھی اہتمام کیجیے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

(الحشر:۱۰)

''اے رب! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما، جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ اور کدورت نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب تو بڑا ہی مہربان اور بہت ہی رحم فرمانے والا ہے۔''

(۲۷)

میزبانی کے آداب

۱۔مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیجیے اور نہایت خوش دلی، وسعتِ قلب اور عزت و اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیجیے۔تنگ دلی، بے رُخی، سرد مہری اور کڑھن کا اظہار ہرگز نہ کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں انھیں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔'' (بخاری،مسلم)

خاطر تواضع کرنے میں وہ ساری ہی باتیں داخل ہیں، جو مہمان کے اعزاز و اکرام، آرام و راحت، سکون و مسرت، اور تسکینِ جذبات کے لیے ہوں، خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، ہنسی خوشی کی باتوں سے دل بہلانا، عزت و اکرام کے ساتھ بیٹھنے لیٹنے کا انتظام کرنا۔ اپنے معزز دوستوں سے تعارف اور ملاقات کرانا۔ اس کی ضروریات کا لحاظ رکھنا۔نہایت خوش دلی اور فراخی کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام کرنا اور خود بنفسِ نفیس خاطر مدارات میں لگے رہنا'' یہ سب ہی باتیں ''اکرامِ ضیف'' میں داخل ہیں۔

● نبی ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپؐ خود بنفسِ نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔

● جب آپؐ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے ''اور کھائیے اور کھائیے۔'' جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپؐ اصرار سے باز آتے۔

۲۔مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اس سے سلام دعا کیجیے اور خیر و عافیت معلوم کیجیے۔ قرآن میں ہے:

هَلْ اَتٰـکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰاھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَo اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ سَلٰمٌ ج (الذاریات: ۲۴، ۲۵)

''کیا آپ کو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے جواب میں سلام کیا۔''

۳- دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجیے اور جو اچھے سے اچھا میسّر ہو مہمان کے سامنے فوراً پیش کیجیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جب آئے تو حضرت ابراہیمؑ فوراً ان کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ گئے اور جو موٹا تازہ بچھڑا انھیں میسّر تھا اسی کا گوشت بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔

قرآن میں ہے:

فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍo فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیْھِمْ

(الذاریات: ۲۶، ۲۷)

''تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھنوا) لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔''

''فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِهٖ'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ چپکے سے گھر میں مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کا انتظام کرنے کے لیے چلے گئے اس لیے کہ مہمانوں کو دکھا کر اور جتا کر ان کے کھانے پینے اور خاطر تواضع کرنے کی دوڑ دھوپ ہوگی تو وہ شرم اور میزبان کی تکلیف کی وجہ سے منع کریں گے اور پسند نہ کریں گے کہ ان کی وجہ سے میزبان کسی غیر معمولی زحمت میں پڑے اور پھر میزبان کے لیے موقع نہ ہوگا کہ وہ خاطر خواہ خاطر داری کر سکے۔

نبی ﷺ نے مہمان کی خاطر داری پر جس انداز سے ابھارا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت ابوشریحؓ فرماتے ہیں:

''میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا جب کہ نبی ﷺ یہ ہدایت دے رہے تھے: ''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، انھیں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔ مہمان کے انعام کا موقع پہلا شب و روز ہے۔'' (بخاری، مسلم)

پہلے شب و روز کی میزبانی کو انعام سے تعبیر کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح انعام دینے والا دل کی انتہائی خوشی اور محبت کے گہرے جذبات کے ساتھ انعام دیتے ہوئے روحانی سرور محسوس کرتا ہے، ٹھیک یہی کیفیت پہلے شب و روز میں میزبان کی ہونی چاہیے اور جس طرح انعام لینے والا مسرت و شادمانی کے جذبات سے سرشار انعام دینے والے کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنا حق سمجھ کر انعام وصول کرتا ہے، ٹھیک اسی کیفیت کا مظاہرہ پہلے شب و روز میں مہمان کو بھی کرنا چاہیے۔ اور بغیر کسی جھجک کے اپنا حق سمجھتے ہوئے خوشی اور قربت کے جذبات کے ساتھ میزبان کی پیش کش قبول کرنی چاہیے۔

۴- مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجیے۔ رفعِ حاجت کے لیے پوچھیے، منہ ہاتھ دھونے کا انتظام کیجیے۔ ضرورت ہو تو غسل کا انتظام بھی کیجیے۔ کھانے پینے کا وقت نہ ہو جب بھی معلوم کر لیجیے اور اس خوش اسلوبی سے کہ مہمان تکلّف میں انکار نہ کرے۔ جس کمرے میں لیٹنے بیٹھنے اور ٹھہرانے کا نظم کرنا ہو وہ مہمان کو بتا دیجیے۔

۵- ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہیے اور اسی طرح رات گئے تک مہمان کو پریشان نہ کیجیے تاکہ مہمان کو آرام کرنے کا موقع ملے اور وہ پریشانی محسوس نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب مہمان آئے تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لیے مہمانوں سے کچھ دیر کے لیے الگ ہو گئے۔

۶- مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجیے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجیے۔ مہمان زحمت نہیں بلکہ رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خدا جس کو آپ کے یہاں بھیجتا ہے اس کا رزق بھی اُتار دیتا ہے، وہ آپ کے دستر خوان پر آپ کی قسمت کا نہیں کھاتا بلکہ اپنی قسمت کا کھاتا ہے اور آپ کے اعزاز و اکرام میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

۷- مہمان کی عزت و آبرو کا بھی لحاظ رکھیے۔ اور اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھئے۔ آپ کے مہمان کی عزت پر کوئی حملہ کرے تو اس کو اپنی غیرت و حمیّت کے خلاف چیلنج سمجھئے۔

قرآن میں ہے کہ جب لوط علیہ السلام کے مہمانوں پر بستی کے لوگ بدنیتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے تو وہ مدافعت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: ”یہ لوگ میرے مہمان ہیں۔ ان کے ساتھ بدسلوکی کر کے مجھے رُسوا نہ کرو، ان کی رسوائی میری رسوائی ہے۔“

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَیۡفِیۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ۙ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ ۝

(الحجر: ٦٨-٦٩)

''لوطؑ نے کہا: ''بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو۔ خدا سے ڈرو اور میری بے عزتی سے باز رہو۔''

۸- تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے کے ساتھ میزبانی کے تقاضے پورے کیجیے۔ تین دن تک کی ضیافت مہمان کا حق ہے اور حق ادا کرنے میں مومن کو انتہائی فراخ دل ہونا چاہیے۔ پہلا دن خصوصی خاطر مدارات کا ہے۔ اس لیے پہلے روز مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیجیے ــــــ بعد کو دو دنوں میں اگر وہ غیر معمولی اہتمام نہ رہ سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعۡدَ ذَالِکَ فَھُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ۔

(بخاری، مسلم)

''اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد میزبان، جو کچھ کرے گا وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

۹- مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھئے اور مہمان کو ملازموں یا بچوں کے حوالے کرنے کے بہ جائے خود اس کی خدمت اور آرام کے لیے کمر بستہ رہیے۔ نبی ﷺ معزز مہمانوں کی مہمان نوازی خود فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ جب امام مالکؒ کے یہاں جا کر بہ طورِ مہمان ٹھہرے تو امام مالکؒ نے نہایت عزت و احترام سے انھیں ایک کمرے میں سلا دیا۔ سحر کے وقت امام شافعیؒ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی ہی شفقت سے آواز دی: ''آپ پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔'' امام شافعیؒ فوراً اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لیے کھڑے ہیں امام شافعیؒ کو کچھ شرم سی محسوس ہوئی۔ امام مالکؒ تاڑ گئے اور نہایت محبت کے ساتھ بولے: ''بھائی! تم کوئی خیال نہ کرو۔ مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہیے۔''

۱۰- مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلاء بتا دیجیے۔ پانی کا لوٹا دے دیجیے، قبلے کا رُخ بتا دیجیے۔ نماز کی جگہ اور مصلّٰے وغیرہ مہیّا کر دیجیے۔ امام شافعیؒ کو امام مالکؒ کے خادم نے ایک کمرے میں ٹھہرانے کے بعد کہا: ''حضرت قبلے کا رُخ یہ ہے۔ پانی کا برتن یہاں رکھا ہے۔ بیت الخلا اس طرف ہے۔''

۱۱- کھانے کے لیے جب ہاتھ دھلائیں تو پہلے خود ہاتھ دھو کر دستر خوان پر پہنچے اور پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائیے۔ امام مالکؒ نے جب یہی عمل کیا تو امام شافعیؒ نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا: کھانے سے پہلے تو میزبان کو پہلے ہاتھ دھونا چاہیے اور دستر خوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلوانے چاہئیں اور سب کے بعد میزبان کو ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ہوسکتا ہے کہ اٹھتے اٹھتے کوئی اور آ پہنچے۔

۱۲- دستر خوان پر خورد و نوش کا سامان اور برتن وغیرہ مہمانوں کی تعداد سے کچھ زیادہ رکھیے ہوسکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آ جائیں اور پھر ان کے لیے انتظام کرنے کو دوڑنا بھاگنا پڑے اور اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہوگا تو آنے والا بھی سُبکی کے بجائے مسرت اور عزت افزائی محسوس کرے گا۔

۱۳- مہمان کے لیے ایثار سے کام لیجیے۔ خود تکلیف اٹھا کر اس کو آرام پہنچائیے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا حضور! میں بھوک سے بے تاب ہوں، آپؐ نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلایا، کھانے کے لیے جو کچھ موجود ہو بھیج دو۔ جواب آیا، اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہاں تو پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا۔ اب آپؐ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کے لیے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابیؓ نے کہا: یا رسول اللہ میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا: ''میرے ساتھ یہ رسول اللہؐ کے مہمان ہیں ان کی خاطر داری کرو۔'' بیوی نے کہا: ''میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔'' صحابی نے کہا: بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تا کہ اس کو یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں۔

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے

گزاری۔ صبح جب یہ صحابیؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپؐ نے دیکھتے ہی فرمایا: تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ، جو حسنِ سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا۔ (بخاری، مسلم)

۱۴- اگر آپ کے مہمان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مروّتی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہو تب بھی آپ اس کے ساتھ نہایت فراخ دلی، وسعتِ ظرف اور فیّاضی کا سلوک کیجیے۔

حضرت ابوالاحوص جشمیؒ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: ''اگر کسی کے پاس میرا گزر ہوا اور وہ میری ضیافت اور مہمانی کا حق ادا نہ کرے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں؟ یا اس (کی بے مروّتی اور بے رُخی) کا بدلہ اسے چکھاؤں؟ نبیؐ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ تم بہ ہر حال اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔'' (مشکوٰۃ)

۱۵- مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دعا کے لیے درخواست کیجیے بالخصوص اگر مہمان نیک، دین دار اور صاحبِ فضل ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے والد کے یہاں مہمان ٹھہرے۔ ہم نے آپؐ کے سامنے ہریسہ پیش کیا۔ آپؐ نے تھوڑا سا تناول فرمایا پھر ہم نے کھجوریں پیش کیں۔ آپؐ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ پکڑ کر پھینکتے جاتے تھے۔ پھر پینے کے لیے کچھ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے نوش فرمایا۔ اور اپنے دائیں طرف بیٹھنے والے کے آگے بڑھا دیا۔ جب آپؐ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپؐ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور درخواست کی کہ حضورؐ ہمارے لیے دعا فرمائیں ــــــ اور نبی ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔

(ترمذی)

''خدایا! تو نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں برکت فرما۔ ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر۔''

(۲۸)

مہمانی کے آداب

۱- کسی کے یہاں مہمان جائیں تو حسبِ حیثیت میزبان، یا میزبان کے بچوں کے لیے کچھ تحفے تحائف لیتے جایئے اور تحفے میں میزبان کے ذوق اور پسند کا لحاظ کیجیے۔ تحفوں اور ہدیوں کے تبادلے سے محبت اور تعلق کے جذبات بڑھتے ہیں اور تحفہ دینے والے کے لیے دل میں گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

۲- جس کے یہاں بھی مہمان بن کر جائیں کوشش کریں کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں اِلّا یہ کہ خصوصی حالات ہوں اور میزبان ہی شدید اصرار کرے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کر دے۔'' (الادب المفرد)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کر دے۔ لوگوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! گنہگار کیسے کرے گا۔'' فرمایا: ''اس طرح کہ وہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان کے پاس ضیافت کے لیے کچھ نہ رہے۔''

۳- ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنیے۔ دوسروں کو بھی اپنے یہاں آنے کی دعوت دیجیے اور دل کھول کر خاطر تواضع کیجیے۔

۴- مہمانی میں جائیں تو موسم کے لحاظ سے ضروری سامان اور بستر وغیرہ لے کر جایئے۔ جاڑے میں خاص طور پر بغیر بستر کے ہرگز نہ جایئے ورنہ میزبان کو ناقابلِ برداشت تکلیف ہوگی اور یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مہمان میزبان کے لیے وبالِ جان بن جائے۔

۵- میزبان کی مصروفیات اور ذمے داریوں کا بھی لحاظ رکھیے اور اس کا اہتمام کیجیے کہ آپ کی وجہ سے میزبان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں اور ذمے داریوں میں خلل نہ پڑے۔

۶- میزبان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کیجیے۔ وہ آپ کی خاطر مدارات اور دل جوئی کے لیے از خود، جو اہتمام کرے اسی پر میزبان کا شکریہ ادا کیجیے اور اس کو کسی بیجا مشقت میں نہ ڈالیے۔

۷- اگر آپ میزبان کی خواتین کے لیے غیر محرم ہیں تو میزبان کی غیر موجودگی میں بلاوجہ ان سے گفتگو نہ کیجیے نہ ان کی آپس کی گفتگو پر کان لگائیے اور اس انداز سے رہیے کہ آپ کی گفتگو اور طرزِ عمل سے انھیں کوئی پریشانی بھی نہ ہو اور کسی وقت بے پردگی بھی نہ ہونے پائے۔

۸- اور اگر کسی وجہ سے آپ میزبان کے ساتھ نہ کھانا چاہیں یا روزے سے ہوں تو نہایت اچھے انداز میں معذرت کریں اور میزبان کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگیں۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے آنے والے معزز مہمانوں کے سامنے پرتکلف کھانا رکھا اور وہ ہاتھ کھینچتے ہی رہے تو حضرت نے درخواست کی: ''آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں؟'' جواب میں فرشتوں نے حضرت کو تسلّی دیتے ہوئے کہا: ''آپ ناگوار نہ محسوس فرمائیں، دراصل ہم کھا نہیں سکتے ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوش خبری دینے آئے ہیں۔''

۹- جب کسی کے یہاں دعوت میں جائیں تو کھانے پینے کے بعد میزبان کے لیے کشادہ روزی، خیر و برکت اور مغفرت و رحمت کی دعا کیجیے۔ حضرت ابوالہیثم بن تیہانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی دعوت کی، جب آپ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو صلہ دو!'' صحابہؓ نے پوچھا: ''صلہ کیا دیں؟ یا رسول اللہؐ!'' فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے'' یہ اس کا صلہ ہے۔'' (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے روٹی اور زیتون پیش کیا۔ آپؐ نے تناول فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ (ابوداؤد)

''تمھارے یہاں روزے دار روزہ افطار کریں نیک لوگ تمھارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمھارے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔''

---

(۲۹)

مجلس کے آداب

۱-ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی کوشش کیجیے۔

۲-مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو، اس میں حصہ لیجیے۔ مجلس کی گفتگو میں شریک نہ ہونا اور ماتھے پر شکنیں ڈالے بیٹھے رہنا غرور کی علامت ہے۔ مجلس میں صحابۂ کرامؓ جس گفتگو میں مصروف ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس گفتگو میں شریک رہتے۔ مجلس میں غمگین اور مضمحل ہو کر نہ بیٹھیے۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ ہشّاش بشّاش ہو کر بیٹھیے۔

۳-کوشش کیجیے کہ آپ کی کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے اور جب آپ محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو گفتگو کا رخ کسی دنیوی مسئلہ کی طرف پھیر دیں اور پھر جب مناسب موقع پائیں تو گفتگو کا رُخ حکمت کے ساتھ دینی موضوع کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں۔

۴-مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جایئے۔ مجمع کو چیرتے اور کودتے پھلانگتے آگے جانے کی کوشش نہ کیجیے۔ ایسا کرنے سے پہلے آنے والوں اور بیٹھنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور ایسا کرنے والوں میں بھی اپنی بڑائی کا احساس اور غرور پیدا ہوتا ہے۔

۵-مجلس میں سے کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اُٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کیجیے، یہ انتہائی بری عادت ہے۔ اس سے دوسروں کے دل میں نفرت اور کدورت بھی پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو بڑا سمجھنے اور اہمیت جتانے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

۶-اگر مجلس میں لوگ گھیرا ڈالے بیٹھے ہوں تو ان کے بیچ میں نہ بیٹھیے یہ سخت قسم کی بدتمیزی اور مسخرہ پن ہے۔ نبیؐ نے ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

۷-مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اگر کوئی کسی ضرورت سے اُٹھ کر چلا جائے تو

اس کی جگہ پر قبضہ نہ کیجیے۔ اس کی جگہ محفوظ رکھیے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص اب واپس نہ آئے گا تو پھر بے تکلف اس جگہ بیٹھ سکتے ہیں۔

۸- اگر مجلس میں دو۲ آدمی ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر ان کو الگ الگ نہ کیجیے۔ کیوں کہ آپس کی بے تکلفی یا محبت یا کسی اور مصلحت سے قریب بیٹھے ہوں گے اور ان کو الگ الگ کرنے سے ان کے دل کو تکلیف ہوگی۔

۹- مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کیجیے۔ کسی کے یہاں جائیں تو وہاں بھی اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کیجیے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں اور مجلس میں ہمیشہ ادب سے بیٹھیے، پاؤں پھیلا کر یا پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھیے۔

۱۰- یہ کوشش نہ کیجیے کہ آپ بہ ہر حال صدر کے قریب ہی بیٹھیں بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جایئے اور اس طرح بیٹھیے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ ملنے اور بیٹھنے میں کوئی زحمت نہ ہو، اور جب لوگ زیادہ آجائیں تو سمٹ کر بیٹھ جایئے اور آنے والوں کو کشادہ دلی سے جگہ دے دیجیے۔

۱۱- مجلس میں کسی کے سامنے یا اِردگرد کھڑا نہ رہنا چاہیے۔ تعظیم کا یہ طریقہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔

۱۲- مجلس میں دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں۔ اس سے دوسروں کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شریک کرنے کے قابل نہ سمجھا اور یہ بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ شاید ہمارے بارے ہی میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

۱۳- مجلس میں جو کچھ کہنا ہو صدرِ مجلس سے اجازت لے کر کہیے اور گفتگو یا سوال و جواب میں ایسا انداز اختیار نہ کیجیے کہ آپ ہی صدرِ مجلس معلوم ہونے لگیں، یہ خود نمائی بھی ہے اور صدرِ مجلس کے ساتھ زیادتی بھی۔

۱۴- ایک وقت میں ایک ہی شخص کو بولنا چاہیے اور ہر شخص کی بات غور سے سننا چاہیے۔ اپنی بات کہنے کے لیے ایسی بے تابی نہیں ہونی چاہیے کہ سب بیک وقت بولنے لگیں اور مجلس میں ہڑبونگ ہونے لگے۔

۱۵- مجلس میں جو باتیں راز کی ہوں ان کو جگہ جگہ بیان نہ کرنا چاہیے۔ مجلس کا یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

۱۶-مجلس میں جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو، جب تک اس کے بارے میں کچھ طے نہ ہو جائے دوسرا موضوع نہ چھیڑیے اور نہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کیجیے، اگر کبھی کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے کہ آپ کے لیے فوراً بولنا ضروری ہو تو بولنے والے سے پہلے اجازت لے لیجیے۔

۱۷-صدرِ مجلس کو مسائل پر گفتگو کرتے وقت سارے ہی حاضرین کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔ اور دائیں بائیں ہر طرف رُخ پھیر پھیر کر بات کرنی چاہیے اور آزادی کے ساتھ ہر ایک کو اظہارِ خیال کا موقع دینا چاہیے۔

۱۸-مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیے اور پھر مجلس برخاست کیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ مَعْصِیَتِکَ وَ مِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ، وَ مِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْیَا۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَ اَبْصَارِنَا وَ قُوَّتِنَا مَآ اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَآ اَکْبَرَ ھَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا۔ (ترمذی)

”خدایا! تو ہمیں اپنا خوف اور اپنی خشیت نصیب کر، جو ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ بن جائے اور وہ فرماں برداری دے، جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے۔ اور ہمیں وہ پختہ یقین عطا فرما، جس سے ہمارے لیے دنیا کے نقصانات ہیچ ہو جائیں۔ خدایا! تو جب تک ہمیں زندہ رکھے، ہمیں ہمارے سننے، دیکھنے کی قوتوں اور جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے اور اس خیر کو ہمارے بعد بھی برقرار رکھ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے۔ اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ عطا فرما اور ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔ اور دنیا کو ہمارا مقصودِ اعظم نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم و بصیرت کی انتہا ٹھہرا اور نہ ہم پر اس شخص کو قابو دے، جو ہم پر رحم نہ کرے۔“

(۳۰)

سلام کے آداب

۱- جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرّت کا اظہار کرنے کے لیے ''السّلام علیکم'' کہیے۔

قرآنِ پاک میں ہے:

وَ اِذَا جَآءَ کَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ

(الانعام: ۵۴)

''اے نبی! جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں، جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیے ''السّلام علیکم۔''

اس آیت میں نبیؐ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ امت کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب بھی مسلمان سے ملے تو دونوں ہی جذباتِ محبت و مسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے سلامتی اور عافیت کی دعا کریں۔ ایک السّلام علیکم کہے تو دوسرا جواب میں وعلیکم السّلام کہے۔ سلام باہمی الفت و محبت کو بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم لوگ جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمھیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں، جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' (مشکوٰۃ)

۲- ہمیشہ اسلامی طریقے پر سلام کیجیے۔ کسی سے ہم کلام ہوں یا مکاتبت کریں ہمیشہ

کتاب وسنت کے بتائے ہوئے یہ الفاظ ہی استعمال کیجیے۔ اس اسلامی طریقے کو چھوڑ کر سوسائٹی کے رائج کیے ہوئے الفاظ و انداز اختیار نہ کیجیے۔ اسلام کا بتایا ہوا یہ اندازِ خطاب نہایت سادہ، بامعنی اور پر اثر بھی ہے اور سلامتی و عافیت کی جامع ترین دعا بھی۔ آپ جب اپنے کسی بھائی سے ملتے ہوئے السّلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تم کو ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ خدا تمھارے جان و مال کو سلامت رکھے۔ گھر بار کو سلامت رکھے، اہل و عیال اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ دین و ایمان کو سلامت رکھے۔ دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی، خدا تمھیں ان سلامتیوں سے بھی نوازے، جو میرے علم میں ہیں اور ان سلامتیوں سے بھی نوازے، جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میرے دل میں تمھارے لیے نصح و خیر خواہی، محبت و خلوص اور سلامتی و عافیت کے انتہائی گہرے جذبات ہیں۔ اس لیے تم میری طرف سے کبھی کوئی اندیشہ محسوس نہ کرنا۔ میرے طرزِ عمل سے تمھیں کوئی دکھ نہ پہنچے گا۔ سلام کے لفظ پر الف لام داخل کرکے اور السّلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کے لیے سلامتی اور عافیت کی ساری دعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجیے کہ اگر یہ الفاظ شعور کے ساتھ سوچ سمجھ کر آپ اپنی زبان سے نکالیں تو مخاطب کی ملاقات پر قلبی مسرّت کا اظہار کرنے اور خلوص و محبت، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات کو ظاہر کرنے کے لیے اس سے بہتر الفاظ کیا ہو سکتے ہیں۔ السّلام علیکم کے الفاظ سے بھائی کا استقبال کرکے آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو وہ ہستی سلامتی سے نوازے، جو عافیت کا سرچشمہ اور سراپا سلام ہے۔ جس کا نام ہی السّلام ہے اور وہی سلامتی اور عافیت پا سکتا ہے، جس کو وہ سلامت رکھے اور جس کو وہ سلامتی سے محروم کردے۔ وہ دونوں جہاں میں سلامتی سے محروم ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

”السّلام“ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کو خدا نے زمین میں (زمین والوں کے لیے) رکھ دیا ہے۔ پس ”السّلام“ کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔“ (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”خدا نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جاؤ اور ان بیٹھے ہوئے

فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں، جو دعا دیں اس کو غور سے سننا (اور محفوظ رکھنا) اس لیے کہ یہی تمھاری اور تمھاری اولاد کی دعا ہوگی۔ چناں چہ حضرت آدم علیہ السَّلام فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا ''السَّلام علیکم'' فرشتوں نے جواب میں کہا ''السلام علیک و رحمة اللّٰہ''یعنی و رحمة اللّٰہ کا اضافہ کر کے جواب دیا۔ (بخاری، مسلم)

قرآنِ حکیم میں ہے کہ فرشتے جب مومنوں کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو آکر سلام علیک کرتے ہیں:

كَذَالِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَo الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلآئِكَةُ طَيِّبِيْنَ لا يَقُوْلُوْنَ سَلامٌ عَلَيْكُمُ لا ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَo

(النحل: ۳۱، ۳۲)

''ایسی ہی جزا دیتا ہے خدا متقی لوگوں کو، ان متقی لوگوں کو، جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''سَلامٌ علیکم'' جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال (صالحہ) کے صلہ میں۔''

جنت کے دروازوں پر جب یہ متقی لوگ پہنچیں گے تو جنت کے ذمہ دار بھی انھی الفاظ کے ساتھ ان کا شان دار خیر مقدم کریں گے:

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ط حَتّٰى اِذَا جَآؤُهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَo

(الزمر: ۷۳)

''اور جو لوگ پاکیزگی اور فرماں برداری کی زندگی گزارتے رہے۔ ان کے جتھے جنت کی طرف روانہ کر دیے جائیں گے اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے پہلے ہی سے (ان کے استقبال میں) کھلے ہوئے ہوں گے۔ تو جنت کے ذمہ داران سے کہیں گے ''سَلامٌ عَلَيْكُمْ بہت ہی اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ کے لیے۔''

اور جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے جنت کے ہر ہر دروازے سے

داخل ہو کر ان کو السّلام علیکم کہیں گے:

وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ٥ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

"اور فرشتے ہر ہر دروازے سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔ "سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ" یہ صلہ ہے تمھارے صبر و ثبات کی روش کا پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔"

اور اہلِ جنت آپس میں خود بھی ایک دوسرے کا استقبال انھی کلمات کے ساتھ کریں گے۔

دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ج

(یونس: ۱۰)

"وہاں ان کی زبان پر یہ صدا ہوگی کہ اے خدا تو پاک و برتر ہے۔ اور ان کی باہمی دعا یہ ہوگی کہ "سلام" (ہو تم پر)۔"

اور خدا کی طرف سے بھی ان کے لیے سلام و رحمت کی صدائیں ہوں گی۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِهُوْنَ ٥ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوْنَ ٥ لَهُمْ فِیْهَا فَاکِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ٥ سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ٥ (یٰسٓ: ۵۵-۵۸)

"جنت والے اس دن عیش و نشاط کے مشغلوں میں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیگمات گھنے سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے (شاد کام بیٹھے) ہوں گے۔ ان کے لیے جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے ہوں گے اور وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے۔ ربِ رحیم کی جانب سے ان کے لیے سلام کی صدا ہے۔"

غرض جنت میں مومنوں کے لیے چار سو، سلام ہی سلام کی صدا ہوگی۔

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا ٥ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ٥

(واقعہ: ۲۵، ۲۶)

''نہ وہ وہاں بے ہودہ بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی باتیں بس (ہر سو) سلام ہی کی صدا ہوگی۔''

کتاب وسنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کے ہوتے ہوئے مومن کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ خدا اور رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اظہارِ محبت ومسرت کے لیے دوسرے طریقے اختیار کرے۔

۳- ہر مسلمان کو سلام کیجیے چاہے اس سے پہلے سے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لیے اتنی بات بالکل کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے اور مسلمان کے لیے مسلمان کے دل میں محبت وخلوص اور خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات ہونا ہی چاہئیں۔ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''غریبوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تمھاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

۴- جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجیے۔ قرآن میں ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ط (النور:٦١)

''پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو، دعائے خیر خدا کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ۔''

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمھارے لیے اور تمھارے گھر والوں کے لیے خیر وبرکت کی بات ہے۔ (ترمذی)

اسی طرح جب آپ کسی دوسرے کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیجیے، سلام کیے بغیر گھر کے اندر نہ جایئے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ط (النور:۲۷)

''اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک
کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔''

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس جب فرشتے معزز مہمانوں کی حیثیت سے پہنچے تو انھوں نے آکر سلام کیا اور ابراہیمؑ نے جواب میں ان کو سلام کیا۔

۵- چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجیے۔ یہ بچوں کو سلام سکھانے کا بہترین طریقہ بھی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی۔ حضرت انسؓ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ خط میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔ (الادب المفرد)

۶- خواتین، مردوں کو سلام کر سکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کر سکتے ہیں۔ حضرت اسماء انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو آپؐ نے ہم لوگوں کو سلام کیا۔ (الادب المفرد)

اور حضرت اُمِ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے میں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا اُمِ ہانی ہوں۔ فرمایا۔ خوب! خوش آمدید۔

۷- زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالیے اور سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔ آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کیا کیجیے، سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ اور خدا ہر دُکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میں تمھیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں، جس کو اختیار کرنے سے تمھارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی، آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔'' (مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ''سلام کو خوب پھیلاؤ خدا تم کو سلامت رکھے گا۔''

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بہت زیادہ سلام کیا کرتے تھے۔ سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپؐ کے ساتھی کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور پھر

سامنے آتے تو پھر سلام کرتے اور آپؐ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔ اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور وہ پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔''

(ریاض الصالحین)

حضرت طفیلؓ کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے ہم راہ بازار جایا کرتا۔ پس جب ہم دونوں بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ جس کے پاس سے بھی گزرتے اس کو سلام کرتے چاہے وہ کوئی کباڑیہ ہوتا، چاہے کوئی دکاندار ہوتا، چاہے کوئی غریب اور مسکین ہوتا، غرض کوئی بھی ہوتا آپ اس کو سلام ضرور کرتے۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا حضرت بازار جا کے کیا کیجیے گا۔ آپ نہ تو کسی سودے کی خریداری کے لیے کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی مال کے بارے میں معلومات کرتے ہیں۔ نہ مول بھاؤ کرتے ہیں۔ نہ بازار کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں۔ آیئے یہیں بیٹھ کر کچھ بات چیت کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابوبطن! (توندوالے) ہم تو صرف سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں، جو ملے ہم اسے سلام کریں۔''

(موطا امام مالکؒ)

۸- سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کیجیے اور اس حق کو ادا کرنے میں فراخ دِلی کا ثبوت دیجیے۔ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔'' (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے، جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

(الادب المفرد)

۹- سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجیے۔ اور اگر کبھی خدانخواستہ کسی سے ان بن ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح صفائی کرنے میں پہل کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے، جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

اور آپؐ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کیے رہے کہ جب دونوں ملیں تو ایک اِدھر کترا جائے اور دوسرا اُدھر، ان میں افضل وہ ہے، جو سلام میں پہل کرے۔'' (الادب المفرد)

● نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو ان دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: ''جو ان دونوں میں خدا کے نزدیک زیادہ بہتر ہو۔'' (ترمذی)

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ سلام میں پہل کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ کوئی شخص ان سے سلام کرنے میں پہل نہیں کر پاتا تھا۔

۱۰- ہمیشہ زبان سے السَّلام علیکم کہہ کر سلام کیجیے اور ذرا اونچی آواز سے سلام کیجیے تاکہ وہ شخص سن سکے، جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔ البتہ اگر کہیں زبان سے السَّلام علیکم کہنے کے ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور خیال ہے کہ آپ کی آواز اس تک نہ پہنچ سکے گی یا کوئی بہرہ ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا تو ایسی حالت میں اشارہ بھی کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اس کو سناؤ اس لیے کہ سلام خدا کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی دعا ہے۔ (الادب المفرد)

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ مسجد کے پاس سے گزرے وہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپؐ نے ان کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ نبیؐ نے زبان سے السَّلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ کے اشارے سے بھی سلام کیا۔ اسی بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے، جو ابوداؤد میں ہے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ نبیؐ ہمارے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ اس لیے صحیح بات یہ ہے کہ سلام زبان سے ہی کیجیے البتہ کہیں ضرورت ہو تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے بھی کام لیجیے۔

۱۱- اپنے بڑوں کو سلام کرنے کا اہتمام کیجیے، جب آپ پیدل چل رہے ہوں اور کچھ

لوگ بیٹھے ہوں تو بیٹھنے والوں کو سلام کیجیے اور جب آپ کسی چھوٹی ٹولی کے ساتھ ہوں اور کچھ زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنے میں پہل کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''چھوٹا شخص بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔'' (الادب المفرد)

۱۲- اگر آپ سواری پر چل رہے ہوں تو پیدل چلنے والوں اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''سواری پر چلنے والے، پیدل چلنے والوں کو اور پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔'' (الادب المفرد)

۱۳- کسی کے یہاں ملنے جائیں، یا کسی کی بیٹھک یا نشست گاہ میں پہنچیں، یا کسی مجمع کے پاس سے گزریں یا کسی مجلس میں پہنچیں تو پہنچتے وقت بھی سلام کیجیے اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگیں تب بھی سلام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ مستحقِ اجر نہیں ہے (کہ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو کوئی اہمیت نہ دیں۔'' (ترمذی)

۱۴- مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجیے، مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر سلام نہ کیجیے۔ ایک دن حضرت عبداللہ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے آپ کا نام لے کر سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے سچ فرمایا اور رسولؐ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور پھر آپ گھر میں تشریف لے گئے لوگ انتظار میں بیٹھے رہے کہ آپ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ خیر جب آپ آئے تو حضرت طارقؓ نے پوچھا: (حضرت ہم لوگ آپ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکے) تو فرمایا۔ نبیؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے۔'' (الادب المفرد)

۱۵- اگر اپنے کسی بزرگ یا عزیز اور دوست کو کسی دوسرے کے ذریعے سلام کہلوانے کا

موقع ہو یا کسی کے خط میں سلام لکھوانے کا موقع ہو تو اس موقعے سے ضرور فائدہ اٹھایئے اور سلام کہلوایئے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عائشہؓ! جبریل علیہ السّلام تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا و علیکم السّلام و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ۔ (بخاری، مسلم)

۱۶- اگر آپ کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں کچھ لوگ سو رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کیجیے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والوں کی نیند میں خلل نہ پڑے:

حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ دودھ رکھ لیا کرتے تھے جب آپؐ کچھ رات گئے تشریف لاتے تو آپؐ اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جاگے نہیں اور جاگنے والا سن لے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسبِ معمول سلام کیا۔ (مسلم)

۱۷- سلام کا جواب نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے دیجیے، یہ مسلمان بھائی کا حق ہے، اس حق کو ادا کرنے میں کبھی بخل نہ دکھایئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں:

- سلام کا جواب دینا۔
- مریض کی عیادت کرنا۔
- جنازے کے ساتھ جانا۔
- دعوت قبول کرنا۔
- چھینک کا جواب دینا۔ (متفق علیہ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔'' لوگوں نے کہا ''یا رسول اللہؐ! ہمارے لیے تو راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہے۔'' تو نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ ''اگر تمھارے لیے راستوں میں بیٹھنا ایسا ہی ضروری ہے تو بیٹھو لیکن راستے کا حق ضرور ادا کرو۔'' لوگوں نے کہا ''راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہؐ؟'' فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا، دکھ نہ دینا، سلام کا جواب دینا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے روکنا ـــــــ'' (متفق علیہ)

۱۸-سلام کے جواب میں و علیکم السّلام کہنے پر ہی اکتفا نہ کیجیے بلکہ ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کے الفاظ کا اضافہ کیجیے۔

قرآنِ پاک میں ہے:

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ

(النساء:۸۶)

''اور جب کوئی تمھیں دعا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو۔''

مطلب یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بخل نہ کرو۔ سلام کے الفاظ میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ دہرا دو بہ ہر حال جواب ضرور دو۔ حضرت عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اور اس نے آکر ''السّلام علیکم'' کہا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس ۱۰ (یعنی دس نیکیاں ملیں، پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا آپؐ نے سلام کا جواب دے دیا اور فرمایا بیس۲۰ (یعنی بیس نیکیاں ملیں) اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے آکر کہا ''السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔'' آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں)۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں ''ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے سواری پر تھا۔ ہم جن جن لوگوں کے پاس سے گزرتے۔ ابوبکرؓ انھیں السّلام علیکم کہتے اور وہ جواب دیتے و علیکم السّلام و رحمۃ اللہ! اور ابوبکرؓ کہتے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ تو لوگ جواب دیتے و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اس پر ابوبکرؓ نے فرمایا۔ آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت بڑھ گئے۔'' (الادب المفرد)

۱۹-جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السّلام علیکم کہیے، یکبارگی گفتگو شروع کر دینے سے پرہیز کیجیے، جو بات چیت بھی کرنی ہو سلام کے بعد کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرنے لگے اس کا جواب نہ دو۔"

۲۰- ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجیے۔

(۱) جب لوگ قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔

(۲) جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

(۳) جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

(۴) جب کسی مجلس میں کسی دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو کوئی دینی احکام سمجھا رہا ہو۔

(۵) جب استاد پڑھانے میں مصروف ہو۔

(۶) جب کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔

اور ذیل کے حالات میں نہ صرف سلام کرنے سے پرہیز کیجیے بلکہ اپنی بے تعلقی اور رُوحانی اذیّت کا اظہار بھی حکمت کے ساتھ کیجیے۔

(۱) جب کوئی فسق وفجور اور خلافِ شرع لہو ولعب اور عیش وطرب میں مبتلا ہو کر دین کی توہین کر رہا ہو۔

(۲) جب کوئی گالی گلوج، بے ہودہ بکواس، جھوٹی سچی غیر سنجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بدنام کر رہا ہو۔

(۳) جب کوئی خلافِ دین وشریعت افکار ونظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور بدعت وبے دینی اختیار کرنے پر ابھار رہا ہو۔

(۴) جب کوئی دینی عقائد وشعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو اور شریعت کے اصول واحکام کا مذاق اُڑا کر اپنی اندرونی خباثت اور منافقت کا ثبوت دے رہا ہو۔

۲۱- یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجیے۔ قرآن شاہد ہے کہ یہود اپنی بد دینی،

حق دشمنی، ظلم و درندگی، دجل وفریب اور خباثتِ نفس میں بدترین قوم ہے۔ خدا نے اس پر بے پایاں انعامات کی بارش کی لیکن اس نے ہمیشہ ناشکری اور بدکرداری کا ثبوت دیا۔ یہی وہ قوم ہے، جس نے خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں تک کو قتل کر ڈالا۔ اس لیے مومن کو اس روش سے پرہیز کرنا چاہیے، جس میں یہود کے اکرام واحترام کا شائبہ بھی ہو۔ بلکہ ایسی روش رکھنی چاہیے، جس سے بار باران کو محسوس ہو کہ حق کی بدترین مخالفت کا انجام ہمیشہ کی ذلّت ومسکنت ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو۔ اور جب تم راہ میں ان سے ملو تو ان کو ایک طرف سمٹ جانے پر مجبور کردو۔'' (الادب المفرد)

یعنی اس طرح وقار اور دبدبے کے ساتھ گزرو کہ یہ راستے میں خود ایک طرف کو سمٹ کر تمھارے لیے راستہ کشادہ چھوڑ دیں۔

۲۲- جب کسی مجلس میں مسلمان اور مشرکین دونوں جمع ہوں تو وہاں سلام کیجیے۔ نبی اکرم ﷺ ایک بار ایسی مجلس میں پاس سے گزرے، جس میں، مسلم اور مشرک سب ہی شریک تھے تو آپؐ نے ان سب کو سلام کیا۔ (الادب المفرد)

۲۳- اگر کسی غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السّلام علیکم نہ کہیے۔ بلکہ آداب عرض، تسلیمات وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیجیے اور ہاتھ یا سر سے بھی کوئی ایسا اشارہ نہ کیجیے، جو اسلامی عقیدے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہو۔

ہرقل کے نام نبی ﷺ نے جو مکتوب بھیجا تھا۔ اس میں سلام کے الفاظ یہ تھے:

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے)

۲۴- سلام کے بعد محبت ومسرّت یا عقیدت کے اظہار کے لیے مصافحہ بھی کیجیے۔ نبی ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔ آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت اور اہمیت پر مختلف انداز سے روشنی ڈالی۔

حضرت قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا، ”کیا صحابہؓ میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟“ حضرت انسؓ نے جواب دیا ”جی ہاں تھا!“ (بخاری)

حضرت سلمہ بن وردانؒ کہتے ہیں کہ ”میں نے حضرت مالک بن انسؓ کو دیکھا کہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟“ میں نے کہا ”بنی لیث کا غلام ہوں۔“ آپ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا ”خدا تمھیں خیر و برکت سے نوازے۔“

ایک بار جب یمن کے کچھ لوگ آئے تو نبی ﷺ نے صحابہؓ سے کہا ”تمھارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور آنے والوں میں یہ مصافحے کے زیادہ حق دار ہیں۔“ (ابوداؤد)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”جب دو مومن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے۔“ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بھی ملائے جائیں۔“

۲۵- کوئی دوست، عزیز یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجیے۔ حضرت زید بن حارثہؓ جب مدینے آئے تو نبی ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے، ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ جب صحابۂ کرامؓ آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے۔ (طبرانی)

(۳۱)

عیادت کے آداب

۱- مریض کی عیادت ضرور کیجیے۔ عیادت کی حیثیت محض یہی نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کی ایک ضرورت ہے یا باہمی تعاون اور غم خواری کے جذبے کو ابھارنے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا دینی حق ہے اور خدا سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے، خدا سے تعلق رکھنے والا، خدا کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہو سکتا۔ مریض کی غم خواری، دردمندی اور تعاون سے غفلت برتنا دراصل خدا سے غفلت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قیامت کے روز خدا فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا پروردگار! آپ ساری کائنات کے رب، بھلا میں آپؐ کی عیادت کیسے کرتا! خدا کہے گا۔ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے وہاں پاتا (یعنی تو میری خوش نودی اور رحمت کا مستحق قرار پاتا)۔'' (مسلم)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، پوچھا گیا یا رسول اللہؐ! وہ کیا کیا ہیں؟ فرمایا:

- جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اس کو سلام کرو۔
- جب وہ تمھیں دعوت کے لیے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو۔
- جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک مشورہ دو۔
- جب اس کو چھینک آئے اور وہ ''الحمد للہ'' کہے تو اس کے جواب میں کہو ''یرحمک اللہ۔''

● جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو۔

● اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ (مسلم)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ جنت کے بالاخانے میں ہوگا۔''

(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اس سے ملاقات کے لیے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے تم اچھے رہے، تمھارا چلنا اچھا رہا، تم نے اپنے لیے جنت میں ٹھکانا بنالیا۔'' (ترمذی)

۲- مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر یا بدن پر ہاتھ پھیریے اور تسلّی و تشفی کے کلمات کہیے۔ تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہو، اور بے صبری اور شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر نہ آئے۔

حضرت عائشہ بنت سعدؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے اپنا قصّہ سنایا کہ ''میں ایک بار مکّے میں سخت بیمار پڑا۔ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ تو میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے مال میں سے دو۲ تہائی کی وصیت کر جاؤں اور ایک تہائی بچی کے لیے چھوڑ دوں؟'' فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا'' آدھے مال کی وصیت کر جاؤں اور آدھا لڑکی کے لیے چھوڑ جاؤں؟'' فرمایا ''نہیں'' تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! پھر ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں؟'' فرمایا'' ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بہت ہے۔'' اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا اور میرے منھ پر اور پیٹ پر پھیرا پھر دعا کی: اے خدا سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔ اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو نبی ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر پر محسوس کرتا ہوں۔'' (الادب المفرد)

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میری آنکھیں دُکھنے آگئیں تو نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور کہنے لگے زید! تمھاری آنکھ میں یہ تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا ''تم نے آنکھوں کی اس تکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو تمھیں اس کے صلے میں جنت نصیب ہوگی۔''

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو اس کے سرہانے بیٹھتے تھے، اس کے بعد سات بار فرماتے:

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

''میں عظیم خدا سے، جو عرشِ عظیم کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے۔''

اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دُعا سات بار پڑھنے سے مریض ضرور شفایاب ہوگا، اِلّا یہ کہ اس کی موت ہی آگئی ہو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (ایک بوڑھی خاتون) اُم السائب کی عیادت کو آئے۔ امّ السائب بخار کی شدّت میں کانپ رہی تھیں پوچھا کیا حال ہے؟ خاتون نے کہا۔ خدا اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر نبیؐ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو۔ یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے، جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔''

(الادب المفرد)

۳- مریض کے پاس جا کر اس کی طبیعت کا حال پوچھیے اور اس کے لیے صحت کی دعا کیجیے۔ نبی اکرم ﷺ جب مریض کے پاس پہنچتے تو پوچھتے ''كَيْفَ تَجِدُكَ'' کہیے طبیعت کیسی ہے؟ پھر تسلّی دیتے اور فرماتے ''لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ'' گھبرانے کی کوئی بات نہیں خدا نے چاہا تو یہ مرض جاتا رہے گا اور یہ مرض گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔'' اور تکلیف کی جگہ پر سیدھا ہاتھ پھیرتے یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ وَ اَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا۔ (بخاری، مسلم)

’’خدایا! اس تکلیف کو دور فرما، اے انسانوں کے رب اس کو شفا عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی سے شفا کی توقع نہیں ـــــ ایسی شفا بخش کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہے۔‘‘

۴- مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھیے اور نہ شور وشغب کیجیے۔ ہاں اگر مریض آپ کا کوئی بے تکلف دوست یا عزیز ہو اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو آپ ضرور اس کے جذبات کا احترام کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ’’ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور شور وشغب نہ کرنا سنت ہے۔‘‘

۵- مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھیے۔ اور ہمدردی کا اظہار کیجیے اور جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہوں، ضرور کیجیے۔ مثلاً ڈاکٹر کو دکھانا، حال کہنا، دوا وغیرہ لانا اور اگر ضرورت ہو تو مالی امداد بھی کیجیے۔

حضرت ابراہیم بن ابی حبلہؒ کہتے ہیں ایک بار میری بیوی بیمار پڑ گئیں۔ میں ان دنوں حضرت امّ الدرداءؓ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو فرماتیں کہو تمھاری بیوی کی طبیعت کیسی ہے؟ میں جواب دیتا ابھی تو بیمار ہیں پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں ان کے یہاں بیٹھ کر کھانا کھاتا اور واپس جاتا۔ ایک دن جب میں پہنچا اور انھوں نے حال پوچھا تو میں نے بتایا کہ خدا کے فضل وکرم سے اب قریب قریب اچھی ہوگئی ہیں۔ فرمانے لگیں۔ جب تم کہتے تھے کہ بیوی بیمار ہیں تو میں تمھارے لیے کھانے کا انتظام کر دیا کرتی تھی اب جب وہ ٹھیک ہوگئی ہیں تو اس انتظام کی کیا ضرورت ہے!‘‘

۶- غیر مسلم مریض کی عیادت کے لیے بھی جائیے اور مناسب موقع پا کر حکمت کے ساتھ اس کو دینِ حق کی طرف متوجہ کیجیے، بیماری میں آدمی خدا کی طرف نسبتاً زیادہ متوجہ ہوتا ہے، اور قبولیت کا جذبہ بھی بالعموم زیادہ بیدار رہتا ہے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار پڑا تو آپؐ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ اس کے سرہانے بیٹھے تو اس کو

اسلام کی دعوت دی، لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا خیال کیا ہے؟) باپ نے لڑکے سے کہا، (بیٹے!) ابو القاسم کی بات مان لے، چناں چہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اب نبی ﷺ اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے ”شکر ہے اس خدا کا، جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا۔“ (بخاری)

۷- مریض کے گھر عیادت کے لیے پہنچیں تو ادھر ادھر تاکنے سے پرہیز کیجیے اور احتیاط کے ساتھ اس انداز سے بیٹھیے کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ایک بار کسی مریض کی عیادت کے لیے گئے۔ ان کے ہم راہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک خاتون بھی موجود تھیں۔ حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس خاتون کو گھورنے لگے ـــــ حضرت عبد اللہؓ کو جب محسوس ہوا تو فرمایا اگر تم اپنی آنکھیں پھوڑ لیتے تو تمھارے حق میں بہت بہتر ہوتا۔

۸- جو لوگ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ خدا کی نافرمانی کر رہے ہوں ان کی عیادت کے لیے نہ جایئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے کہ شراب پینے والے جب بیمار پڑیں تو ان کی عیادت کے لیے نہ جاؤ۔

۹- مریض کی عیادت کے لیے جایئے تو مریض سے بھی اپنے لیے دُعا کرایئے۔

ابن ماجہ میں ہے ”جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو۔ مریض کی دعا ایسی ہے، جیسے فرشتوں کی دعا۔“ (یعنی فرشتے خدا کی مرضی پا کر ہی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا مقبول ہوتی ہے)

(۳۲)

ملاقات کے آداب

۱- ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے استقبال کیجیے، مسرت و محبت کا اظہار کیجیے اور سلام میں پہل کیجیے اس کا بڑا ثواب ہے۔

۲- سلام اور دعا کے لیے ادھر ادھر کے الفاظ نہ استعمال کیجیے، نبیؐ کے بتائے ہوئے الفاظ ''السَّلام علیکم'' استعمال کیجیے، پھر موقع ہو تو مصافحہ کیجیے، مزاج پوچھیے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کیجیے، نبیؐ کے بتائے ہوئے الفاظ ''السَّلام علیکم'' بہت جامع ہیں، اس میں دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر و عافیت شامل ہے یہ بھی خیال رکھیے کہ نبیؐ مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے، انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

۳- جب کسی سے ملنے جائیے تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جائیے۔ میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جائیے، اور نہ اس نیت سے جائیے کہ آپ اپنے بیش بہا لباس سے اس پر اپنا رُعب قائم کریں۔

۴- جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اس سے وقت لے لیجیے۔ یوں ہی وقت بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں۔ اس سے دوسروں کا وقت بھی خراب ہوتا ہے اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظروں سے گر جاتا ہے۔

۵- جب کوئی آپ کے یہاں ملنے آئے تو محبت آمیز مسکراہٹ سے استقبال کیجیے۔ عزت سے بٹھائیے اور حسبِ موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجیے۔

۶- کسی کے پاس جائیے تو کام کی باتیں کیجیے۔ بے کار باتیں کر کے اس کا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجیے ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا ان کو کھلنے لگے گا۔

۷- کسی کے یہاں جائیے تو دروازے پر اجازت لیجیے اور اجازت ملنے پر، السلام علیکم کہہ کر اندر جائیے اور اگر تین بار السّلام علیکم کہنے کے بعد کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۸- کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی مناسب تحفہ بھی ساتھ لیتے جائیے۔ تحفہ دینے دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

۹- جب کوئی ضرورت مند آپ سے ملنے آئے تو جہاں تک امکان میں ہو اس کی ضرورت پوری کیجیے۔ سفارش کی درخواست کرے تو سفارش کر دیجیے اور اگر اس کی ضرورت پوری نہ کر سکیں تو پیار بھرے انداز میں منع کر دیجیے۔ خواہ مخواہ اس کو امیدوار نہ بنائے رکھیے۔

۱۰- آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں تو مہذّب انداز میں اپنی ضرورت بیان کر دیجیے پوری ہو جائے تو شکریہ ادا کیجیے نہ ہو سکے تو سلام کر کے خوش خوش لوٹ آیئے۔

۱۱- ہمیشہ یہی خواہش نہ رکھیے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں۔ خود بھی دوسروں سے ملنے جایئے۔ آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھیے کہ مومنوں کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔

۱۲- ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے یا ڈاڑھی یا کپڑوں پر کوئی تنکا یا کوئی اور چیز ہے تو ہٹا دیجیے اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ یہ حسنِ سلوک کرے تو شکریہ ادا کیجیے اور یہ دعا دیجیے۔

مَسَّحَ اللّٰهُ عَنْکَ مَا تَکْرَہُ۔

''اللہ آپ سے ان چیزوں کو دور فرمائے، جو آپ کو ناگوار ہیں۔''

۱۳- رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہو تو اس کے آرام کا لحاظ

رکھیے۔ زیادہ دیر نہ بیٹھیے اور اگر جانے کے بعد اندازہ ہو کہ وہ سوگیا ہے تو بغیر کسی کڑھن کے خوش خوش واپس آجائیے۔

۱۴- چند افراد مل کر کسی سے ملاقات کے لیے جائیں تو گفتگو کرنے والے کو گفتگو میں سب کی نمائندگی کرنی چاہیے۔ گفتگو میں اپنی امتیازی شان ظاہر کرنے، اپنی اہمیت جتانے، اپنے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے اور مخاطب کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

---

(۳۳)

گفتگو کے آداب

۱- ہمیشہ سچ بولیے۔ سچ بولنے میں کبھی جھجک نہ محسوس کیجیے چاہے کیسا ہی عظیم نقصان ہو۔

۲- ضرورت کے وقت بات کیجیے اور جب بھی بات کیجیے کام کی بات کیجیے۔ ہر وقت بولنا اور بے ضرورت باتیں کرنا وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے اور خدا کے یہاں ہر بات کا جواب دینا ہے آدمی جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے خدا کا فرشتہ اسے فوراً نوٹ کر لیتا ہے۔

مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡهِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ٥ (ق:۱۸)

"کوئی بات اس کی زبان پر آتی ہی ہے کہ ایک نگراں (اس کو محفوظ کرنے کے لیے) مستعد رہتا ہے۔"

۳- جب بات کیجیے نرمی کے ساتھ کیجیے، مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کیجیے۔ ہمیشہ درمیانی آواز میں بولیے نہ اتنا آہستہ بولیے کہ مخاطب سن ہی نہ سکے اور نہ اتنا چیخ کر بولیے کہ مخاطب پر رُعب جمانے کا خطرہ ہونے لگے۔ قرآن شریف میں ہے:

اِنَّ اَنۡکَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِیۡرِ ٥ (لقمٰن:۱۹)

"سب سے زیادہ کریہہ اور ناگوار آواز گدھے کی آواز ہے۔"

۴- کبھی کسی بری بات سے زبان گندی نہ کیجیے۔ دوسروں کی برائی نہ کیجیے۔ چغلی نہ کھائیے۔ شکایتیں نہ کیجیے۔ دوسروں کی نقلیں نہ اتاریے۔ جھوٹا وعدہ نہ کیجیے۔ کسی کی ہنسی نہ اُڑائیے۔ اپنی بڑائی نہ جتائیے۔ اپنی تعریف نہ کیجیے، کٹ حجتی نہ کیجیے، منہ دیکھی بات بھی نہ کیجیے۔ فقرے نہ کسیے کسی پر طنز نہ کیجیے۔ کسی کو ذلت کے نام سے نہ پکاریے۔ بات بات پر قسم نہ کھائیے۔

۵- ہمیشہ انصاف کی بات کہیے، چاہے اس میں اپنا یا اپنے کسی دوست اور رشتے دار کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

وَ اِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَ لَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ۚ (الانعام:۱۵۲)

''اور جب زبان سے کچھ کہو تو انصاف کی بات کہو چاہے وہ تمھارا رشتے دار ہی ہو۔''

۶- نرمی، معقولیت اور دل جوئی کی بات کیجیے، کھری، بے لوچ اور تکلیف دہ سخت بات نہ کہیے۔

۷- عورتوں کو اگر کبھی مردوں سے بولنے کا اتفاق ہو، تو صاف، سیدھے اور کھرے لہجے میں بات کرنی چاہیے۔ لہجے میں کوئی نزاکت اور گھلاوٹ نہ پیدا کریں کہ سننے والا کوئی برا خیال دل میں لائے۔

۸- جاہل باتوں میں الجھانا چاہیں تو مناسب انداز میں سلام کرکے وہاں سے رخصت ہوجائیے۔ فضول باتیں کرنے والے اور بکواس میں مبتلا رہنے والے لوگ امت کے بدترین لوگ ہیں۔

۹- مخاطب کو بات اچھی طرح سمجھانے کے لیے یا کسی بات کی اہمیت کو جتانے کے لیے مخاطب کے ذہن وفکر کو سامنے رکھ کر مناسب انداز اختیار کیجیے اور اگر مخاطب نہ سمجھ سکے یا نہ سن سکے تو پھر اپنی بات دہرادیجیے اور ذرا نہ کڑھیے۔

۱۰- ہمیشہ مختصر اور مطلب کی بات کیجیے بلاوجہ گفتگو کو طول دینا نامناسب ہے۔

۱۱- کبھی کوئی دین کی بات سمجھانی ہو یا تقریر کے ذریعے دین کے کچھ احکام اور مسائل ذہن نشین کرانے ہوں تو نہایت سادہ انداز میں سوز کے ساتھ اپنی بات کی وضاحت کیجیے۔

تقریر کے ذریعے شہرت چاہنا، اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو مرعوب کرنا، لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا، فخر وغرور کرنا یا محض دل لگی اور تفریح کے لیے تقریریں کرنا وہ بدترین عادت ہے، جس سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔

۱۲- کبھی خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں نہ کیجیے۔ اپنی عزت کا ہمیشہ خیال رکھیے اور کبھی اپنے مرتبے سے گری ہوئی بات نہ کیجیے۔

۱۳- دو آدمی بات کر رہے ہوں تو اجازت لیے بغیر دخل نہ دیجیے اور نہ کبھی کسی کی بات کاٹ کر بولنے کی کوشش کیجیے، بولنا ضروری ہی ہو تو اجازت لے کر بولیے۔

۱۴- ٹھہر ٹھہر کر سلیقے اور وقار کے ساتھ گفتگو کیجیے، جلدی اور تیزی نہ کیجیے نہ ہر وقت ہنسی مذاق کیجیے، اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

۱۵- کوئی کچھ پوچھے تو پہلے غور سے اس کا سوال سن لیجیے اور خوب سوچ کر جواب دیجیے۔ بغیر سوچے سمجھے الٹپ جواب دینا بڑی نادانی ہے اور اگر کوئی دوسرے سے سوال کر رہا ہو تو خود بڑھ بڑھ کر جواب نہ دیجیے۔

۱۶- کوئی کچھ بتا رہا ہو تو پہلے ہی یہ نہ کہیے کہ ہمیں معلوم ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے بتانے سے کوئی نئی بات سمجھ میں آجائے یا کسی خاص بات کا دل پر کوئی خاص اثر ہو جائے۔ اس لیے کہ بات کے ساتھ ساتھ بات کرنے والے کا اخلاص اور نیکی بھی اثر کرتی ہے۔

۱۷- جس سے بھی بات کریں، اس کی عمر، مرتبے اور اس سے اپنے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کیجیے۔ ماں، باپ، استاد اور دوسرے بڑوں سے دوستوں کی طرح گفتگو نہ کیجیے۔ اسی طرح چھوٹوں سے گفتگو کریں، تو اپنے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے شفقت اور بڑے پن کی گفتگو کیجیے۔

۱۸- گفتگو کرتے وقت کسی کی طرف اشارہ نہ کیجیے کہ دوسرے کو بدگمانی ہو اور خواہ مخواہ اس کے دل میں شک بیٹھے۔ دوسروں کی باتیں چھپ کر سننے سے پرہیز کیجیے۔

۱۹- دوسروں کی زیادہ سنیے اور خود کم سے کم بات کیجیے اور جو بات راز کی ہو، وہ کسی سے بھی بیان نہ کیجیے۔ اپنا راز دوسرے کو بتا کر اس سے حفاظت کی امید رکھنا سراسر نادانی ہے۔

(۳۴)

خط و کتابت کے آداب

۱- خط کی ابتدا ہمیشہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے کیجیے، اختصار کرنا چاہیں تو باسمہٖ تعالیٰ لکھیے ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کام کے شروع میں بسم اللہ نہیں کی جاتی وہ ادھورا اور بے برکت رہتا ہے، بعض لوگ الفاظ کے بہ جائے ۷۸۶ لکھتے ہیں اس سے پرہیز کیجیے۔ اس لیے کہ خدا کے تلقین کیے ہوئے الفاظ میں ہی برکت ہے۔

۲- اپنا پتہ ہر خط میں ضرور لکھیے ۔ یہ سوچ کر پتہ لکھنے میں ہرگز سستی نہ کیجیے کہ آپ مکتوب الیہ کو اپنا پتا اس سے پہلے لکھ چکے ہیں یا اس کو یاد ہوگا، یہ ضروری نہیں کہ آپ کا پتا مکتوب الیہ کے پاس محفوظ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مکتوب الیہ کو آپ کا پتا یاد ہی ہو۔

۳- اپنا پتا دائیں جانب ذرا سا حاشیہ چھوڑ کر لکھیے ۔ پتا ہمیشہ صاف اور خوش خط لکھیے اور پتے کی صحت اور املا کی طرف سے ضرور اطمینان کر لیجیے۔

۴- اپنے پتے کے بائیں جانب سرنوشت پر تاریخ ضرور لکھ دیا کیجیے۔

۵- تاریخ لکھنے کے بعد مختصر القاب و آداب کے ذریعے مکتوب الیہ کو مخاطب کیجیے۔ القاب و آداب ہمیشہ مختصر اور سادہ لکھیے ،جس سے خلوص و قربت محسوس ہو، ایسے القاب سے پرہیز کیجیے، جن سے تصنع اور بناوٹ محسوس ہو۔ القاب و آداب کے ساتھ ہی یا القاب کے نیچے دوسری سطر میں سلام مسنون یا السّلام علیکم لکھیے ،آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ نہ لکھیے ۔

۶- غیر مسلم کو خط لکھ رہے ہوں تو السّلام علیکم یا سلام مسنون لکھنے کے بہ جائے آداب و تسلیمات وغیرہ جیسے الفاظ لکھیے ۔

۷- القاب و آداب کے بعد اپنا وہ اصل مطلب و مدّعا لکھیے ،جس غرض سے آپ خط لکھنا چاہتے ہیں۔ مطلب اور مدّعا کے بعد مکتوب الیہ سے اپنا تعلق ظاہر کرنے والے الفاظ کے

ساتھ اپنا نام لکھ کر خط کو ختم کیجیے۔ مثلاً آپ کا خادم، دعا کا طالب، خیر اندیش، دعا گو وغیرہ۔

۸- خط نہایت صاف، سادہ اور خوش خط لکھیے کہ آسانی سے پڑھا اور سمجھا جاسکے اور مکتوب الیہ کے دل میں اس کی وقعت ہو۔

۹- خط میں نہایت شستہ، آسان اور سلجھی ہوئی زبان استعمال کیجیے۔

۱۰- خط مختصر لکھیے اور ہر بات کھول کر وضاحت سے لکھیے محض اشاروں سے کام نہ لیجیے۔

۱۱- پورے مکتوب میں القاب وآداب سے لے کر خاتمہ تک مکتوب الیہ کے مرتبے کا لحاظ رکھیے۔

۱۲- نیا پیراگراف شروع کرتے وقت لفظ کی جگہ چھوڑ دیجیے۔

۱۳- خط میں ہمیشہ سنجیدہ انداز رکھیے۔ غیر سنجیدہ باتوں سے پرہیز کیجیے۔

۱۴- خط کبھی غصّے میں نہ لکھیے اور نہ کوئی سخت سست بات لکھیے۔ خط ہمیشہ نرم لہجے میں لکھیے۔

۱۵- عام خط میں کوئی راز کی بات نہ لکھیے۔

۱۶- جملے کے ختم پر ڈیش (-) ضرور لگایئے۔

۱۷- کسی کا مکتوب بغیر اجازت ہرگز نہ پڑھیے، یہ زبردست اخلاقی خیانت ہے۔ البتہ گھر کے بزرگوں اور سرپرستوں کی ذمے داری ہے کہ وہ چھوٹوں کے خطوط پڑھ کر ان کی تربیت فرمائیں اور انھیں مناسب مشورے دیں۔ لڑکیوں کے خطوط پر خصوصی نظر رکھنی چاہیے۔

۱۸- رشتے داروں اور دوستوں کو خیر وعافیت کے خطوط برابر لکھتے رہیے۔

۱۹- کوئی بیمار ہو جائے، خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے یا کسی اور مصیبت میں کوئی پھنس جائے تو اس کو ہمدردی کا خط ضرور لکھیے۔

۲۰- کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو، کوئی عزیز آیا ہو یا خوشی کا کوئی اور موقع ہو تو مبارک باد کا خط ضرور لکھیے۔

۲۱- خطوط ہمیشہ نیلی یا سیاہ روشنائی سے لکھیے پنسل یا سُرخ روشنائی سے ہرگز نہ لکھیے۔

۲۲- کوئی شخص ڈاک میں ڈالنے کے لیے خط دے تو نہایت ذمّے داری کے ساتھ بروقت ضرور ڈال دیا کیجیے لاپرواہی اور تاخیر ہرگز نہ کیجیے۔

۲۳- غیر متعلق لوگوں کو جواب طلب باتوں کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیج دیا کیجیے۔

۲۴- لکھ کر کاٹنا چاہیں تو ہلکے ہاتھ سے اس پر خط کھینچ دیا کیجیے۔

۲۵- خط میں صرف اپنی دل چسپی اور اپنے ہی مطلب کی باتیں نہ لکھیے بلکہ مخاطب کے جذبات و احساسات اور دل چسپیوں کا بھی خیال رکھیے، صرف اپنے ہی متعلقین کی خیر و عافیت نہ بتائیے بلکہ مخاطب کے متعلقین کی خیر و عافیت بھی معلوم کیجیے اور یاد رکھیے: خطوط میں بھی کسی سے زیادہ مطالبے نہ کیجیے۔ زیادہ مطالبے کرنے سے آدمی کی وقعت نہیں رہتی۔

---

(۳۵)

کاروبار کے آداب

۱- دل چسپی اور محنت کے ساتھ کاروبار کیجیے اپنی روزی خود اپنے ہاتھوں سے کمائیے اور کسی پر بوجھ نہ بنیے۔ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں ایک انصاری آئے اور انھوں نے نبیؐ سے کچھ سوال کیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تمھارے گھر میں کچھ سامان بھی ہے؟ صحابی نے کہا یا رسول اللہؐ! صرف دو چیزیں ہیں: ایک ٹاٹ کا بچھونا ہے، جس کو ہم اوڑھتے بھی ہیں اور بچھاتے بھی ہیں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ صحابی دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گئے آپؐ نے وہ دونوں چیزیں دو درہم میں نیلام کر دیں اور دونوں درہم ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا جاؤ ایک درہم میں تو کچھ کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر والوں کو دے آؤ۔ ایک درہم میں کلہاڑی خرید کر لاؤ۔ پھر کلہاڑی میں آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لاؤ اور بازار میں بیچو۔ پندرہ دن کے بعد ہمارے پاس آ کر روداد سنانا۔ پندرہ روز کے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوئے تو انھوں نے دس درہم جمع کر لیے تھے۔ آپؐ خوش ہوئے اور فرمایا یہ محنت کی کمائی تمھارے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم لوگوں سے مانگتے پھرو اور قیامت کے روز تمھارے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو۔

۲- جم کر کاروبار کیجیے اور خوب کمائیے تاکہ آپ، لوگوں کے محتاج نہ رہیں۔ نبی ﷺ سے لوگوں نے ایک بار پوچھا یا رسول اللہؐ! سب سے بہتر کمائی کون سی ہے؟ فرمایا: ''اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ کاروبار، جس میں جھوٹ اور خیانت نہ ہو۔'' حضرت ابوقلابہؒ فرمایا کرتے تھے: بازار میں جم کر کاروبار کرو۔ تم دین پر مضبوطی کے ساتھ جم سکو گے اور لوگوں سے بے نیاز رہو گے۔''

۳- کاروبار کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ سچائی اختیار کیجیے۔ جھوٹی قسموں سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز خدا تعالیٰ نہ اس شخص سے بات کرے گا نہ اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھے گا اور نہ اس کو پاک صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا، جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔'' (مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا: ''اپنا مال بیچنے کے لیے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو! یہ چیز وقتی طور پر تو فروغ کی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر کار کاروبار میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔''

(مسلم)

۴- کاروبار میں ہمیشہ دیانت و امانت اختیار کیجیے اور کبھی کسی کو خراب مال دے کر یا معروف نفع سے زیادہ غیر معمولی نفع لے کر اپنی حلال کمائی کو حرام نہ بنائیے، خدا کے رسولؐ کا ارشاد ہے: ''سچا اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ساتھ ہوگا۔''

(ترمذی)

۵- خریداروں کو اچھے سے اچھا مال فراہم کرنے کی کوشش کیجیے۔ جس مال پر آپ کو اطمینان نہ ہو وہ ہرگز کسی خریدار کو نہ دیجیے اور اگر کوئی خریدار آپ سے مشورہ طلب کرے تو اس کو مناسب مشورہ دیجیے۔

۶- خریداروں کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کیجیے کہ وہ آپ کو اپنا خیر خواہ سمجھیں، آپ پر بھروسہ کریں اور ان کو پورا پورا اطمینان ہو کہ وہ آپ کے یہاں کبھی دھوکہ نہ کھائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس نے پاک کمائی پر گزارہ کیا، میری سنت پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھا تو یہ شخص جنّتی ہے، بہشت میں داخل ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہؐ! اس زمانے میں تو ایسے لوگ کثرت سے ہیں آپؐ نے فرمایا: ''میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔'' (ترمذی)

۷- وقت کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھیے وقت پر دکان پہنچ جائیے اور جم کر صبر کے ساتھ بیٹھیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لیے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیوں کہ صبح کے کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔''

۸-خود بھی محنت کیجیے اور ملازموں کو بھی محنت کا عادی بنایئے، البتہ ملازمین کے حقوق فیاضی اور ایثار کے ساتھ ادا کیجیے اور ہمیشہ ان کے ساتھ نرمی اور کشادگی کا سلوک کیجیے، بات بات پر غصّہ کرنے اور شبہ کرنے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''خدا اس امت کو پاکیزگی سے نہیں نوازتا، جس کے ماحول میں کم زوروں کو ان کا حق نہ دلوایا جائے۔''

۹-خریداروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ کیجیے اور قرض مانگنے والوں کے ساتھ نہ سختی کیجیے نہ انھیں مایوس کیجیے اور نہ ان سے تقاضے میں شدّت کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''خدا اس شخص پر رحم فرمائے، جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔'' (بخاری) اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ''جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ خدا اس کو روزِ قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے۔'' (مسلم)

۱۰-مال کا عیب چھپانے اور خریدار کو فریب دینے سے پرہیز کیجیے، مال کی خرابی اور عیب خریدار پر واضح کر دیجیے۔ ایک بار نبی ﷺ غلّے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپؐ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں میں کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپؐ نے غلّے والے سے پوچھا یہ ''کیا؟'' دوکان دار نے کہا ''یارسول اللہؐ! اس ڈھیر پر بارش ہو گئی تھی۔'' آپؐ نے فرمایا: ''پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ جو شخص دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

۱۱-قیمتیں چڑھنے کے انتظار میں کھانے پینے کی چیزیں روک کر خدا کی مخلوق کو پریشان کرنے سے سختی کے ساتھ بچیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے۔'' ایک اور موقعے پر آپؐ نے فرمایا: ''ذخیرہ اندوزی

کرنے والا کیسا برا آدمی ہے۔ جب خدا چیزوں کو سستا فرما دیتا ہے تو وہ غم میں گھلتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ)

۱۲-خریدار کو اس کا حق پورا پورا دیجیے۔ ناپ تول میں دیانت داری کا اہتمام کیجیے لینے اور دینے کا پیمانہ ایک رکھیے۔ نبی ﷺ نے ناپ، تول والے تاجروں کو خطاب کرتے ہوئے آگاہ کیا:

''تم لوگ دو ایسے کاموں کے ذمّے دار بنا دیے گئے ہو، جن کی وجہ سے تم سے پہلے گزری ہوئی قومیں ہلاک ہوئیں۔''

قرآن میں ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ۝ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ۝ۡۖ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ۝ؕ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ۝ۙ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ۝ۙ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ؕ (مطففین:۱-۶)

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیں تو کم کر دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ زندہ کر کے اٹھائے بھی جائیں گے۔ ایک بڑے ہی سخت دن میں، جس دن تمام انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔''

۱۳-تجارتی کوتاہیوں کا کفّارہ ضرور ادا کرتے رہیے اور خدا کی راہ میں دل کھول کر صدقہ وخیرات کرتے رہا کیجیے۔ نبی ﷺ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی کہ:

''اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغو بات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔'' (ابوداؤد)

۱۴-اور اس تجارت کو کبھی ذہنوں سے اوجھل نہ ہونے دیجیے، جو دردناک عذاب سے نجات دلانے والی ہے اور جس کا نفع فانی دولت نہیں بلکہ ہمیشہ کی کامرانی اور لازوال عیش ہے۔

قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍo تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo (الصف:۱۰،۱۱)

”اے مومنو! میں تمھیں ایسی تجارت کیوں نہ بتاؤں، جو تمھیں دردناک عذاب سے نجات دلائے (یہ کہ) تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمھارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم علم سے کام لو۔“

باب چہارم: دعوتِ دین

(۳۶)

داعیانہ کردار کے آداب

۱- اپنے منصب کا حقیقی شعور پیدا کیجیے، آپ نبیؐ کے جانشین ہیں اور دعوتِ دین، شہادتِ حق اور تبلیغ کا وہی فریضہ آپ کو انجام دینا ہے، جو خدا کے نبیؐ انجام دیتے رہے۔ لٰہذا وہی داعیانہ تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے، جو نبیؐ کا خصوصی اور امتیازی وصف ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ (الحج:۷۸)

''اس نے تمھیں منتخب فرمالیا ہے، اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے، پیروی کرو اس دین کی، جو تمھارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اس نے پہلے ہی سے تمھیں مسلم کے نام سے نوازا تھا اور اسی سلسلے میں، کہ رسول تمھارے لیے دینِ حق کی شہادت دیں اور تم دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے دینِ حق کی شہادت دو۔''

یعنی امتِ مسلمہ رسولؐ کی جانشین ہے اور اس کو وہی کام انجام دینا ہے، جو رسولؐ نے انجام دیا۔ جس طرح آخری رسولؐ نے اپنے قول و عمل اور شب و روز کی تگ و دو سے خدا کے دین کو واضح کرنے کا حق ادا کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح امت کو بھی دنیا کے سارے ہی انسانوں کے سامنے خدا کے دین کو واضح کرنا ہے اور اسی احساسِ فرض اور داعیانہ تڑپ کے ساتھ دینِ حق کی زندہ شہادت بن کر زندہ رہنا ہے۔

۲- اپنی اصل حیثیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیے اور اس کے شایان شان اپنی زندگی کو بنانے اور بنائے رکھنے کی کوششیں پیہم جاری رکھیے۔ آپ دنیا کی عام امتوں کی طرح ایک امت نہیں ہیں بلکہ آپ کو خدا نے امتیازی شان بخشی ہے۔ آپ کو دنیا کی تمام قوموں میں صدر کی طرح رہ نمائی کا مقام حاصل ہے، اور اسی احساسِ فرض اور داعیانہ تڑپ کے ساتھ دین حق کی زندہ شہادت بن کر زندہ رہنا ہے۔

۲- اپنی اصل حیثیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیے اور اس کے شایانِ شان اپنی زندگی کو بنانے اور بنائے رکھنے کی کوششیں پیہم جاری رکھیے۔ آپ دنیا کی عام امتوں کی طرح ایک امت نہیں ہیں بلکہ آپ کو خدا نے امتیازی شان بخشی ہے۔ آپ کو دنیا کی تمام قوموں میں صدر کی طرح رہ نمائی کا مقام حاصل ہے۔ آپ ہر افراط وتفریط سے پاک، خدا کی سیدھی شاہراہ پر اعتدال کے ساتھ قائم ہیں۔

قرآن میں ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ
وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (البقرہ: ۱۴۳)

’’اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک ’’امتِ وسط‘‘ بنایا ہے تاکہ تم سارے انسانوں کے لیے دینِ حق کے گواہ بنو اور ہمارے رسول تمھارے لیے گواہ ہوں۔‘‘

۳- اپنے نصب العین کا واقعی علم حاصل کیجیے اور شرحِ صدر کے ساتھ اس کو اپنانے کی کوشش کیجیے۔ خدا کی نظر میں امت مسلمہ کا نصب العین قطعی طور پر یہ ہے کہ وہ کامل یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ اس پورے دین کو قائم اور نافذ کرے، جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے اور جو عقائد وعبادت، اخلاق ومعاشرت اور معیشت وسیاست غرض انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی آسمانی ہدایات پر مشتمل ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے مبارک دور میں اس دین کو اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ قائم فرمایا۔ آپؐ نے عقائد واخلاق کی تعلیم بھی دی، عبادات کے طریقے بھی سکھائے۔ دین کی بنیادوں پر سماج کی تعمیر بھی فرمائی اور انسانی زندگی کو منظّم کرنے اور خیر وبرکت سے مالا مال کرنے والی ایک بابرکت اسٹیٹ بھی قائم کی۔

خدا کا ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ (الشوریٰ: ۱۳)

''مسلمانو! خدا نے تمھارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے، جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی اور جس کی وحی اے رسول! ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

۴- برائیوں کو مٹانے اور بھلائیوں کو قائم کرنے کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ رہیے۔ یہی آپ کے ایمان کا تقاضا ہے اور یہی آپ کے ملّی وجود کا مقصد ہے۔ اسی مقصد کے لیے زندہ رہیے اور اسی کے لیے جان دیجیے، اسی کام کو انجام دینے کے لیے خدا نے آپ کو ''خیر امت'' کے عظیم لقب سے سرفراز فرمایا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران: ۱۱۰)

''تم خیر امت'' (بہترین امت) ہو، جو سارے انسانوں کے لیے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور خدا پر کامل ایمان رکھتے ہو۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ عنقریب خدا تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہوگی۔'' (ترمذی)

۵- خدا کا پیغام پہنچانے اور بندگانِ خدا کو جہنم کے ہول ناک عذاب سے بچانے کے لیے داعیانہ تڑپ اور مثالی درد و سوز پیدا کیجیے۔ نبیؐ کی بے مثال تڑپ اور بے پایاں درد کا اعتراف

قرآن نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا٥ (الکہف:٦)

''شاید آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنی جان ہلاک ہی کر ڈالیں گے اگر یہ لوگ اس کلامِ ہدایت پر ایمان نہ لائیں۔''

اور نبی ﷺ نے اپنی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''میری مثال اس شخص کی سی ہے، جس نے آگ جلائی اور جب آس پاس کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو یہ کیڑے پتنگے اس پر گرنے لگے اور وہ شخص پوری قوت سے ان کیڑے پتنگوں کو روک رہا ہے، لیکن پتنگے ہیں کہ اس کی کوشش کو ناکام بنائے دیتے ہیں اور آگ میں گھسے پڑ رہے ہیں (اسی طرح) میں تمھیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑ رہے ہو۔'' (مشکوٰۃ)

ایک بار حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے پوچھا: یا رسول اللہؐ! احد سے زیادہ سخت دن بھی آپؐ پر کوئی گزرا ہے۔ فرمایا: ''ہاں عائشہ! میری زندگی میں سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا ـــــــ'' یہ وہ دن تھا جب آپؐ مکّے والوں سے مایوس ہو کر طائف والوں کو خدا کا پیغام پہنچانے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں کے سردار عبد یالیل نے غنڈوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا اور انھوں نے پیغامِ رحمت کے جواب میں آپؐ پر پتھر برسائے۔ آپؐ لہولہان ہو گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر آپؐ انتہائی پریشان اور غمگین وہاں سے چلے۔ جب قرن الثعالب پہنچے تو غم کچھ ہلکا ہوا۔ خدا نے عذاب کے فرشتے کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔ عذاب کے فرشتے نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ فرمائیں تو میں ابوقبیس اور جبل احمر کو آپس میں ٹکرا دوں؟ اور ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں یہ بدبخت پس کر اپنے انجام کو پہنچ جائیں۔ رحمتِ عالمؐ نے فرمایا: ''نہیں نہیں! مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا رہوں، شاید کہ خدا انھی کے دلوں کو ہدایت کے لیے کھول دے یا پھر ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں، جو ہدایت کو قبول کر لیں۔''

(بخاری، مسلم)

آپؐ مکے میں ہیں اور مکے کے لوگوں میں آپؐ کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے انھیں شہر سے نکال دو۔ کوئی کہتا ہے انھیں قتل کردو۔ انھی دنوں مکے کو اچانک قحط نے آگھیرا۔۔۔۔ ایسا قحط کہ قریش کے لوگ پتّے اور چھال کھانے پر مجبور ہوگئے۔ بچے بھوک سے بلبلاتے اور بڑے ان کی حالتِ زار دیکھ کر تڑپ تڑپ اٹھتے۔

رحمتِ عالمؐ ان لوگوں کو اس لرزہ خیز مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہوگئے۔ آپؐ کے مخلص ساتھی بھی آپؐ کا اضطراب دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ آپؐ نے اپنے ان جانی دشمنوں کو، جن کے پہنچائے زخم ابھی بالکل تازہ تھے، اپنی دلی ہم دردی کا پیغام بھیجا اور ابوسفیان اور صفوان کے پاس پانچ سو دینار بھیج کر کہلوایا کہ یہ دینار ان قحط کے مارے ہوئے غریبوں میں تقسیم کردیے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ گم راہ بندوں کے غم میں گھلنا، ان کی گم راہی اور مصیبت پر کڑھنا، ان کو خدا کے غضب سے بچانے کے لیے تڑپنا، ان کی تکلیف دیکھ کر بے قرار ہونا اور ان کی ہدایت کے لیے غیر معمولی حریص ہونا، یہی ایک داعیِ حق کے وہ جوہر ہیں، جن کے ذریعے اس کی زندگی انتہائی دل کش اور غیر معمولی اثر انگیز بن جاتی ہے۔

۶- قوم کی بے لوث خدمت کیجیے اور اپنی کسی خدمت کا صلہ بندوں سے طلب نہ کیجیے۔ جو کچھ کیجیے محض خدا کی خوش نودی کے لیے کیجیے اور اسی سے اپنے اجر و ثواب کی توقع رکھیے۔ خدا کی رضا اور خدا ہی سے اجر و ثواب کی طلب ایسا محرک ہے، جو آدمی کی بات میں اثر پیدا کرتا ہے اور آدمی کو مسلسل سرگرم رکھتا ہے۔ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اس کی نظر سے بندے کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔ وہ اپنے مخلصین کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ محنت سے کہیں زیادہ دیتا ہے اور کسی کو محروم نہیں کرتا۔ پیغمبر بار بار اپنی قوم سے کہتے تھے:

’’میں تم سے کسی اجر اور بدلے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔‘‘

۷- اسلام کی گہری بصیرت حاصل کیجیے اور یہ یقین رکھیے کہ خدا کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے، اس دینِ حق کو چھوڑ کر جو طریقِ بندگی بھی اختیار کیا جائے گا خدا کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ خدا کے یہاں تو وہی دین مقبول ہے، جو قرآن میں ہے اور جس کی عملی

تفسیر حضرت محمد ﷺ نے اپنی مبارک زندگی سے پیش فرمائی۔قرآن پاک میں نبی ﷺ سے کہا گیا ہے کہ لوگوں کو صاف صاف بتا دیجیے کہ میں نے، جو راہ بھی اپنائی ہے، سوچ سمجھ کر پوری بصیرت کے ساتھ اپنائی ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o (یوسف:۱۰۸)

''(اے رسولؐ!) آپ ان سے صاف صاف کہہ دیجیے کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اور میرے پیچھے چلنے والے پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور خدا ہر عیب سے پاک ہے اور میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں، جو خدا کے ساتھ شرک کر رہے ہیں۔''

اور خدا کا صاف صاف ارشاد ہے:

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا۔اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا۔''

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف (آل عمران:۱۹)

''اور خدا کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے۔''

۸- اپنے نصب العین کی عظمت اور اہمیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیے اور خیال رکھیے کہ وہ عظیم کام ہے، جس کے لیے خدا کی طرف سے ہمیشہ انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں ____ اور یہ یقین رکھیے کہ خدا نے آپ کو دین کی، جو دولت عطا فرمائی ہے یہی دونوں جہان کی عظمت و سربلندی کا سرمایہ ہے، بھلا اس کے مقابلے میں دنیا کی دولت اور شان و شوکت کی کیا قدر و قیمت ہے، جو چند روزہ بہار ہے۔قرآن میں ہے:

''اور ہم نے آپ کو سات دُہرائی جانے والی آیتیں اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے تو

آپ اس فانی متاع کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے، جو ہم نے ان کے مختلف طبقوں کو دے رکھا ہے اور اہلِ کتاب کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

يَـٰٓأَهْلَ الْكِتَـٰبِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَىْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَىٰةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ (المائدہ:۶۸)

”اے اہلِ کتاب! تم کچھ نہیں ہو، جب تک تم تورات اور انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو، جو تمھارے رب نے نازل فرمائی ہیں۔“

۹- دین کا صحیح فہم حاصل کرنے اور دین کی حکمتوں کو سمجھنے کی برابر کوشش کرتے رہیے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”خدا جس شخص کو خیر سے نوازنا چاہتا ہے اسے اپنے دین کا صحیح فہم اور گہری سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)

حقیقت یہ ہے کہ دین کا صحیح فہم اور دین کی حکمت ہی تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس خیر سے محروم ہے وہ دونوں جہان کی سعادتوں سے محروم ہے۔ نہ اس کی زندگی میں توازن اور یکسانیت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ زندگی کے ہر میدان میں دین کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے۔

۱۰- جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کریں اس کا مخاطب سب سے پہلے اپنی ذات کو بنائیے۔ دوسروں کو بتانے سے پہلے خود کو بتائیے اور جو دوسروں سے چاہیں پہلے خود کر کے دکھائیے۔ دینِ حق کے داعی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی دعوت کا سچا نمونہ ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے، اپنے عمل و کردار کو اس پر گواہ بناتا ہے۔ جن حقیقتوں کو قبول کرنے میں وہ دنیا کی بھلائی دیکھتا ہے خود اُس کا سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے۔ پیغمبر جب جب قوم کے سامنے دعوت دینے اٹھے تو انھوں نے اعلان کیا ”اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ“ میں خود سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آپ زبان و قلم سے بھی گواہی دیجیے کہ حق وہی ہے، جو آپ پیش کر رہے ہیں اور اپنے انفرادی عمل، خانگی تعلقات، سماجی معاملات اور سیاسی اور ملکی سرگرمیوں سے بھی یہ ثابت کیجیے کہ دینِ حق کو اپنا کر ہی پاکیزہ کردار وجود میں آتا ہے، مستحکم خاندان بنتا ہے، اچھا سماج تشکیل پاتا ہے

اور ایک ایسا نظامِ تہذیب وتمدن بنتا ہے، جس کی بنیاد عدل وانصاف پر ہو، جولوگ اپنی تربیت و اصلاح سے غافل ہوکر دوسروں کی اصلاح وتربیت کی باتیں کرتے ہیں وہ انتہائی نادان ہیں۔ وہ اپنا گھر جلتا ہوا دیکھ کر بےفکر ہیں اور پانی کی بالٹیاں لیے تلاش کررہے ہیں کہ کسی کے گھر آگ لگی مل جائے تو اس کو بجھادیں۔ ایسے لوگ دنیا میں بھی ناکام ہیں اور آخرت میں بھی ناکام رہیں گے۔ یہاں تو ان کی بےعملی ان کی پندونصیحت کو بےوزن اور بےاثر کرتی رہے گی اور آخرت میں یہ انتہائی عبرت ناک عذاب بھگتیں گے۔ خدا کو یہ بات انتہائی ناگوار ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود بےعمل رہیں اور وہ کہیں جو خود نہ کرتے ہوں[1]، نبی ﷺ نے ایسے بےعمل داعیوں کو انتہائی ہول ناک عذاب سے ڈرایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں اس آگ میں باہر نکل پڑیں گی۔ پھر وہ آدمی ان انتڑیوں کو اس طرح لیے لیے پھرے گا، جس طرح گدھا اپنی چکّی میں پھرتا ہے۔ یہ دیکھ کر دوسرے جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے اے فلاں! یہ تمھارا کیا حال ہے؟ کیا تم دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتے تھے؟ اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ (ایسے نیکی کے کام کرنے کے باوجود تم یہاں کیسے آگئے؟) وہ آدمی کہے گا، میں تمھیں تو نیکیوں کا سبق دیتا تھا لیکن خود نیکی کے قریب بھی نہ جاتا تھا، تمھیں تو برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود برائیوں پر عمل کرتا تھا۔'' (مسلم، بخاری)

معراج کی شب کے جو عبرت انگیز مناظر نبی ﷺ نے لوگوں کے سامنے رکھے ہیں ان کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ کوتاہ کار لوگوں کو تنبیہہ ہو اور وہ اپنی اِصلاحِ حال کی فکر کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''میں نے معراج کی شب میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا ''یہ آپ کی امت کے مقررین ہیں۔ یہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے تھے اور خود کو بھولے ہوئے تھے۔'' (مشکوٰۃ)

---

(۱) الصّف آیت: ۲، ۳

صحابۂ کرامؓ بھی اس قسم کے کوتاہ کاروں اور بےعملوں کو سخت تنبیہہ فرماتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا، حضرت میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دوں اور برائیوں سے روکوں اور دعوت و تبلیغ کا کام کروں! حضرت نے فرمایا، کیا تم اس مرتبے پر پہنچ چکے ہو کہ مبلّغ بنو۔ اس نے کہا، ہاں توقع تو ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، اگر تمھیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآنِ پاک کی تین آیتیں تمھیں رسوا کردیں گی تو شوق سے تبلیغِ دین کا کام کرو۔ وہ شخص بولا۔ حضرت وہ کون سی تین آیتیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

پہلی آیت یہ ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ:۴۴)

’’کیا تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔‘‘

ابنِ عباسؓ نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اور دوسری آیت یہ ہے:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ ۝ (الصف:۲)

’’تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔‘‘

تو تم نے اس آیت پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں اور تیسری آیت یہ ہے:

مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ (ہود:۸۸)

’’(حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا) جن بری باتوں سے میں تمھیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں میری یہ خواہش نہیں ہے (بلکہ میں تو ان باتوں سے بہت دور رہوں گا۔‘‘)

بتاؤ تم نے اس آیت پر بہ خوبی عمل کرلیا ہے وہ شخص بولا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا: جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔

۱۱- نماز کو اس کے پورے آداب و شرائط اور شغف کے ساتھ ادا کیجیے۔ نوافل کا بھی

اہتمام کیجیے۔ خدا سے گہرا تعلق قائم کیے بغیر اس کے دعوت و تبلیغ کا کام ممکن نہیں اور خدا سے وابستگی پیدا کرنے کا یقینی ذریعہ نماز ہے، جو خود خدا ہی نے اپنے بندوں کو بتایا ہے۔

نبیؐ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (المزمل:۱-۵)

"اے چادر میں لپٹنے والے! رات میں قیام کیجیے مگر کچھ رات، آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ۔ اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھیے۔ ہم جلد آپ پر ایک بھاری فرمان (کی ذمہ داری) ڈالنے والے ہیں۔"

بھاری فرمان کی ذمے داری سے مراد دین حق کی تبلیغ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ ذمے داری دنیا کی تمام ذمّہ داریوں میں زیادہ بھاری اور گراں ہے اس عظیم ذمے داری کا حق ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ نماز سے قوت حاصل کریں اور خدا سے تعلق مضبوط کریں۔

۱۲- قرآن پاک سے شغف پیدا کیجیے اور پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کیجیے۔ نماز میں بھی انتہائی توجہ کے ساتھ تلاوت کیجیے اور نماز کے باہر بھی ذوق وشوق کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر پڑھیے۔ دل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ، جو تلاوت کی جاتی ہے اس سے قرآن کو سمجھنے اور غور وفکر کرنے میں بھی مدد ملتی ہے اور ذوق وشوق میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک ہدایت وعبرت کا واحد سرچشمہ ہے۔ یہ اسی لیے نازل ہوا ہے کہ اس کی آیات پر غور کیا جائے اور اس کی تذکیر ونصیحت سے فائدہ اٹھایا جائے لہٰذا اس میں غور وتدبُّر کی عادت ڈالیے اور اس عزم کے ساتھ اس کی تلاوت کیجیے کہ اسی کی رہ نمائی میں اپنی زندگی بھی تعمیر کرنی ہے اور اسی کی ہدایات کے مطابق سماج کو بھی بدلنا ہے۔ خدا کے دین کو وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں، جو اپنے غور وفکر کا مرکز اور اپنی دل چسپیوں کا محور قرآنِ پاک کو بنائیں۔ اس سے بے نیاز ہوکر نہ تو خود دین پر قائم رہنا ممکن ہے اور نہ اقامتِ دین کی کوشش میں حصہ لینے ہی کا کوئی امکان ہے۔ تلاوت کرنے والوں کو ہدایت کی گئی ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (صٓ:۲۹)

''کتاب جو ہم نے آپؐ کی طرف بھیجی ہے سرتاسر برکت ہے، تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وتدبُّر کریں اور عقلِ سلیم رکھنے والے اس سے سبق حاصل کریں۔''

اور ہدایت کی گئی۔'' اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھیے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''یہ قلوب زنگ آلود ہو جاتے ہیں، جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے جب اس پر پانی پڑتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہؐ! پھر دِلوں کے زنگ کو دور کرنے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا: دِل کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو کثرت سے یاد کرے اور دوسرے یہ کہ قرآن کی تلاوت کرے۔'' (مشکوٰۃ)

۱۳- ہر حال میں خدا کا شکر ادا کیجیے اور جذبۂ شکر پیدا کرنے کے لیے ان لوگوں پر نگاہ رکھیے، جو دنیوی شان وشوکت اور مال ودولت میں آپ سے کمتر ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ان لوگوں کی طرف دیکھو، جو تم سے مال ودولت اور دنیاوی جاہ ومرتبے میں کم ہیں (تو تمھارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہوگا) اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو، جو تم سے مال ودولت میں اور دنیاوی ساز وسامان میں بڑھتے ہوئے ہیں تاکہ جو نعمتیں تمھیں اس وقت ملی ہوئی ہیں وہ تمھاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں، (ورنہ خدا کی ناشکری کا جذبہ پیدا ہوگا)۔''

۱۴- عیش کوشی سے بچیے اور حق کے ایسے سپاہی بنیے، جو ہر وقت ڈیوٹی پر ہو اور کسی وقت بھی ہتھیار نہ اتارے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میں عیش وسہولت کی زندگی کیسے گزاروں! جب کہ اسرافیل صور منھ میں لیے کان لگائے، سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔'' اور قرآنِ پاک میں

مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے خدا نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (الانفال:۶۰)

''اور تم لوگ، جہاں تک تمھارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تا کہ اس کے ذریعے سے خدا کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداءِ دین کو خوف زدہ کر دو۔ جنھیں تم نہیں جانتے خدا جانتا ہے۔ خدا کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے۔ اس کا پورا پورا بدلہ تمھاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمھارا حق دینے میں ذرا کمی نہ کی جائے گی۔''

۱۵- دین کی خاطر ہر قربانی دینے اور ضرورت پڑنے پر اپنے وطنِ عزیز سے ہجرت کرنے کے لیے بھی خود کو آمادہ رکھیے اور خود کو برابر تولتے رہیے کہ کس حد تک آپ کے اندر یہ جذبہ قوت پکڑ رہا ہے۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعۂ ہجرت بیان کرتے ہوئے ہجرت کی ترغیب اور قربانیوں کے لیے تیار رہنے کی تلقین اس طرح کی گئی ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ (مریم:۴۱-۴۸)

''اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کے قصے سے نصیحت حاصل کیجیے۔ بلاشبہ وہ ایک سچے نبی تھے (لوگوں کو اس وقت کا ذکر سنایئے) جب انھوں نے اپنے والد سے کہا۔ ابا جان! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہیں، ابا جان! میرے پاس وہ علم آیا ہے، جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے، آپ میرے کہے پر چلیں، میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا، ابا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کیجیے۔ شیطان تو رحمان کا بڑا نافرمان ہے، ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ (آپ اسی روش پر اگر رہے تو) رحمان کا عذاب آپ کو آ پکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔

باپ نے کہا ابراہیمؑ! کیا تم میرے معبودوں سے پھر گئے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمھیں پتھر مار مار کر ہلاک کردوں گا اور جاؤ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیمؑ نے کہا آپ کو میرا سلام ہے۔ میں اپنے پروردگار سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کی بخشش فرمادے۔ بے شک میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں سے بھی کنارہ کرتا ہوں اور ان ہستیوں سے بھی، جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو، میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر ہرگز نامراد نہ ہوں گا۔''

۱۶- خدا کی راہ میں نکلنے کی تڑپ، جان و مال سے جہاد کرنے کا جذبہ اور اس کی راہ میں شہادت پانے کی پاکیزہ آرزو پیدا کیجیے۔ واقعہ یہ ہے کہ جہاد ایمان کا معیار ہے اور جس دل میں اس کی آرزو نہ ہو وہ ایمان و ہدایت سے محروم ایک بے رونق اور ویران کھنڈر ہے۔ میدان جہاد میں پہنچنے کی توفیق اور خدا کی راہ میں جان و مال قربان کر دینے کا موقع پانا واقعی بہت بڑی سعادت ہے لیکن اگر ایسے حالات نہ ہوں کہ آپ اس کا موقع پا سکیں یا وسائل و ذرائع نہ ہوں کہ آپ میدانِ جہاد میں پہنچ کر ایمان کے جوہر دکھا سکیں تب بھی آپ کا شمار خدا کے یہاں ان مجاہدوں میں ہوسکتا ہے، جو راہِ خدا میں شہید ہوئے یا غازی بن کر لوٹے بہ شرطے کہ آپ کے دل میں راہِ خدا میں نکلنے کی تڑپ ہو، دین کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ ہو اور شہادت کی آرزو ہو۔ اس لیے کہ خدا کی نظر ان قلبی جذبات پر ہوتی ہے، جو مجاہدانہ کارناموں کے لیے آدمی کو بے چین

کرتے ہیں۔ غزوۂ تبوک سے جب نبی ﷺ واپس ہو رہے تھے تو راہ میں آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا تھا:

''مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو کوچ بھی کیا اور جو وادی بھی طے کی وہ برابر تمھارے ساتھ رہے۔'' نبیؐ کے ساتھیوں نے تعجب سے پوچھا۔ ''کیا مدینے میں رہتے ہوئے؟'' فرمایا: ''ہاں مدینے میں رہتے ہوئے، کیوں کہ ان کو مجبوری نے روک لیا تھا وہ خود رُکنے والے نہ تھے۔''

قرآنِ پاک میں بھی خدا نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے، جو جذبہ رکھنے کے باوجود شرکتِ جہاد سے محروم رہے اور اپنی اس محرومی پر ان کی آنکھیں آنسو بہاتی رہیں:

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ص تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ط (التوبہ:۹۲)

''اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر الزام ہے، جو خود آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کے لیے سواریاں مہیّا فرمادیں اور جب آپ نے کہا کہ میں تمھارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کرسکتا تو وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم میں کہ ان کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لیے خرچ کرنے کو کچھ موجود نہیں ہے۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کیے بغیر مرگیا اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا۔'' (مسلم)

حقیقت یہی ہے کہ خدا کی راہ میں لڑنے اور جان و مال کی قربانی پیش کرنے کے جذبے سے، جو سینہ خالی ہے وہ مومن کا سینہ نہیں ہوسکتا۔''

(۳۷)

دعوت و تبلیغ کے آداب

۱- دعوت و تبلیغ میں حکمت اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیے اور ایسا طریقِ کار اختیار کیجیے، جو ہر لحاظ سے انتہائی موزوں، پروقار، مقصد سے ہم آہنگ اور مخاطب میں شوق اور ولولہ پیدا کرنے والا ہو۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ (النحل:۱۲۵)

''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیے حکمت کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجیے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔''

قرآن کی اس جامع آیت سے تین اصولی ہدایات ملتی ہیں:

(۱) دعوت حکمت کے ساتھ دی جائے۔

(۲) نصیحت اور فہمائش عمدہ انداز میں کی جائے۔

(۳) مباحثہ بھلے طریقے پر کیا جائے۔

● حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ خود آپ کو اپنی دعوت کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس ہو، اور آپ اس گراں بہا دولت کو نادانی کے ساتھ یوں ہی جا بیجا نہ بکھیریں بلکہ آپ موقع محل کا بھی پورا پورا لحاظ رکھیے اور مخاطب کا بھی، ہر طبقے، ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکری رسائی، استعداد، صلاحیت، ذہنی کیفیت اور سماجی حیثیت کے مطابق بات کیجیے۔

اور ان اٹل قدروں کو باہمی افہام وتفہیم اور دعوت کی بنیاد بنائیے، جن میں باہم اتفاق ہو اور جو قربت وقبولیت کے لیے راہ ہموار کریں۔

● عمدہ نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سوز، خیرخواہی اور خلوص کے ساتھ نیک جذبات کو ابھاریے کہ مخاطب شوق ورغبت کے جذبات سے سرشار ہو جائے اور دین سے اس کا تعلق محض ذہنی اطمینان کی حد تک نہ رہے بلکہ دین اس کے دل کی آواز، روح کی غذا اور جذبات کی تسکین بن جائے۔

● تنقید ومباحثے میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی تنقید تعمیری ہو، دل سوزی اور اخلاص کی آئینہ دار ہو اور انداز ایسا دل نشیں اور سادہ ہو کہ مخاطب میں، ضد، نفرت، ہٹ دھرمی، تعصّب اور حمیتِ جاہلیت کے جذبات نہ ابھریں بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے سمجھنے پر مجبور ہو اور اس میں حق کی طلب پیدا ہو اور جہاں یہ کیفیتیں پیدا ہوتی نظر نہ آئیں آپ اپنی زبان بند کر لیجیے اور اس مجلس سے اٹھ کر چلے آئیے۔

۲- ہر حال میں پورے دین کی دعوت دیجیے اور اپنی سمجھ سے اس میں کاٹ چھانٹ نہ کیجیے۔ اسلام کی دعوت دینے والے کو یہ حق ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کے کچھ اجزا پیش کرے اور کچھ چھپائے رکھے۔

خدا کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (یونس: ۱۵-۱۷)

’’اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہماری ملاقات کا یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں، اس قرآن کے بہ جائے کوئی دوسرا قرآن لایے یا اسی میں کچھ تغیر و تبدل کر دیجیے۔ آپ فرما دیجیے کہ میں اپنی طرف سے ہرگز اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ میں تو خود اسی وحی کا پیرو ہوں، جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہول ناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اور کہیے اگر خدا نے یہ نہ چاہا ہوتا کہ میں یہ قرآن تمھیں سناؤں تو میں کبھی نہ سنا سکتا اور نہ وہی تمھیں اس سے واقف کرتا۔ آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا، جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کرے یا خدا کی (واقعی) آیات کو جھوٹا قرار دے۔ یقیناً مجرم لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔‘‘

حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں داعی کا کام بہ ہر حال یہی ہے کہ وہ دین کو اپنی اصل اور مکمل حالت میں پیش کرے، اور خدا کے دین میں کمی بیشی اور حالات کے تقاضوں کے تحت اپنی سمجھ سے اس میں تغیر و تبدّل بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی، ـــــ اسلام، اس خدا کا بھیجا ہوا دین ہے، جس کا علم پوری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جو ازل سے ابد تک کا یقینی علم رکھتا ہے اور جس کا نقطۂ نظر غلطی سے قطعاً پاک ہے، جو انسانی زندگی کے آغاز سے بھی واقف ہے اور انجام سے بھی اور جس کی مشیّت کے تحت ہی انسانی معلومات میں روز بہ روز حیرت انگیز وسعت پیدا ہو رہی ہے اور انسانی زندگی میں غیر معمولی ترقیاں رونما ہوتی جا رہی ہیں، کسی اور کے لیے تو بھلا کسی کمی بیشی کی کیا گنجائش ہوگی جب کہ خود داعیِ اوّل کا مقام یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک مثالی فرماں بردار کی طرح اس دین کی پیروی کریں اور نافرمانی کے تصور سے لرزتے رہیں۔

۳- دین کو اس حکمت کے ساتھ فطری انداز میں پیش کیجیے کہ وہ غیر فطری بوجھ نہ محسوس ہو۔ اور لوگ بدکنے اور متنفر ہونے کے بہ جائے، اس کو قبول کرنے میں سکون اور راحت محسوس کریں، اور آپ کی نرمی، شیریں زبانی اور حکیمانہ طرزِ دعوت سے لوگ دین میں غیر معمولی کشش محسوس کریں۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں ’’ایک بار میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ

ایک آدمی کو چھینک آئی میں نے نماز ہی میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہہ کر چھینک کا جواب دے دیا۔ لوگ مجھے گھورنے لگے۔ میں نے کہا۔ خدا تمھارا بھلا کرے مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ تو لوگوں نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا ——— میں خاموش ہوگیا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے ——— میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے ایسا بہترین تعلیم و تربیت کرنے والا نہ ان سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ان کے بعد! آپؐ نے نہ تو مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف یہ فرمایا۔ دیکھو! یہ نماز ہے۔ نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے خدا کی پاکی اور برتری بیان کرنے کا۔ اس کی بڑائی بیان کرنے اور قرآن پڑھنے کا۔"

۴- اپنی تحریر، تقریر اور دعوتی گفتگوؤں میں ہمیشہ اس اعتدال کا اہتمام رکھیے کہ سننے والوں پر امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور خوف کی بھی۔ نہ تو خوف پر ایسا مبالغہ آمیز زور دیجیے کہ وہ خدا کی رحمت سے مایوس ہونے لگیں اور اپنی اصلاح اور نجات انھیں نہ صرف مشکل بلکہ محال نظر آنے لگے۔ اور نہ خدا کی رحمت اور بخشش کا ایسا تصور پیش کیجیے کہ وہ بالکل ہی بے باک اور غیر ذمہ دار بن جائیں اور خدا کی بے پایاں رحمت و بخشش کا سہارا لے کر نافرمانیوں پر کمر باندھ لیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

"بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو (ایسے انداز سے خدا کی طرف دعوت دیتا ہے کہ) خدا سے مایوس نہیں کرتا اور نہ خدا کی نافرمانی کے لیے انھیں رُخصتیں دیتا ہے اور نہ خدا کے عذاب سے انھیں بے خوف بناتا ہے۔"

۵- دعوتی کوششوں میں دوام اور تسلسل پیدا کیجیے۔ اور جو پروگرام بنائیں اسے استقلال اور ذمّہ داری کے ساتھ برابر چلاتے رہنے کی کوشش کیجیے۔ پروگراموں کو ادھورا چھوڑنے اور نئے نئے پروگرام بنانے کی عادت سے بچیے۔ تھوڑا کام کیجیے لیکن مسلسل کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"بہترین عمل وہ ہے جو مسلسل کیا جاتا رہے۔ چاہے وہ کتنا ہی تھوڑا ہو۔"

۶- دعوت و تبلیغ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجیے اور صبر و استقامت دکھایئے۔

قرآن میں ہے:

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ

(لقمٰن:۱۷)

''اور نیکی کا حکم دو۔ اور برائی سے روکو اور اس راہ میں جو مصائب بھی آئیں ان کو استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔''

راہِ حق میں مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے، آزمائش کی منزلوں سے گزر کر ہی ایمان میں قوت آتی ہے اور اخلاق و کردار میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا اپنے ان بندوں کو ضرور آزماتا ہے، جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اپنے دین و ایمان میں جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اِسی لحاظ سے سخت ہوتی ہے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

(البقرہ:۱۵۵-۱۵۷)

''اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ''ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے،'' انھیں خوش خبری دے دیجیے، ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہوں گی۔ اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی، اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔''

حضرت سعدؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہؐ! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''انبیاء کی، پھر جو دین و ایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو

اور پھر جو اس سے قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے، پس جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کم زور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے۔ اور یہ آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔" (مشکوٰۃ)

اور نبی ﷺ نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے خدا کی راہ میں اتنا اتنا ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور مجھے خدا کی راہ میں اتنا اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کوئی آدمی اتنا نہیں ڈرایا گیا اور ہم پر تیس شب و روز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلالؓ کے کھانے کے لیے کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس مختصر توشے کے جو بلالؓ کی بغل میں تھا۔"

(ترمذی)

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا۔ اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔" (بخاری، مسلم)

دراصل آزمائشیں تحریک کو قوت پہنچانے اور آگے بڑھانے کا لازمی ذریعہ ہیں۔ آزمائشوں کی منزلوں سے گزرے بغیر کوئی تحریک کبھی کام یاب نہیں ہوسکتی، بالخصوص وہ تحریک جو عالمِ انسانی میں ایک ہمہ گیر انقلاب کی دعوت دیتی ہو اور پوری انسانی زندگی کو نئی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہو۔ جس زمانے میں مکے کے سنگ دل، نبیؐ اور نبیؐ کے ساتھیوں پر بے پناہ ظلم و ستم توڑ رہے تھے انھی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خبّاب بن الارتؓ بیان فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ بیت اللہ کے سایے میں چادر سر کے نیچے رکھے آرام فرما رہے تھے۔ ہم آپؐ کے پاس شکایت لے کر پہنچے۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ ہمارے لیے خدا سے مدد طلب نہیں فرماتے۔ آپؐ اس ظلم کے خاتمے کی دعا نہیں کرتے (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا دور ختم ہوگا؟) نبیؐ نے یہ سن کر فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لیے گڑھا کھودا جاتا۔ پھر اس کو اِس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور

اس کے جسم کو چیرا جاتا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے مگر وہ خدا کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ قسم ہے خدا کی، یہ دین غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار (یمن کے دارالخلافے) صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری اٹھا نہ لے جائیں۔ لیکن افسوس کہ تم جلدی مچا رہے ہو۔" (بخاری)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "میری امت میں برابر ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو خدا کے دین کا محافظ رہے گا۔ جو لوگ ان کا ساتھ نہ دیں گے اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کو تباہ نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ خدا کا فیصلہ آجائے اور یہ دین کے محافظ لوگ اپنی اسی حالت پر قائم رہیں گے۔" (بخاری، مسلم)

۷- بے جا رواداری، مداہنت اور اصولوں کی قربانی دینے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ قرآن میں مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (الفتح:۲۹) "وہ کافروں پر سخت ہوتے ہیں۔"

یعنی وہ اپنے دین اور اصول کے معاملے میں انتہائی شدید ہوتے ہیں۔ وہ کسی حال میں بھی اپنے اصولوں کے معاملے میں کوئی مصالحت یا مداہنت نہیں کرتے۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن دین و اصول کی قربانی نہیں دے سکتے۔ مسلمانوں کو خدا نے نبی ﷺ کے توسط سے ہدایت دی ہے:

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ ۚ

(الشوریٰ:۱۵)

"پس آپ اسی دین کی طرف دعوت دیجیے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اسی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیے اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیے۔"

دین کے معاملے میں مداہنت، بے جا رواداری اور باطل سے مصالحت وہ خطرناک کم زوری ہے جو دین و ایمان کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب بنی اسرائیل خدا کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو ان کے علماء نے ان کو روکا لیکن وہ نہیں رکے (تو ان کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بہ جائے) ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ جب ایسا ہوا تو خدا نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیے اور پھر حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبان سے خدا نے ان پر لعنت کی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے اور ظالم کو حق کے آگے جھکاؤ گے۔ اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے اور پھر خدا تمھیں اپنی رحمت اور ہدایت سے دور پھینک دے گا، جس طرح بنی اسرائیل کو اس نے محروم کر دیا۔''

۸- اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت اور ان کو اقامتِ دین کا فریضہ انجام دینے کے لیے تیار کرنا آپ کا اوّلین فرض بھی ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا فطری میدان بھی۔ اس میدان کو چھوڑ کر اپنی تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کے لیے محض باہر کے میدان تلاش کرنا غیر حکیمانہ اور غیر فطری عمل ہے اور یہ بہت بڑی کوتاہی اور فرار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ قحط کے زمانے میں اپنے گھر والوں کو بھوک پیاس سے نڈھال اور جاں بلب چھوڑ کر باہر کے ضرورت مندوں کو تلاش کر کے غلّہ تقسیم کرنے کی فیاضی کا مظاہرہ کریں۔ گویا نہ تو آپ کو بھوک پیاس اور قربت و محبت کا احساس ہے اور نہ غلّے کی تقسیم کی حکمت ہی سے آپ کا ذہن آشنا ہے۔ قرآن میں مومنوں کو ہدایت دی گئی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)

''مومنو! بچاؤ اپنے کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔''

اور نبی ﷺ نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے:

''تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی جو تمھاری نگرانی میں ہوں گے۔ حاکم نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگراں ہے۔ تو تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمّہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیے گئے ہیں۔''

(بخاری، مسلم)

۹- اپنے پڑوسیوں اور محلے والوں کی اصلاح و تعلیم کی بھی فکر کیجیے اور اس کو بھی اپنا فریضہ سمجھئے۔ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا: ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انھیں دین نہیں سکھاتے اور انھیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرت ناک نتائج نہیں بتاتے۔ اور انھیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین کی تعلیم دیں۔ ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں۔ انھیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں ورنہ میں انھیں بہت جلد سزا دوں گا۔ پھر آپؐ ممبر سے اتر آئے اور تقریر ختم فرمادی۔

سننے والوں میں سے بعض لوگوں نے دوسروں سے پوچھا، یہ کون لوگ تھے جن کے خلاف نبیؐ نے تقریر فرمائی؟ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپؐ کا روئے سخن قبیلۂ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کا علم رکھنے والے لوگ ہیں اور ان کے پڑوس میں چشموں پر رہنے والے دیہاتی اجڈ لوگ ہیں۔ جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے خدا کے رسولؐ! آپؐ نے اپنے خطبے میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا۔ تو فرمایئے ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ''لوگوں کا فرض ہے کہ وہ

اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، انھیں وعظ و نصیحت کریں، اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں، اسی طرح لوگوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل کریں۔ ان کی نصیحتوں کو قبول کریں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ میں بہت جلد ان لوگوں کو دنیا میں سزا دوں گا۔'' یہ سن کر قبیلۂ اشعر کے لوگوں نے کہا۔ اے خدا کے رسولؐ! کیا ہم دوسرے لوگوں میں سمجھ پیدا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں یہ تمھاری ذمہ داری ہے۔'' تو یہ لوگ بولے۔ حضور ہمیں ایک سال کی مہلت دیجیے۔ چناں چہ حضورؐ نے ان کو ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھائیں اور دینی سمجھ پیدا کر دیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ o کَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ o

(المائدہ: ۷۸، ۷۹)

''بنی اسرائیل کے کفر کرنے والوں پر لعنت کی گئی داؤدؑ کی زبان سے اور عیسی ابن مریمؑ کی زبان سے اور یہ لعنت اس لیے کی گئی کہ انھوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور برابر خدا کے احکام توڑتے چلے گئے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں کے کرنے سے نہیں روکتے تھے۔ بلاشبہ ان کی یہ حرکت انتہائی بری تھی۔''

۱۰۔ جن لوگوں کے درمیان آپ دعوت و تبلیغ کا خوش گوار فریضہ انجام دے رہے ہوں، ان کے مذہبی معتقدات اور جذبات کا احترام و لحاظ کیجیے۔ نہ ان کے بزرگوں اور پیشواؤں کو برے نام سے یاد کیجیے، نہ ان کے معتقدات پر حملے کیجیے، نہ ان کے مذہبی نظریات کی تحقیر کیجیے۔ مثبت انداز میں حکمت کے ساتھ اپنی دعوت پیش کیجیے اور تنقید میں بھی مخاطبین کو بھڑکانے کے بہ جائے نہایت دل سوزی کے ساتھ ان کے دل میں اپنی بات اتارنے کی کوشش کیجیے۔ اس لیے کہ جذباتی تنقید اور توہین آمیز گفتگو سے مخاطب میں کسی خوش گوار تبدیلی کی توقع نہیں ہوتی۔ البتہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں حمیتِ جاہلیت اور تعصب کے ہیجان میں وہ خدا اور دین کی شان میں

گستاخی کرنے لگے اور دین سے قریب آنے کے بجائے وہ اور زیادہ دین سے دور ہو جائے۔

قرآن کی ہدایت ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:۱۰۸)

”(اے مومنو!) یہ لوگ خدا کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو، ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر خدا کو گالیاں دینے لگیں۔“

۱۱۔ ”داعی الی اللہ“ بن کر دعوت کا فریضہ انجام دیجیے۔ یعنی صرف اللہ کی طرف دعوت دینے والے بنیے۔ خدا کے بندوں کو خدا کے سوا کسی اور چیز کی طرف ہرگز نہ بلایے، نہ وطن کی طرف بلایے نہ قوم اور نسل کی طرف، نہ کسی زبان کی طرف دعوت دیجیے، نہ کسی جماعت کی طرف، مومن کا نصب العین صرف خدا کی رضا ہے۔ اسی نصب العین کی طرف دعوت دیجیے اور یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کیجیے کہ بندے کا کام محض یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بندگی کرے، اپنی انفرادی زندگی میں بھی، اور خانگی زندگی میں بھی، سماجی زندگی میں بھی اور ملکی معاملات میں بھی، غرض پوری زندگی میں اپنے مالک اور پروردگار کے کہنے پر چلے اور اس کے قانون کی مخلصانہ پیروی کرے۔ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جس کو مسلمان اپنا نصب العین قرار دے اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔ مومن جب بھی خدا کی ہدایت سے منھ موڑ کر خدا کی رضا کے سوا کسی اور چیز کو اپنا نصب العین قرار دے گا۔ دونوں جہان میں ناکام و نامراد ہوگا۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (حٰمٓ السجدہ:۳۳)

”اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی، جس نے اللہ کی طرف دعوت دی، اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں خدا کا فرماں بردار اور مسلم ہوں۔“

۳۸

نظمِ جماعت کے آداب

۱- دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے لیے مضبوط تنظیم وجود میں لایئے اور اقامتِ دین کے لیے اجتماعی جدّوجہد کیجیے۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ (آل عمران: ۱۰۴)

''اور تم میں ایک جماعت تو ایسی ضرور ہی ہونا چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔''

''الخیر'' سے مراد ہر وہ فطری بھلائی ہے جسے ہمیشہ انسانی فطرت نے بھلائی سمجھا ہے اور جس کی بھلائی ہونے کی شہادت آسمانی کتابوں نے دی ہے، ان تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی ایک جامع اور مرتّب شکل خدا کا بھیجا ہوا وہ دین ہے جو ہر دور میں خدا کے پیغمبر لاتے رہے ہیں، جس کی آخری مکمل، مستند اور محفوظ شکل وہ کتاب وسنت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے گئے ہیں۔ اسی خیر کی طرف دعوت دینے اور بھلائیوں سے دنیا کو مالا مال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان جماعت بن کر منظّم طور پر اس کام کو انجام دیں۔ اور زندگی کے ہر میدان میں باطل پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے مضبوط اجتماعیت وجود میں لائیں اور انتہائی منظّم اجتماعی جدّوجہد کریں۔ خدا نے مومنوں کی اس مضبوط اجتماعیت اور اجتماعی جدّوجہد کا نقشہ کھینچتے ہوئے ان کی مثالی اجتماعیت کی تعریف کی ہے اور ان کو اپنا محبوب قرار دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمۡ بُنۡيَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ○ (الصف: ۴)

''بلاشبہ وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں جو اس کی راہ میں استقلال کے ساتھ صف باندھے لڑتے رہتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔''

نبی ﷺ نے اجتماعی زندگی کی اہمیت اور جماعت بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''تین آدمی جو کسی جنگل میں رہتے ہوں، ان کے لیے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر منتخب کرلیں۔'' (منتقیٰ)

اور آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو اسے ''الجماعت'' سے چمٹا رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے، اور جب وہ دو ہو جاتے ہیں تو وہ دور بھاگ جاتا ہے۔''

''الجماعت'' سے مراد مسلمانوں کی ایسی منظّم اجتماعیت ہے، جب اقتدار اسلام کے ہاتھ میں ہو، اور مسلمان خلیفہ اسلامی احکام وقوانین نافذ کر رہا ہو اور سارے اہلِ اسلام اس کی قیادت ورہنمائی پر متفق ہوں، ــــــ ایسی حالت میں کسی مسلمان کے لیے قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ جماعت سے الگ رہ کر زندگی گزارے اور جب یہ الجماعت موجود نہ ہو تو امت کا فرض ہے کہ وہ منظّم ہو کر اجتماعی جدّوجہد کے ذریعے اس الجماعت کو وجود میں لانے کی کوشش کرے۔

۲- اتحاد و تنظیم کی بنیاد صرف دین کو بنایے۔ اسلامی تنظیم وہی ہے جس کی بنیاد خدا کا دین ہو۔ خدا کے دین کو چھوڑ کر کسی اور بنیاد پر مسلمانوں کا اتحاد واتفاق، وہ اتحاد نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے دیا ہے اور ایسی تنظیم اور جماعت درحقیقت اسلامی تنظیم نہیں ہے۔ مسلمانوں میں حقیقی رشتۂ اخوت واتحاد صرف دین ہے۔ دین کے سوا جس چیز کو بھی یہ اپنے اتحاد کی بنیاد بنائیں گے متحد ہونے کے بہ جائے منتشر ہوں گے اور ایک ''الجماعت'' بننے کے بہ جائے گروہ، گروہ اور فرقہ، فرقہ بن جائیں گے۔

جماعت بنایے تو صرف اس لیے کہ خدا کا دین قائم کرنا آپ کا نصب العین ہو اور آپ کی ساری تگ ودو محض اسی کی خاطر ہو۔

قرآن کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ

اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ (آل عمران: ۱۰۳)

''اور تم سب مل کر خدا کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا، اور الگ الگ فرقے نہ بن جانا اور خدا کے اس احسان کو یاد رکھنا جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمھارے دل جوڑ دیے اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔''

خدا کی رسّی سے مراد خدا کا دین، اسلام ہے، قرآن کے نزدیک مسلمانوں کی وحدت و اجتماعیت کی بنیاد یہی دین ہے اس کے سوا کوئی بھی بنیاد مسلمانوں کو جوڑنے والی نہیں بلکہ پارہ پارہ کر دینے والی ہے۔

۳- دعوتِ حق کے کارکنوں سے دلی محبت کیجیے اور اس رشتے کو ہر رشتے سے زیادہ اہم اور قابلِ احترام سمجھیے۔

قرآن میں مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَ ہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَ ہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ (المجادلہ: ۲۲)

''تم اس گروہ کو جو خدا اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے ان لوگوں سے محبت اور الفت کرتے نہ دیکھو گے جو خدا اور اس کے رسول کی دشمنی اور مخالفت پر کمر بستہ ہوں، چاہے وہ اس کے اپنے ہی باپ یا اپنے ہی بیٹے یا اپنے ہی بھائی یا اپنے ہی خاندان والے کیوں نہ ہوں۔''

۴- جماعتی رفقا کی نصح و خیر خواہی کا اہتمام کیجیے اور جماعتی زندگی میں باہمی تلقین کے جذبے کو بیدار رکھیے۔ اس لیے کہ یہی کام یابی کی ضمانت ہے:

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (العصر: ۱-۳)

''زمانہ گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو نیک عمل کرتے رہے، اور جو ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کرتے رہے اور صبر و ثبات کی تلقین کرتے رہے۔''

۵۔ جماعتی نظم کی پوری پوری پابندی کیجیے اور اس کو محض جماعتی استحکام کا ذریعہ ہی نہ سمجھیے بلکہ دینی فریضہ تصور کیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ (النور: ۶۲)

''مومن تو حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول کو دل سے مانیں، اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول کے ساتھ ہوں، تو ان سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ خدا اور اس کے رسول کو ماننے والے ہیں۔''

نظمِ جماعت کی پابندی اور اپنے قائد کی اطاعت و فرماں برداری محض ایک قانونی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک اہم شرعی معاملہ ہے اور قرآنِ پاک نے ان لوگوں کے ایمان کی سچائی کی شہادت دی جو نظمِ جماعت کے پابند ہوں اور کسی جماعتی ڈیوٹی سے اسی وقت ہٹیں جب اپنے سربراہِ کار سے اجازت حاصل کرلیں۔

۶۔ جماعتی زندگی میں نیکی کے جو کام بھی ہو رہے ہوں، خلوصِ دل سے اس میں تعاون کیجیے اور جو کچھ کرسکتے ہوں اس سے دریغ نہ کیجیے۔ خود غرضی، مطلب برآری اور خود پرستی جیسے گندے جذبات سے اپنا اخلاقی دامن پاک رکھیے۔

قرآن کی ہدایت ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ص (المائدہ: ۲) ''اور نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔''

۷۔ رفقا سے تعلقات خوش گوار رکھیے۔ اور کبھی کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجیے اور دل کو کدورت سے پاک رکھیے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص (الانفال:۱) ''پس خدا سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات کو خوش گوار رکھو۔''

۸- اسلامی جماعت کے امیر کی خوش دِلی کے ساتھ اطاعت کیجیے اور اس کے خیر خواہ اور وفادار رہیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمانوں کو اپنے ذمہ دار کی بات سننی اور ماننی ضروری ہے چاہے وہ حکم اپنی طبیعت کے لیے خوش گوار ہو یا ناخوش گوار بہ شرطے کہ وہ خدا کی نافرمانی کی بات نہ ہو، ہاں! جب خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بات نہ سننی چاہیے اور نہ ماننی چاہیے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''دین مخلصانہ خیر خواہی اور وفاداری کا نام ہے''___ تین بار آپؐ نے یہ بات دُہرائی۔ ہم لوگوں نے پوچھا ''کس کی خیر خواہی اور وفاداری'' ارشاد فرمایا: خدا کی، اس کے رسول کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی وفاداری۔ (مسلم)

۹- جماعتی عصبیت، تنگ نظری اور دھڑے بندی سے پرہیز کیجیے۔ کشادہ دِلی اور خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے تعاون کیجیے۔ اور جو لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہوں ان کی قدر کیجیے۔ ان کے ساتھ خیر خواہی اور اخلاص کا برتاؤ کیجیے اور ان کو اپنا رفیقِ سفر اور معینِ کار سمجھئے۔ دین کا کام کرنے والے درحقیقت سب ایک دوسرے کے ناصر و حامی ہیں۔ سب کا مطلوب دین ہے اور سب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق دین کی خدمت ہی کرنا چاہتے ہیں۔ خلوص کے ساتھ افہام و تفہیم کے ذریعے ایک دوسرے کی غلطی واضح کرنا اور صحیح طرزِ فکر و عمل کی نشان دہی کرنا تو ایک نہایت ہی مبارک عمل ہے اور یہ ہونا ہی چاہیے۔ البتہ باہمی منافرت، کشیدگی، بغض و عناد، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا، وہ رکیک طرزِ عمل ہے جو کسی طرح بھی داعیانِ دین کے شایانِ شان نہیں ہے اور ان لوگوں کا دامن اس طرح کے داغوں سے بالکل ہی صاف ہونا چاہیے جو واقعی دل کی گہرائی سے یہ چاہتے ہیں کہ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو خدا کی راہ میں لگائیں اور زندگی میں خدا کے دین کی کچھ خدمت کر جائیں۔

۳۹

قیادت کے آداب

۱- اسلامی جماعت کی قیادت اور رہ نمائی کے لیے ایسے شخص کو منتخب کیجیے جو خدا ترسی اور پرہیز گاری میں سب سے بڑھا ہوا ہو، دین میں بزرگی اور بڑائی کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان بلکہ دین میں وہی شخص سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

یٰـاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (الحجرات: ۱۳)

”اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، تمھارے کنبے اور قبیلے بنائے تا کہ تم باہم پہچانے جاؤ۔ بلاشبہ خدا کے نزدیک تم سب میں زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو تم سب میں زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔“

۲- قیادت کے انتخاب کو ایک خالص دینی فریضہ سمجھیے اور اپنی رائے کو خدا کی امانت سمجھتے ہوئے صرف اسی شخص کے حق میں استعمال کیجیے، جس کو آپ واقعی اس بارِ گراں کو اٹھانے اور اس کا حق ادا کرنے کے لائق سمجھتے ہوں۔ خدا کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ (النساء: ۵۸)

”بلاشبہ خدا تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں انھی کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں۔“

یہ ایک اصولی اور جامع ہدایت ہے، جو ہر طرح کی امانتوں پر حاوی ہے اور سلسلۂ بیان میں امانتوں سے مراد اسلامی جماعت کی ذمّہ داریاں ہیں یعنی اسلامی جماعت کی قیادت اور رہ نمائی کے لیے اپنی رائے اور پسند کی امانت اسی اہل تر شخص کے حوالے کیجیے جو واقعی اس بارِ امانت کو اٹھانے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہو۔ اس معاملے میں جانب داری یا بے جا رواداری

اور اسی طرح کے دوسرے عوامل سے متاثر ہو کر رائے دینا خیانت ہے، جس سے مومن کا دامن پاک ہونا چاہیے۔

۳- اگر آپ مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری سنبھالیں۔ تو اپنے فرائض کا پورا پورا شعور رکھیے اور کامل دیانت، محنت، احساس ذمہ داری اور تن دہی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی انجام دیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو خدا اس پر جنت حرام کردے گا۔'' (بخاری، مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور ان کے کام انجام دینے میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح وہ اپنی ذاتی ضرورت کے لیے خود کو تھکاتا ہے تو خدا اس شخص کو منھ کے بل جہنم میں گرادے گا۔'' (طبرانی)

۴- اپنے مامورین کے ساتھ نرمی، شفقت، انصاف اور بردباری کا برتاؤ کیجیے تاکہ وہ کھلے دل سے آپ کے ساتھ تعاون کریں اور خدا آپ کی جماعت کو اپنے دین کی کچھ خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ قرآن میں نبی ﷺ کی تعریف میں کہا گیا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (آل عمران:۱۵۹)

''یہ خدا کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ ان لوگوں کے لیے انتہائی نرم دل ہیں ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔''

اور آپؐ کو تاکید کی گئی ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۚ (الشعراء:۲۱۵)

''اور آپ اپنے شفقت کے بازو پھیلا دیجیے ان مومنوں کے لیے جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔''

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! ہمارا تم پر حق ہے کہ پیٹھ پیچھے، ہماری مخلصانہ خیر خواہی کرو اور نیکی کے امور میں ہماری مدد کرو۔'' پھر ارشاد فرمایا:

''اے حکومت کے ذمہ دارو! سربراہ کی بردباری اور نرمی سے زیادہ نفع بخش اور خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور کوئی بردباری نہیں ہے۔ اسی طرح سربراہ کی ناسمجھی اور جذباتیت اور بے سوچے سمجھے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور ناپسندیدہ کوئی دوسری نادانی اور بدسلیقگی نہیں ہے۔''

۵- اپنے رفقاء کی اہمیت کو محسوس کیجیے۔ ان کے جذبات کا احترام کیجیے، ان کی ضرورتوں کا احساس کیجیے۔ اور ان کے ساتھ ایسا برادرانہ سلوک کیجیے کہ وہ آپ کو اپنا سب سے بڑا خیر خواہ سمجھیں۔

حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں، ایک بار ہم کچھ ہم عمر نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں رہنے کے لیے پہنچے اور ہم آپؐ کی خدمت میں بیس رات تک رہے، واقعی خدا کے رسول انتہائی نرم دل اور رحیم تھے۔ جب آپؐ نے یہ محسوس کیا کہ اب ہمیں گھر والوں کی یاد ستا رہی ہے تو ہم سے پوچھنے لگے کہ تم لوگ اپنے پیچھے گھر میں کن کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے تفصیل بتائی تو فرمایا: اچھا تو اب تم لوگ اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور انھی کے ساتھ رہو اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے ان کو سکھاؤ، اور انھیں نیک باتوں کی تلقین کرو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے دے اور جو تم میں علم و کردار کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہو وہ نماز پڑھائے۔

۶- اپنے رفقاء کی قدر کیجیے۔ اور انھی کو اپنا اصل سرمایہ سمجھتے ہوئے پوری تن دہی اور دل سوزی کے ساتھ ان کی تربیت کیجیے۔ ان کو نادار اور مفلس سمجھ کر ان لوگوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھیے جن کو خدا نے دنیوی شان و شوکت اور مال و اسباب دے کر ڈھیل دی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ (الکہف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیّت اور رفاقت پر مطمئن رکھیے جو اپنے رب کی رضا کے طالب بن کر صبح و شام اس کو پکارتے رہتے ہیں۔ اور ان کو نظر انداز کر کے دنیوی شان و شوکت کی طلب میں اپنی نگاہیں نہ دوڑایے۔''

درحقیقت دینی جماعت کا اصل سرمایہ وہی لوگ ہیں جو تن من دھن سے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگ گئے ہیں۔ جماعت کے قائد کا فرض ہے کہ ان کی اہمیّت کا احساس کرے اور اپنی ساری توجہ انھی کی تربیت اور تیاری پر مرکوز رکھے۔

۷- جماعت کے سارے اہم کام رفقاء کے مشوروں سے طے کیجیے اور انجام دیجیے اور رفقاء کے مخلصانہ مشوروں سے فائدہ اٹھا کر جماعت کے کاموں سے ان کا لگاؤ اور شغف بڑھایے۔ مومنوں کی صفت خدا نے یہ بھی بیان کی ہے کہ ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے ہوتے ہیں۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص (الشوریٰ:۳۸) ''اور ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہیں۔''

اور نبی ﷺ کو تاکید کی گئی ہے کہ خاص معاملات میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیجیے۔

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج (آل عمران:۱۵۹) ''اور خاص معاملے میں ان سے مشورہ کیجیے۔''

۸- جماعتی معاملات میں ہمیشہ فراخ دِلی اور ایثار سے کام لیجیے، اپنے اور اپنے گھر والوں کو کسی معاملے میں ترجیح نہ دیجیے۔ بلکہ ہمیشہ ایثار اور فیاضی کا برتاؤ کیجیے تاکہ رفقاء خوش دلی کے ساتھ ہر قربانی دینے کے لیے پیش پیش رہیں۔ اور ان میں جماعت سے بددلی اور بے تعلقی نہ پیدا ہو اور نہ خودغرضی اور مطلب برآری کے جذبات ابھرنے پائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بار حضرت عمرؓ سے کہا:

''اے خطّاب کے بیٹے! میں نے مسلمانوں پر تمھیں اس لیے منتخب کیا ہے کہ تم ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرو۔ تم نے نبی ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے، تم نے دیکھا ہے کہ نبیؐ کس طرح ہم کو اپنے اوپر اور ہمارے گھر والوں کو اپنے گھر والوں کے اوپر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ

ہم کو جو کچھ آپ کی طرف سے ملتا۔ اس میں سے کچھ بچ جاتا تو وہ ہم نبیؐ کے گھر والوں کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔'' (کتاب الخراج)

۹- جانب داری اور خویش پروری سے ہمیشہ بچتے رہیے اور بے جا مروّت اور رواداری سے بھی پرہیز کیجیے۔ حضرت یزید بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے مجھے سپہ سالار بنا کر شام کی طرف روانہ کیا تو اس وقت یہ نصیحت فرمائی:

''اے یزید! تمھارے کچھ عزیز اور رشتہ دار ہیں، ہوسکتا ہے کہ تم ان کو کچھ ذمہ داریاں دینے میں ترجیح دینے لگو۔ تمھارے لیے میرے نزدیک سب سے زیادہ اندیشے اور خوف کی بات یہی ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمّہ دار ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو محض رشتہ داری کی بنا پر یا محض دوستی کی وجہ سے حکمراں بنائے تو خدا اس کی طرف سے کوئی فدیہ قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ جہنم میں ڈال دے گا۔'' (کتاب الخراج)

۱۰- جماعت کے نظم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط رکھنے کی کوشش کیجیے اور کبھی اس معاملے میں بے جا نرمی اور ڈھیل سے کام نہ لیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے:

فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡکَ لِبَعۡضِ شَاۡنِہِمۡ فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ مِنۡہُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَہُمُ اللّٰہَ ؕ (النور:۶۲)

''تو جب وہ اپنے کسی خاص کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں، اور ان لوگوں کے حق میں خدا سے استغفار کیا کریں۔''

یعنی جب جماعت کے رفقاء کسی اجتماعی ضرورت کے لیے جمع ہوں اور پھر بعض لوگ اپنی نجی ضرورت اور معذوریوں کی وجہ سے اجازت مانگنے لگیں تو سربراہِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ نظمِ جماعت کی اہمیت کے پیشِ نظر صرف انھی لوگوں کو اجازت دے جن کی ضرورت واقعی اس اجتماعی دینی کام کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح ہو یا جن کی معذوری واقعی شرعی معذوری ہو، اور اس کا قبول کرنا ضروری ہو۔

بابِ پنجم: احساسِ عبدیّت

(۴۰)

توبہ واستغفار کے آداب

ا۔توبہ کی قبولیت سے کبھی مایوس نہ ہوں، کیسے ہی بڑے بڑے گناہ ہوگئے ہوں، توبہ سے اپنے نفس کو پاک کیجیے اور خدا سے پرامید رہیے، مایوسی کافروں کا شیوہ ہے۔ مومنوں کی تو امتیازی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہوتے ہیں اور کسی حال میں خدا سے مایوس نہیں ہوتے۔ گناہوں کی زیادتی سے گھبرا کر مایوسی میں مبتلا ہونا اور توبہ کی قبولیت سے نا امید ہونا ذہن وفکر کی تباہ کن گم راہی ہے۔ خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہ تعریف نہیں فرمائی ہے کہ ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا بلکہ فرمایا ان سے گناہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ صفائی سے ان کا اعتراف کرتے ہیں اور خود کو پاک کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۖ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران:۱۳۵)

”اور اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہوجاتا ہے یا وہ اپنے اوپر کبھی زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو معاً انھیں خدا یاد آجاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور خدا کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرسکتا ہو؟ اور وہ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر ہرگز اصرار نہیں کرتے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (الاعراف:۲۰۱)

"فی الواقع جو لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انھیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انھیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ صحیح روش کیا ہے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سارے کے سارے انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔" (ترمذی)

قرآن پاک میں خدا نے اپنے پیارے بندوں کی یہ امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ سحر کے اوقات میں خدا کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ اور مومنوں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرتے رہیں۔ اور یہ یقین رکھیں کہ خدا ان کے گناہوں پر عفو ودرگزر کا پردہ ڈال دے گا اس لیے کہ وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا اور اپنے بندوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے۔"

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○

(ہود: ۹۰)

"اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بلاشبہ میرا رب بڑا ہی رحم فرمانے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔"

۲- خدا کی رحمت سے ہمیشہ پر امید رہیے اور یہ یقین رکھیے کہ میرے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں خدا کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ کرنے والا بھی جب اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر خدا کے حضور گڑگڑاتا ہے تو خدا اس کی سنتا ہے اور اس کو اپنے دامنِ رحمت میں پناہ دیتا ہے:

يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ (الزمر: ۵۳، ۵۴)

''اے میرے وہ بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے ہو۔ خدا کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا یقیناً خدا تمھارے سارے کے سارے گناہ معاف فرمادے گا، وہ بہت ہی معاف فرمانے والا اور بڑا ہی مہربان ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی فرماں برداری بجالاؤ اس سے پہلے کہ تم پر کوئی عذاب آپڑے اور پھر تم کہیں سے مدد نہ پاسکو۔''

۳- زندگی کے کسی حصے میں گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا احساس پیدا ہو اسے خدا کی توفیق سمجھئے اور توبہ کے دروازے کو کھلا سمجھئے۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک ان کی سانس نہیں اکھڑتی البتہ سانس اکھڑنے کے بعد جب انسان دوسرے عالم میں جھانکنے لگتا ہے تو توبہ کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''خدا اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے مگر سانس اکھڑنے سے پہلے پہلے۔'' (ترمذی)

حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں نے ان کو اندھیرے کنویں میں دھکیل کر اپنی دانست میں انھیں ختم کر دیا۔ گویا وہ نبی کے قتل کا گناہ کر بیٹھے اور ان کا کرتا خون میں رنگ کر اپنے باپ یعقوبؑ کو یقین دلانے کی کوشش کرنے لگے کہ یوسف مر گئے اور ان کو بھیڑیے نے اپنی غذا بنا لیا۔ لیکن ایسے عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے کے کئی سال بعد جب ان میں اپنے جرم کا احساس ابھرتا ہے اور وہ شرمسار ہو کر اپنے والد سے درخواست کرتے کہ ابّا جان ہمارے لیے خدا سے دعا کیجیے کہ خدا ہمارے گناہ کو معاف فرمادے تو خدا کے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام یہ کہہ کر انھیں مایوس نہیں کرتے کہ تمھارا گناہ بہت عظیم ہے اور اس عظیم ترین گناہ پر اب برسوں گزر چکے ہیں لہٰذا اب معافی کا کیا سوال؟ بلکہ وہ ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ میں ضرور تمھارے لیے اپنے پروردگار سے دعائے مغفرت کروں گا۔ اور انھیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ خدا ضرور تمھیں معاف فرمادے گا اس لیے کہ وہ بہت زیادہ درگزر کرنے والا اور بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ۝ (یوسف: ۹۷)

''ان سب نے کہا'' اے ابّا جان! ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دُعا کیجیے واقعی ہم بڑے خطا کار تھے۔''

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

(یوسف:۹۸)

''حضرت یعقوب نے کہا۔ میں اپنے رب سے تمھارے لیے ضرور معافی کی دعا کروں گا۔ (اور وہ تمھیں ضرور معاف فرما دے گا) یقیناً وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی رحم فرمانے والا ہے۔''

اور نبی ﷺ نے امت کو مایوسی کی تباہی سے بچانے کے لیے صحابہؓ کو ایک عجیب و غریب قصہ سنایا، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مومن عمر کے جس حصے میں بھی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے خدا کے حضور گڑگڑائے گا تو وہ اپنے دامنِ مغفرت میں ڈھانپ لے گا اور کبھی نہیں دھتکارے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ پچھلی قوم میں ایک شخص تھا، جس نے ننانوے خون کیے تھے۔ اس نے لوگوں سے معلوم کیا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے اس کو ایک خدا رسیدہ راہب کا پتہ دیا۔ وہ اس راہب کے پاس گیا اور بولا۔ حضرت! میں نے ننانوے خون کیے ہیں کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا نہیں تمھاری توبہ قبول ہونے کی اب کوئی صورت نہیں۔ یہ سنتے ہی اس شخص نے مایوسی میں اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور اب وہ پورے سو افراد کا قاتل تھا۔ اب اس نے پھر لوگوں سے دریافت کرنا شروع کیا کہ روئے زمین میں دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے اس کو ایک اور راہب کا پتہ دیا۔ اب وہ توبہ کی غرض سے اس راہب کی خدمت میں پہنچا اور اس کو اپنی حالت بتاتے ہوئے کہا کہ حضرت! میں نے سو قتل کیے ہیں۔ یہ بتایئے کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ اور میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے۔ راہب نے کہا کیوں نہیں۔ بھلا تمھارے اور توبہ کے درمیان میں کون سی چیز رُکاوٹ بن سکتی ہے، تم فلاں ملک میں جاؤ۔ وہاں خدا کے کچھ برگزیدہ بندے خدا کی عبادت میں مصروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ خدا کی عبادت میں لگ جاؤ اور پھر کبھی اپنے وطن میں لوٹ کر نہ آنا کیوں کہ اب یہ جگہ دینی لحاظ سے تمھارے لیے مناسب نہیں ہے (یہاں تمھارے لیے توبہ پر قائم رہنا اور اصلاحِ حال کی کوشش کرنا بہت مشکل ہے) وہ شخص روانہ ہوا۔ ابھی آدھے راستے تک ہی پہنچا تھا کہ موت کا پیغام آ گیا۔ اب رحمت کے فرشتے باہم جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ

گناہوں سے توبہ کر کے اور خدا کی طرف متوجہ ہو کر ادھر آیا ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا، نہیں! ابھی اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا ہے۔ یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ایک فرشتہ انسان کی صورت میں آیا۔ ان فرشتوں نے اس کو اپنا حکم بنا لیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا۔ دونوں طرف کی زمین ناپو اور دیکھو کہ وہ جگہ یہاں سے قریب ہے جہاں سے یہ شخص آیا ہے یا وہ جگہ یہاں سے قریب ہے جہاں اس شخص کو جانا تھا۔ فرشتوں نے زمین کو ناپا تو وہ جگہ قریب نکلی جہاں اس شخص کو جانا تھا۔ اور جاتے ہوئے راہ میں فرشتۂ رحمت نے اس کی روح قبض کر لی اور خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری، مسلم)

۴- صرف خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کیجیے، اسی کے حضور گڑگڑائیے اور اسی کے سامنے اپنی عاجزی، بے کسی اور خطا کاری کا اظہار کیجیے۔ عجز و انکساری انسان کا وہ سرمایہ ہے جو صرف خدا ہی کے حضور پیش کیا جا سکتا ہے اور جو بدنصیب اپنے عجز و احتیاج کا یہ سرمایہ اپنے ہی جیسے مجبور و بے بس انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے تو پھر اس دیوالیے کے پاس خدا کے حضور پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں رہ جاتا۔ اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر ہمیشہ کے لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور کہیں عزت نہیں پاتا۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَ رَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ط لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ بِمَا کَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَھُمُ الْعَذَابَ ط بَلْ لَّھُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ مَوْئِلًا ○ (الکہف: ۵۸)

”اور آپ کا پروردگار گناہوں کو ڈھانپنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے، اگر وہ ان کے کرتوتوں پر ان کو فوراً پکڑنے لگے تو عذاب بھیج دے مگر اس نے (اپنی رحمت سے) ایک وقت ان کے لیے مقرر کر رکھا ہے اور یہ لوگ بچنے کے لیے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے۔“

اور سورۂ شوریٰ میں ہے:

وَ ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الشوریٰ: ۲۵)

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے اور وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

دراصل انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ فوز و فلاح کا ایک ہی دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے جو دُھتکار دیا گیا پھر وہ ہمیشہ کے لیے ذلیل اور محروم ہو گیا۔ مومنانہ طرزِ فکر یہی ہے کہ بندے سے خواہ کیسے بھی گناہ ہو جائیں اس کا کام یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے حضور گڑگڑائے اور اسی کے دامن پر اپنی ندامت کے آنسو ٹپکائے۔ بندے کے لیے خدا کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں جہاں اسے معافی مل سکے۔ حد یہ ہے کہ اگر آدمی خدا کو چھوڑ کر رسول کو خوش کرنے کی کوشش بھی کرے گا تو خدا کے دربار میں اس کی اس کوشش کی کوئی قیمت نہ لگے گی اور وہ دُھتکار دیا جائے گا۔ رسول بھی خدا کا بندہ ہے اور وہ بھی اسی در کا فقیر ہے، اُسے بھی جو عظیم مرتبہ ملا ہے اسی در سے ملا ہے اور اس کی عظمت کا راز بھی یہی ہے کہ وہ خدا کا سب سے زیادہ عاجز بندہ ہوتا ہے اور عام انسانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خدا کے حضور گڑگڑاتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''لوگو! خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ مجھے دیکھو میں دن میں سو سو بار خدا سے مغفرت کی دعا کرتا رہتا ہوں۔'' (مسلم)

منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (توبہ:۹۶)

''یہ منافقین آپ کے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو خدا ہرگز ایسے بے دینوں سے راضی نہ ہوگا۔''

قرآنِ پاک میں حضرت کعب بن مالکؓ کا عبرت انگیز واقعہ ہمیشہ کے لیے سبق ہے کہ بندہ سب کچھ سہے، ہر آزمائش برداشت کرے لیکن خدا کے در سے اٹھنے کا تصور تک دل میں نہ لائے۔ دین کی راہ میں آدمی پر جو کچھ بیتے اور خدا کی طرف سے اس کو جتنا بھی روندا جائے وہ اس کی زندگی کو چمکانے اور اس کے درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ بے عزتی دائمی عزت کا یقینی راستہ ہے اور جو خدا کے دروازے کو چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرتا ہے اس کو کہیں بھی عزت میسر

نہیں آسکتی۔ وہ ہر جگہ ذلیل ہوگا اور زمین و آسمان کی کوئی ایک آنکھ بھی اس کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔

وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۠ (التوبہ:۱۱۸)

”اور ان تینوں کو بھی خدا نے معاف کر دیا جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔ جب زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انھوں نے جان لیا کہ خدا سے بچنے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ خود اسی کی پناہ لی جائے تو خدا اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تا کہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں بلا شبہ وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا اور انتہائی مہربان ہے۔“

ان تین بزرگوں سے حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور حضرت ہلال بن امیہؓ مراد ہیں۔ اور ان تینوں کی مثالی توبہ رہتی زندگی تک کے لیے مومنوں کے واسطے مشعلِ راہ ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ جو بڑھاپے میں نابینا ہوگئے تھے اور اپنے صاحب زادے کے سہارے چلا کرتے تھے۔ انھوں نے خود اپنی مثالی توبہ کا نصیحت آموز واقعہ اپنے بیٹے سے بیان کیا تھا جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہے۔

غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانے میں جب نبی ﷺ مسلمانوں کو غزوہ میں شریک ہونے پر ابھارا کرتے تھے۔ میں بھی ان صحبتوں میں شریک رہتا۔ میں جب بھی آپؐ کی باتیں سنتا دل میں سوچتا کہ میں ضرور جاؤں گا لیکن واپس جب گھر آتا تو سستی کر جاتا اور سوچتا ابھی بہت وقت ہے، میرے پاس سفر کا سامان موجود ہے، میں صحت مند ہوں، سواری اچھی سے اچھی مہیا ہے پھر روانہ ہوتے کیا دیر لگے گی۔ اور بات ٹلتی رہی یہاں تک کہ سارے مجاہدین میدانِ جنگ میں پہنچ گئے اور میں مدینہ میں بیٹھا ارادہ ہی کرتا رہا۔

اب خبریں آنے لگیں کہ نبی ﷺ واپس آنے والے ہیں اور ایک دن معلوم ہوا کہ

آپؐ واپس آ گئے اور حسبِ معمول مسجد میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ میں بھی مسجد میں پہنچا۔ یہاں منافقین حضورؐ کی خدمت میں پہنچ رہے تھے اور لمبی چوڑی قسمیں کھا کھا کر اپنے عذرات پیش کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کی بناوٹی باتیں سن کر ان کے ظاہری عذر قبول کر رہے تھے اور فرماتے جاتے خدا تمھیں معاف کرے۔

جب میری باری آئی تو نبیؐ نے مجھ سے کہا۔ کہو تمھیں کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی مسکراہٹ میں غصّہ کے آثار ہیں۔ اور میں نے صاف صاف بات کہہ ڈالی۔ اے خدا کے رسول! واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ میں صحت مند تھا۔ خوش حال تھا۔ سواری بھی میرے پاس موجود تھی۔ بس میری سستی اور غفلت نے مجھے اس سعادت سے محروم رکھا۔

میری صاف صاف بات سن کر نبی ﷺ نے فرمایا اچھا جاؤ اور انتظار کرو کہ خدا تمھارے معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں آ بیٹھا۔ قبیلے کے لوگوں نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کیا کہ تم نے کوئی بات کیوں نہ بنا دی، تم تو ہمیشہ دین کے کاموں میں پیش پیش رہے ہو، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے دو اور ساتھیوں نے بھی اسی طرح سچی بات کہی ہے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں نے طے کر لیا کہ میں اپنی سچائی پر جما رہوں گا۔

اس کے بعد نبیؐ نے عام اعلان فرمایا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے۔ یہ اعلان ہوتے ہی میرے لیے مدینے کی زمین بالکل بدل گئی۔ اور میں اپنوں میں بے یار و مددگار بالکل اجنبی بن کر رہ گیا۔ کوئی بھی معاشرے میں مجھ سے سلام کلام نہ کرتا۔ ایک دن جب میں بہت زیادہ اکتا گیا اور طبیعت بہت گھبرائی تو اپنے ایک بچپن کے دوست اور چچا زاد بھائی ابو قتادہؓ کے پاس گیا۔ میں نے جا کر سلام کیا لیکن اس خدا کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے پوچھا ابو قتادہؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ کیا مجھے خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا لیکن انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار جب میں نے قسم دے کر پوچھا تو بس انھوں نے اتنا کہا ''خدا اور خدا کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔'' میرا دل بھر آیا اور میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور میں اپنا غم لیے ہوئے واپس آ گیا۔

انھی دنوں بازار میں شام کے ایک تاجر نے مجھے ''شاہِ غسّان'' کا ایک خط دیا۔

عیسائیوں کے اس بادشاہ نے لکھا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ تمھارے صاحب تم پر بہت ہی ستم توڑ رہے ہیں، تم کوئی ذلیل آدمی تو ہو نہیں۔ تمھاری قدر ہم جانتے ہیں تم ہمارے پاس آؤ۔ ہم تمھارے مرتبے کے لائق سلوک کریں گے۔ خط دیکھتے ہی میری زبان سے نکلا، یہ ایک اور مصیبت نازل ہوئی اور اسی وقت اس خط کو میں نے چولھے میں جھونک دیا۔

چالیس دن اس حالت پر گزر چکے تھے کہ نبی ﷺ کا فرستادہ نبیؐ کا یہ حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا طلاق دے دوں؟ جواب ملا نہیں، بس الگ رہو اور میں نے اپنی بیوی کو میکے روانہ کر دیا اور اس خدا کی بندی سے کہہ دیا کہ اب تم بھی خدا کے فیصلے کا انتظار کرتی رہو۔

پچاسویں دن میں فجر کی نماز کے بعد اپنی جان سے بیزار نہایت ہی مایوس اور غم زدہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک کسی نے پکار کر کہا ''کعب! مبارک ہو'' یہ سنتے ہی میں سمجھ گیا اور اپنے خدا کے حضور سجدے میں گر پڑا۔ پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ فوج در فوج میرے پاس مبارک باد دینے کے لیے لوگ آنے لگے۔ میں اٹھا اور سیدھا نبیؐ کے پاس مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو نبیؐ نے فرمایا کعب! مبارک ہو یہ تمھاری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے کہا حضورؐ! یہ معافی آپؐ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا خدا کی طرف سے اور سورۂ توبہ کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

۵- توبہ کرنے میں کبھی تاخیر نہ کیجیے، زندگی کا حال کسی کو معلوم نہیں، کب مہلت عمل ختم ہو جائے۔ کچھ خبر نہیں کہ اگلا لمحہ زندگی کا لمحہ ہے یا موت کا، ہر وقت انجام کا دھیان رکھیے اور توبہ و استغفار کے ذریعے قلب و روح اور ذہن و زبان کو گناہوں سے دھوتے رہیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''خدا رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ جس شخص نے دن میں کوئی گناہ کیا ہے وہ رات میں خدا کی طرف پلٹ آئے۔ اور دن میں وہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو وہ دن میں اپنے رب کی طرف پلٹے اور گناہوں کی معافی مانگے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (مسلم)

خدا کے ہاتھ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گنہ گار بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے

اور اپنی رحمت سے ان کے گناہوں کو ڈھانپنا چاہتا ہے۔ اگر بندے نے کسی وقتی جذبے سے مغلوب ہوکر کوئی گناہ کرلیا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رحیم و غفور خدا کی طرف دوڑے اور ذرا تاخیر نہ کرے کہ گناہ سے گناہ پیدا ہوتا ہے اور شیطان ہر وقت انسان کی گھات میں لگا ہوا ہے اور وہ اس کو گم راہ کرنے کی فکر سے کسی وقت بھی بے فکر نہیں ہے۔

۶۔نہایت سچے دل سے خلوص کے ساتھ توبہ کیجیے جو آپ کی زندگی کی کایا پلٹ دے۔ اور توبہ کے بعد آپ ایک دوسرے ہی انسان نظر آئیں۔ خدا کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

(التحریم:۸)

’’اے مومنو! خدا کے آگے سچی اور خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمھارا پروردگار تمھارے گناہوں کو تم سے دور فرما دے گا۔ اور تمھیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اس دن خدا اپنے رسول کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لاکر اس کے ساتھ ہولیے ہیں رسوا نہ کرے گا۔‘‘

یعنی ایسی توبہ کیجیے کہ پھر قلب و ذہن کے کسی گوشے میں بھی گناہ کی طرف پلٹنے کا کوئی شائبہ باقی نہ رہ جائے۔ ایسی توبہ کے تین یا چار اجزا ہیں: اگر گناہ کا تعلق خدا کے حق سے ہے تو توبہ کے تین اجزا ہیں:

(۱) انسان واقعی اپنے گناہوں کے احساس سے شرمسار ہو۔

(۲) آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم رکھے۔

(۳) اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں پورے انہماک اور فکر کے ساتھ سرگرم ہوجائے۔ اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کا جزیہ ہے کہ:

(۴) بندے کا حق ادا کرے یا اس سے معاف کرائے۔

یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان گناہوں سے دھل جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک گناہ اس کی روح سے ٹپک کر گر جاتا ہے اور وہ اعمالِ صالحہ سے سنور کر آراستہ زندگی کے ساتھ خدا کے حضور پہنچتا ہے اور خدا اس کو اپنی جنت میں ٹھکانا بخشتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک سیاہ دَاغ پڑ جاتا ہے۔" اب اگر وہ۔

- گناہ سے باز آجائے۔
- اپنے گناہوں کے احساس سے نادم ہو کر بخشش کا طلب گار ہو۔
- اور خدا کی طرف پلٹ کر گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کرے تو خدا اس کے قلب کو

جلا بخش دیتا ہے۔ اور اگر وہ پھر گناہ کر بیٹھے تو اس سیاہ داغ میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (المطففین: ۱۴)

"ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے قلوب پر ان کے برے کرتوتوں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

۷- اپنی توبہ پر قائم رہنے کا پختہ عزم کیجیے اور شب و روز دھیان رکھیے کہ خدا سے کیے ہوئے عہد و پیمان کے خلاف کوئی حرکت نہ ہونے پائے۔ اور اپنی روز افزوں پاکیزگی اور اصلاحِ حال سے اپنے عزم کا اندازہ کرتے رہیے۔ اور اگر اپنی ساری کوششوں کے باوجود بھی آپ پھسل جائیں اور پھر کوئی خطا کر بیٹھیں تب بھی مایوس ہرگز نہ ہوں، بلکہ پھر خدا کے دامنِ مغفرت میں پناہ تلاش کیجیے اور خدا کے حضور گڑگڑائیے کہ پروردگار! میں بہت کمزور ہوں، لیکن تو مجھے اپنے در سے ذِلت کے ساتھ نہ نکال اس لیے کہ میرے لیے تیرے در کے سوا اور کوئی در نہیں ہے جہاں جا کر میں پناہ لوں۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے:

الٰہی بذلّت مراں از درم   کہ جز تو ندارم درِ دیگرم

اور حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کی یہ رُباعی بھی بہت ہی خوب ہے:

باز آ باز آ ہر آن چہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہِ مادرگہِ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

پلٹ آ خدا کی طرف پھر پلٹ آ تو جو کچھ اور جیسا کچھ بھی ہے خدا کی طرف پلٹ آ۔ اگر تو کافر، آتش پرست اور بت پرست ہے تب بھی خدا کی طرف پلٹ آ۔

ہمارا یہ دربار مایوسی اور نا امیدی کا دربار نہیں ہے۔ اگر تو نے سو بار بھی توبہ کر کر کے توڑ دی ہے تب بھی پلٹ آ۔

خدا کو سب سے زیادہ خوشی جس چیز سے ہوتی ہے وہ بندے کی توبہ ہے، توبہ کے معنیٰ ہیں پلٹنا رجوع ہونا، بندہ جب فکر و جذبات کی گمراہی میں مبتلا ہو کر گناہوں کے دلدل میں پھنستا ہے تو وہ خدا سے بچھڑ جاتا ہے اور بہت دور جا پڑتا ہے گویا کہ خدا سے وہ گم ہو گیا اور جب وہ پھر پلٹتا ہے اور شرمسار ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو یوں سمجھئے کہ گویا خدا کو اپنا گم شدہ بندہ پھر مل گیا۔ اس پوری کیفیت کو نبی ﷺ نے انتہائی بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''اگر تم میں سے کسی شخص کا اونٹ ایک بے آب وگیاہ صحرا میں گم ہو گیا ہو اور اس شخص کا کھانے پینے کا سامان بھی اسی گم ہونے والے اونٹ پر لدا ہوا ہو ——— اور وہ شخص چاروں طرف اس لق ودق صحرا میں اپنے اونٹ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو چکا ہو پھر وہ زندگی سے بے آس ہو کر کسی درخت کے نیچے موت کے انتظار میں لیٹ رہا ہو۔ ٹھیک اسی حالت میں وہ اپنے اونٹ کو سارے سامان سے لدا ہوا اپنے پاس کھڑا دیکھے تو تصور تو کرو اس کو کیسی کچھ خوشی ہوگی! ——— تمھارا پروردگار اس شخص سے بھی کہیں زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی بھٹکا ہوا بندہ اس کی طرف پھر پلٹتا ہے اور گم راہی کے بعد پھر وہ فرماں برداری کی روش اختیار کرتا ہے۔''

(ترمذی)

ایک اور موقعے پر آپؐ نے اسی حقیقت کو ایک اور تمثیل میں واضح فرمایا ہے جو نہایت ہی اثر انگیز ہے۔

''ایک موقع پر کچھ جنگی قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کا

دودھ پیتا بچہ چھوٹ گیا تھا۔ وہ مامتا کی ماری ایسی بے قرار تھی کہ جس چھوٹے بچے کو پالیتی اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلانے لگتی، اس عورت کا یہ حال دیکھ کر نبی ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا تم توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے کہا ''یارسول اللہ! خود پھینکنا تو درکنار، وہ اگر گرتا ہو تو یہ جان کی بازی لگا کر اس کو بچائے گی۔'' اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحیم اور مہربان ہے جتنی یہ ماں اپنے بچے پر مہربان ہے۔''

۸- توبہ اور استغفار برابر کرتے رہیے۔ صبح سے شام تک انسان سے نہ معلوم کتنی خطائیں ہوتی رہتی ہیں اور بعض اوقات خود انسان کو ان کا شعور نہیں ہو پاتا۔ یہ نہ سوچیے کہ کوئی بڑا گناہ ہو جانے پر ہی توبہ کی ضرورت ہے، انسان ہر وقت توبہ واستغفار کا محتاج ہے اور قدم قدم پر اس سے کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ خود نبی ﷺ دن میں ستر ستر بار اور سو سو بار توبہ واستغفار فرماتے تھے۔

(بخاری، مسلم)

۹- جو گنہ گار توبہ کر کے اپنی زندگی کو سدھار لے اس کو کبھی حقیر نہ سمجھئے۔ حضرت عمران بن الحصینؓ دورِ رسالت کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو بدکاری کے نتیجہ میں حاملہ ہو گئی تھی۔ کہنے لگی یارسول اللہ! زنا کاری کی سزا کی مستحق ہوں۔ مجھ پر شرعی حد قائم فرمایئے اور مجھے سزا دیجیے۔ نبی ﷺ نے اس عورت کے ولی کو بلایا اور اس سے کہا: تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، اور جب اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو میرے پاس لے کر آنا۔ ولادت کے بعد جب وہ عورت آئی تو آپؐ نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اس کے جسم پر باندھ دیے جائیں (تاکہ سنگ سار ہوتے وقت کھل نہ جائیں اور بے پردگی نہ ہو) پھر اس کو سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سنگ سار کر دی گئی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی، تو حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے کہا۔ یارسول اللہ! آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھ رہے ہیں یہ تو بدکاری کر چکی ہے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا اس نے توبہ کر لی اور ایسی توبہ کہ اگر اس کی توبہ مدینے کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ تم نے اس سے افضل کسی کو دیکھا ہے جس نے اپنی جان خدا کے حضور پیش کر دی۔

۱۰- سیّد الاستغفار کا اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ نے حضرت شدّاد بن اوسؓ کو بتایا کہ سید الاستغفار یعنی سب سے عمدہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔ (بخاری، ترمذی)

''خدایا! تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے تجھ سے بندگی اور اطاعت کا جو عہد و پیمان باندھا ہے اس پر اپنے بس بھر قائم رہوں گا اور جو گناہ بھی مجھ سے سرزد ہوئے ان کے نتائج بد سے بچنے کے لیے میں تیری پناہ گاہ کا طالب ہوں، تو نے مجھے جن جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا میں اقرار کرتا ہوں۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ میں گنہ گار ہوں، پس اے میرے پروردگار! میرے جرم کو معاف فرمادے، تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کون معاف کرنے والا ہے۔''

---

(۴۱)

دُعا کے آداب

۱- دُعا صرف خدا سے مانگیے، اس کے سوا کبھی کسی کو حاجت روائی کے لیے نہ پکاریے۔ دعا، عبادت کا جوہر ہے اور عبادت کا مستحق تنہا خدا ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے:

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (الرعد:۱۴)

''اُسی کو پکارنا برحق ہے اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں وہ اُن کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اُن کو پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر چاہے کہ پانی (دور ہی سے) اس کے منہ میں آ پہنچے، حالاں کہ پانی اُس تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بے نتیجہ بھٹک رہی ہیں۔''

یعنی حاجت روائی اور کارسازی کے سارے اختیارات خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ سب اُسی کے محتاج ہیں۔ اُس کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سنے اور اُن کی دعاؤں کا جواب دے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (فاطر:۱۵)

''انسانو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اللہ ہی ہے جو غنی اور بے نیاز اور اچھی صفات والا ہے۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا نے فرمایا ہے:

''میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کرلیا ہے تو تم بھی ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کو حرام سمجھو، میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گم راہ ہے سوائے اس کے جس کو میں ہدایت دوں۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس شخص کے جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھی سے روزی مانگو تو میں تمھیں روزی دوں، میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں، پس تم مجھی سے لباس مانگو میں تمھیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور دن میں بھی اور میں سارے گناہ معاف کردوں گا۔'' (صحیح مسلم)

اور آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کو اپنی ساری حاجتیں خدا ہی سے مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو خدا ہی سے مانگے اور اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اسی سے مانگے۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کے لیے بھی خدا ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اس کے سوا نہ کوئی دعاؤں کا سننے والا ہے اور نہ کوئی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔

۲- خدا سے وہی کچھ مانگے جو حلال اور طیب ہو، ناجائز مقاصد اور گناہ کے کاموں کے لیے خدا کے حضور ہاتھ پھیلانا انتہائی درجے کی بے ادبی، بے حیائی اور گستاخی ہے۔ حرام اور ناجائز مرادوں کے پورا ہونے کے لیے خدا سے دعائیں کرنا اور منتیں ماننا دین کے ساتھ بدترین قسم کا مذاق ہے۔ اسی طرح ان باتوں کے لیے بھی دعا نہ مانگیے جو خدا نے ازلی طور پر طے فرمادی ہیں اور جن میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی پستہ قد انسان اپنے قد کے دراز ہونے کی دعا کرے یا کوئی غیر معمولی دراز قد انسان قد کے پست ہونے کی دعا کرے یا کوئی دعا کرے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں اور کبھی بڑھاپا نہ آئے وغیرہ۔ قرآن کا ارشاد ہے:

وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ (الاعراف:۲۹)

''اور ہر عبادت میں اپنا رُخ ٹھیک اُسی کی طرف رکھو، اور اُسی کو پکارو، اس کے لیے اپنی اطاعت کو خاص کرتے ہوئے۔''

خدا کے حضور اپنی ضرورتیں رکھنے والا نافرمانی کی راہ پر چلتے ہوئے ناجائز مرادوں کے لیے دعائیں نہ مانگے بلکہ اچھا کردار اور پاکیزہ جذبات پیش کرتے ہوئے نیک مرادوں کے لیے خدا کے حضور اپنی درخواست رکھے۔

۳- دعا، گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت سے مانگیے۔ اور اس یقین کے ساتھ مانگیے کہ جس خدا سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے حالات کا پورا پورا یقینی علم بھی رکھتا ہے اور آپ پر انتہائی مہربان بھی ہے، اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار سنتا اور اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ نمود ونمائش، ریاکاری اور شرک کے ہر شائبے سے اپنی دعاؤں کو بے آمیز رکھیے۔ قرآن میں ہے:

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (المومن:۱۴)

''پس اللہ کو پکارو اس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔''

اور سورۂ بقرہ میں ہے:

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (البقرة:۱۸۶)

''اور اے رسولؐ! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو اُنھیں بتا دے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا اُنھیں میری دعوت قبول کرنی چاہیے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیے تاکہ وہ راہِ راست پر چلیں۔''

۴- دُعا پوری توجہ، یک سوئی اور حضورِ قلب سے مانگیے اور خدا سے اچھی امید رکھیے۔ اپنے گناہوں کے انبار پر نگاہ رکھنے کے بجائے خدا کے بے پایاں عفو و کرم اور بے حد وحساب جود و سخا پر نظر رکھیے۔ اس شخص کی دعا درحقیقت دعا ہی نہیں ہے، جو غافل اور لاپروا ہو اور لااُبالی پن کے ساتھ محض نوکِ زبان سے کچھ الفاظ بے دلی کے ساتھ ادا کر رہا ہو اور خدا سے خوش گمان نہ ہو۔ حدیث میں ہے: ''اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے (حضورِ قلب سے) دعا کیجیے۔ خدا ایسی دُعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پروا دل سے نکلی ہو۔'' (ترمذی)

۵- دعا، انتہائی عاجزی اور خشو وخضوع کے ساتھ مانگیے۔ خشوع اور خضوع سے مراد یہ ہے کہ آپ کا دِل خدا کی ہیبت اور عظمت وجلال سے لرز رہا ہو اور جسم کی ظاہری حالت پر بھی خدا کا خوف پوری طرح ظاہر ہو، سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، آواز پست ہو، اعضا ڈھیلے پڑے ہوئے ہوں، آنکھیں نم ہوں اور تمام انداز و اطوار سے مسکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو، نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران اپنی ڈاڑھی کے بالوں سے کھیل رہا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا ''اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔''

دراصل دُعا مانگتے وقت آدمی کو اس تصور سے لرزنا چاہیے کہ میں ایک درماندہ فقیر ایک بے نوا مسکین ہوں، اگر خدانخواستہ میں اس در سے ٹھکرا دیا گیا تو پھر میرے لیے کہیں کوئی ٹھکانا نہیں، میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ملا ہے خدا ہی سے ملا ہے اور اگر خدا نہ دے تو دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو مجھے کچھ دے سکے۔ خدا ہی ہر چیز کا وارث ہے، اسی کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے۔ بندہ محض فقیر اور عاجز ہے۔ قرآنِ پاک میں ہدایت ہے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً (الاعراف:۵۵)

''اپنے رب کو عاجزی اور زاری کے ساتھ پکارو''

عبدیت کی شان ہی یہی ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو نہایت عاجزی اور مسکنت کے ساتھ گڑگڑا کر پکارے اور اُس کا دل و دماغ، جذبات واحساسات اور سارے اعضا اُس کے حضور جھکے ہوئے ہوں، اور اس کے ظاہر و باطن کی پوری کیفیت سے احتیاج وفریاد ٹپکی پڑ رہی ہو۔

۶- دعا، چپکے چپکے دھیمی آواز میں مانگیے۔ خدا کے حضور ضرور گڑگڑایے لیکن اس گریہ و زاری کی نمائش ہرگز نہ کیجیے۔ بندے کی عاجزی اور انکساری اور فریاد صرف خدا کے سامنے ہونا چاہیے۔

بلاشبہ بعض اوقات دعا زور زور سے بھی کر سکتے ہیں یا تو تنہائی میں ایسا کیجیے یا پھر جب اجتماعی دعا کرا رہے ہوں تو اس وقت بلند آواز سے دعا کیجیے تاکہ دوسرے لوگ آمین کہیں۔ عام حالات میں خاموشی کے ساتھ پست آواز میں دعا کیجیے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کیجیے کہ آپ کی گریہ وزاری اور فریاد بندوں کو دکھانے کے لیے ہرگز نہ ہو:

وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ

مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ○

(الاعراف:۲۰۵)

''اور اپنے رب کو دِل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ یاد کیا کرو اور زبان سے بھی ہلکی آواز سے صبح و شام یاد کرو۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

حضرت زکریا علیہ السلام کی شانِ بندگی کی تعریف کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے:

اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا○ (مریم:۳)

''جب اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔''

۷- دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجیے، مثلاً کچھ صدقہ و خیرات کیجیے، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیجیے، یا نفلی نماز اور روزوں کا اہتمام کیجیے اور اگر خدانخواستہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے اعمال کا واسطہ دے کر دعا کیجیے جو آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ صرف خدا کے لیے کیے ہوں۔ قرآن میں ہے:

اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ (فاطر:۱۰)

''اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انھیں بلند مدارج طے کراتے ہیں۔''

نبی ﷺ نے ایک بار تین ایسے اصحاب کا واقعہ سنایا جو ایک اندھیری رات میں ایک غار کے اندر پھنس گئے تھے۔ اُن لوگوں نے اپنے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی اور خدا نے اُن کی مصیبت کو دور فرما دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ تین ساتھیوں نے ایک رات ایک غار میں پناہ لی، خدا کا کرنا، پہاڑ سے ایک چٹان پھسل کر غار کے منہ پر آ پڑی اور غار بند ہو گیا۔ دیو قامت چٹان تھی، بھلا ان کے بس میں کہاں تھا کہ اُس کو ہٹا کر غار کا منہ کھول دیں۔ مشورہ یہ ہوا کہ اپنی اپنی زندگی کے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی جائے، کیا عجب کہ خدا سن لے اور اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ چناں چہ ایک نے کہا:

میں جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اسی پر میرا گزارہ تھا۔ جب میں جنگل سے واپس

آتا۔ تو سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو دودھ پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو، ایک دِن میں دیر میں آیا۔ بوڑھے ماں باپ سو چکے تھے۔ بچے جاگ رہے تھے اور بھوکے تھے لیکن میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور یہ بھی گوارا نہ کیا کہ والدین کو جگا کر تکلیف پہنچاؤں۔ چناں چہ میں رات بھر دودھ کا پیالہ لیے اُن کے سرہانے کھڑا رہا۔ بچے میرے پیروں میں چمٹ چمٹ کر روتے رہے لیکن میں صبح تک اسی طرح کھڑا۔

خدایا! میں نے یہ عمل خالص تیری خاطر کیا۔ تو اس کی برکت سے غار کے منہ سے چٹان ہٹا دے اور چٹان اتنی ہٹ گئی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا: میں نے کچھ مزدوروں سے کام لیا اور سب کو مزدوری دے دی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد جب وہ مزدوری لینے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ گائیں، بکریاں اور یہ نوکر چاکر سب تمھارے ہیں لے جاؤ۔ وہ بولا خدا کے لیے مذاق نہ کرو، میں نے کہا۔ مذاق نہیں واقعی یہ سب کچھ تمھارا ہے تم جو رقم چھوڑ کر گئے تھے میں نے اس کو کاروبار میں لگایا۔ خدا نے اس میں برکت دی اور یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، سب اسی سے حاصل ہوا ہے۔ یہ تم اطمینان کے ساتھ لے جاؤ۔ سب کچھ تمھارا ہے۔ اور وہ شخص سب کچھ لے کر چلا گیا۔ خدایا! یہ میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا۔ خدایا! تو اس کی برکت سے غار کے منہ سے اس چٹان کو دور فرما دے، خدا کے کرم سے چٹان اور ہٹ گئی۔

تیسرے نے کہا: میری ایک چچا زاد بہن تھی جس سے مجھ کو غیر معمولی محبت ہوگئی تھی، اُس نے کچھ رقم مانگی۔ میں نے رقم مہیا کر دی، لیکن جب میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھا تو اُس نے کہا۔ خدا سے ڈرو اور اس کام سے باز رہو، میں فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اور میں نے وہ رقم بھی اُس کو بخش دی، اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ سب محض تیری خوش نودی کے لیے کیا۔ خدایا! تو اس کی برکت سے غار کے منہ کو کھول دے۔ خدا نے غار کے منہ سے چٹان ہٹا دی اور تینوں کو خدا نے اس مصیبت سے نجات بخشی۔

۸- نیک مقاصد کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو خدا کی ہدایت کے مطابق سنوارنے اور سدھارنے کی بھی کوشش کیجیے۔ گناہ اور حرام سے پوری طرح پرہیز کیجیے۔

ہر کام میں خدا کی ہدایت کا پاس و لحاظ کیجیے اور پرہیز گاری کی زندگی گزاریے۔ حرام کھا کر، حرام پی کر، حرام پہن کر اور بے باکی کے ساتھ حرام کے مال سے اپنے جسم کو پال کر دعا کرنے والا یہ آرزو کرے کہ میری دعا قبول ہو، تو یہ زبردست نادانی اور ڈھٹائی ہے۔ دعا کو قابلِ قبول بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کا قول و عمل بھی دین کی ہدایت کے مطابق ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

خدا پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے اور خدا نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اُس نے رسولوں کو حکم دیا ہے، چناں چہ اس نے فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

''اے رسولو! پاکیزہ روزی کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔''

اور مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے اُس نے کہا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

''اے ایمان والو! جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ کھاؤ۔''

پھر آپؐ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر حاضری دیتا ہے، غبار میں اَٹا ہوا ہے، گرد آلود ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالاں کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام ہی سے اس کے جسم کی نشو و نما ہوئی ہے۔ تو ایسے (باغی) اور نافرمان شخص کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔ (صحیح مسلم)

۹- برابر دُعا کرتے رہیے۔ خدا کے حضور، اپنی عاجزی، احتیاج اور عبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے، خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کی سنتا ہوں۔ دعا کرنے سے کبھی نہ اُکتایے اور اس چکر میں کبھی نہ پڑیے کہ دعا سے تقدیر بدلے گی یا نہیں، تقدیر کا بدلنا یا نہ بدلنا، دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کا کام ہے، جو علیم و حکیم ہے۔ بندے کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر و محتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لیے بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے۔'' (طبرانی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت و اکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے۔'' (ترمذی)

مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ رنج و راحت، دکھ اور سکھ، تنگی اور خوش حالی، مصیبت و آرام ہر حال میں خدا ہی کو پکارتا ہے، اُسی کے حضور اپنی حاجتیں رکھتا ہے اور برابر اُس سے خیر کی دعا کرتا رہتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص خدا سے دعا نہیں کرتا۔ خدا اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

۱۰- دعا کی قبولیت کے معاملے میں خدا پر پورا بھروسہ رکھیے اور اگر دعا کی قبولیت کے اثرات جلد ظاہر نہ ہو رہے ہوں، تو مایوس ہو کر دعا چھوڑ دینے کی غلطی کبھی نہ کیجیے۔ قبولیتِ دعا کی فکر میں پریشان ہونے کے بجائے صرف دعا مانگنے کی فکر کیجیے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

''مجھے دعا قبول ہونے کی فکر نہیں ہے، مجھے صرف دعا مانگنے کی فکر ہے۔ جب مجھے دعا مانگنے کی توفیق ہو گئی تو قبولیت بھی اُس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جب کوئی مسلمان خدا سے کچھ مانگنے کے لیے خدا کی طرف منہ اٹھاتا ہے۔ تو خدا اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے۔ یا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے، یا خدا اس کے لیے اُس کی مانگی ہوئی چیز کو آخرت کے لیے جمع فرما دیتا ہے، قیامت کے دِن خدا ایک بندۂ مومن کو اپنے حضور طلب فرمائے گا اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھے گا۔ اے میرے بندے! میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعا کو قبول کروں گا۔ تو کیا تو نے دعا مانگی تھی؟ وہ کہے گا پروردگار! مانگی تھی'' پھر خدا فرمائے گا۔ ''تو نے مجھ سے جو دعا بھی مانگی تھی میں نے وہ قبول کی، کیا تو نے فلاں دن یہ دعا نہ کی تھی کہ میں تیرا وہ رنج و غم دور کر دوں جس میں تو مبتلا تھا اور میں نے تجھے اس رنج و غم سے نجات بخشی تھی؟'' بندہ کہے گا۔ ''بالکل سچ ہے پروردگار؟'' پھر خدا فرمائے گا۔ ''وہ دعا تو میں نے قبول کر کے دنیا ہی میں تیری آرزو پوری کر دی تھی اور فلاں روز پھر تو نے دوسرے غم میں مبتلا ہونے پر دعا کی کہ خدایا! اِس مصیبت سے نجات دے مگر تو نے اس رنج و غم سے نجات نہ پائی اور برابر اس میں مبتلا رہا تھا، وہ کہے گا بے شک پروردگار! تو خدا فرمائے گا

''میں نے اس دعا کے عوض جنت میں تیرے لیے طرح طرح کی نعمتیں جمع کر رکھی ہیں'' ـــــــ اور اسی طرح دوسری حاجتوں کے بارے میں بھی دریافت کر کے یہی فرمائے گا۔''

پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

بندۂ مومن کی کوئی دعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمھاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندۂ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی۔ اس لیے بندے کو ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہیے۔'' (حاکم)

۱۱- دعا مانگتے وقت ظاہری آداب، طہارت، پاکیزگی کا بھی پورا پورا خیال رکھیے اور قلب کو بھی ناپاک جذبات، گندے خیالات اور بیہودہ معتقدات سے پاک رکھیے۔ قرآن میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ○ (البقرہ:۲۲۲)

''بے شک خدا کے محبوب وہ بندے ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں جو نہایت پاک و صاف رہتے ہیں۔''

اور سورۂ مدثر میں ہے:

وَ رَبَّکَ فَکَبِّرۡ ○ وَ ثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ ○ (المدثر:۳،۴)

''اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجیے اور اپنے نفس کو پاک رکھیے۔''

۱۲- دوسروں کے لیے بھی دعا کیجیے۔ لیکن ہمیشہ اپنی ذات سے شروع کیجیے۔ پہلے اپنے لیے مانگیے پھر دوسروں کے لیے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ کی دو دعائیں نقل کی گئی ہیں، جن سے یہی سبق ملتا ہے:

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ○
رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ○

(ابراہیم:۴۰،۴۱)

''اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ

اُٹھا جو یہ کام کریں)۔ پروردگار! میری دعا قبول فرما اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں کو اس دِن معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا۔"

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؕ (نوح:۲۸)

"میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما اور ان مومنون کی مغفرت فرما جو ایمان لا کر میرے گھر میں داخل ہوئے اور سارے ہی مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔"

حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں، نبی ﷺ جب کسی شخص کا ذکر فرماتے تو اُس کے لیے دعا کرتے اور دعا اپنی ذات سے شروع کرتے۔ (ترمذی)

۱۳- اگر آپ امامت کر رہے ہوں تو ہمیشہ جامع دعائیں مانگیے اور جمع کے صیغے استعمال کیجیے۔ قرآنِ پاک میں جو دعائیں نقل کی گئی ہیں، اُن میں بالعموم جمع ہی کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں۔ امام دراصل سب مقتدیوں کا نمائندہ ہے، جب وہ جمع کے صیغوں میں دعا مانگے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ آمین کہتے جائیں۔

۱۴- دعا میں تنگ نظری اور خود غرضی سے بھی بچیئے اور خدا کی عام رحمت کو محدود سمجھنے کی غلطی کر کے اس کے فیض و بخشش کو اپنے لیے خاص کرنے کی دعا نہ کیجیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجدِ نبویؐ میں ایک بدو آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر دعا مانگی اور کہا، اے خدا مجھ پر اور محمدؐ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعاً (بخاری) "تو نے خدا کی وسیع رحمت کو تنگ کر دیا۔"

۱۵- دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے بھی پرہیز کیجیے اور سادہ انداز میں گڑگڑا کر دعا مانگیے۔ گانے اور سر ملانے سے اجتناب کیجیے البتہ اگر بغیر کسی تکلف کے کبھی زبان سے موزوں الفاظ نکل جائیں یا قافیے کی رعایت ہو جائے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ نبی ﷺ سے بھی بعض دعائیں ایسی منقول ہیں، جن میں بے ساختہ قافیہ بندی اور وزن کی رعایت ہو گئی ہے۔ مثلاً آپؐ کی ایک نہایت ہی جامع دعا حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ قَلۡبٍ لاَ یَخۡشَعُ وَ نَفۡسٍ لاَ تَشۡبَعُ وَ عِلۡمٍ لاَ یَنۡفَعُ، وَ دَعۡوَۃٍ لاَ یُسۡتَجَابُ لَھَا

''خدایا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو، اس علم سے جو نفع بخش نہ ہو اور اُس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

۱۶- خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت اور حاجت رکھنے سے پہلے اُس کی حمد وثنا کیجیے۔ پھر دو رکعت نفل بھی پڑھ لیجیے اور دعا کے اول آخر نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کسی شخص کو خدا یا کسی انسان سے ضرورت وحاجت پوری کرنے کا معاملہ درپیش ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر خدا کی حمد وثنا کرے، اور نبی پر درود وسلام بھیجے (اس کے بعد خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت بیان کرے)۔ (ترمذی)

نبی ﷺ کی شہادت ہے کہ بندے کی جو دعا خدا کی حمد وثنا اور نبی پر درود وسلام کے ساتھ پہنچتی ہے، وہ شرفِ قبول پاتی ہے۔ حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں کہ ''نبی ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد کہا اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ خدایا! میری مغفرت فرما۔ آپؐ نے یہ سن کر اُن سے کہا۔ تم نے مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو پہلے خدا کی حمد وثنا کرو۔ پھر درود شریف پڑھو، پھر دعا مانگو۔ آپؐ یہ فرما ہی رہے تھے کہ دوسرا آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر خدا کی حمد بیان کی۔ درود شریف پڑھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب دعا مانگو، دعا قبول ہوگی۔'' (ترمذی)

۱۷- خدا سے ہر وقت اور ہر آن دعا مانگتے رہیے۔ اس لیے کہ وہ اپنے بندوں کی فریاد سننے سے کبھی نہیں اُکتاتا۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خاص اوقات اور حالات ایسے ہیں، جن میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں لہٰذا ان مخصوص اوقات اور حالات میں دعاؤں کا خصوصی اہتمام فرمائیے۔

(۱) رات کے پچھلے حصے کے سناٹے میں جب عام طور پر لوگ میٹھی نیند کے مزے میں مست پڑے ہوتے ہیں ـــــ جو بندہ اُٹھ کر اپنے رب سے راز ونیاز کی گفتگو کرتا ہے، اور مسکین

بن کر اپنی حاجتیں اُس کے حضور رکھتا ہے تو وہ خصوصی کرم فرماتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"خدا ہر رات کو آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا پچھلا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اُس کو عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اُسے معاف کروں۔" (ترمذی)

(۲) شب قدر میں زیادہ سے زیادہ دعا کیجیے کہ یہ رات خدا کے نزدیک ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے اور یہ دعا خاص طور پر پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی)

"خدایا! تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے۔"

(۳) میدانِ عرفات میں جب ۹/ذوالحجہ کو خدا کے مہمان جمع ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

(۴) جمعہ کی مخصوص ساعت میں جو جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے یا نمازِ عصر کے بعد سے نمازِ مغرب تک ہے۔

(۵) اذان کے وقت اور میدانِ جہاد میں جب مجاہدوں کی صف بندی کی جا رہی ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"دو چیزیں خدا کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں، ایک اذان کے وقت کی دعا۔ دوسری جہاد (میں صف بندی) کے وقت کی دعا۔" (ابوداؤد)

(۶) اذان اور تکبیر کے درمیان وقفے میں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔" صحابۂ کرامؓ نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ اس وقفے میں کیا دعا مانگا کریں۔ فرمایا یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

"خدایا! میں تجھ سے عفو و کرم اور عافیت و سلامتی مانگتا ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(۷) رمضان کے مبارک ایام میں بالخصوص افطار کے وقت۔ (بزار)

(۸) فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی) چاہے آپ تنہا دعا کریں یا امام کے ساتھ۔
(۹) سجدے کی حالت میں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کرلیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دعا مانگا کرو۔''
(۱۰) جب آپ کسی شدید مصیبت یا انتہائی رنج وغم میں مبتلا ہوں۔ (حاکم)
(۱۱) جب ذکر وفکر کی کوئی دینی مجلس منعقد ہو۔ (بخاری، مسلم)
(۱۲) جب قرآنِ پاک کا ختم۔ (طبرانی)

۱۸- ان مقامات پر بھی دعا کا خصوصی اہتمام کیجیے۔ حضرت حسن بصریؒ جب مکّے سے بصرہ جانے لگے تو آپ نے مکّے والوں کے نام ایک خط لکھا، جس میں مکّے کے قیام کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور یہ بھی واضح کیا کہ مکّے میں ان پندرہ مقامات پر خصوصیت کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے:

(۱) ملتزم کے پاس (۲) میزاب کے نیچے
(۳) کعبہ کے اندر (۴) چاہ زمزم کے پاس
(۵) صفا ومروہ پر (۶) صفا ومروہ کے پاس جہاں سعی کی جاتی ہے
(۷) مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے (۸) عرفات میں
(۹) مزدلفہ میں (۱۰) منیٰ میں
(۱۱) تینوں جمرات کے پاس (حصن حصین)

۱۹- برابر کوشش کرتے رہیے کہ آپ کو خدا سے دعا مانگنے کے لیے دعا کے وہی الفاظ یاد ہوجائیں جو قرآن پاک اور احادیث رسول میں آئے ہیں۔ خدا نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کو دعا مانگنے کے جو انداز اور الفاظ بتائے ہیں اُن سے اچھے الفاظ اور انداز کوئی کہاں سے لائے گا۔ پھر خدا کے بتائے ہوئے اور رسولوں کے اختیار کیے ہوئے الفاظ میں جو اثر، مٹھاس، جامعیت، برکت اور قبولیت کی شان ہوسکتی ہے وہ کسی دوسرے کلام میں کیسے ممکن ہے! اسی طرح نبی ﷺ نے شب وروز جو دعائیں مانگی ہیں اُن میں بھی سوز، مٹھاس، جامعیت اور عبودیتِ کاملہ کی ایسی شان پائی جاتی ہے کہ اُن سے بہتر دعاؤں، التجاؤں اور آرزوؤں کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن وحدیث کی بتلائی ہوئی دعاؤں کا وِرد رکھنے اور اُن کے الفاظ اور مفہوم پر غور کرنے سے ذہن وفکر کی یہ تربیت بھی ہوتی ہے کہ مومن کی تمنائیں اور التجائیں کیا ہونی چاہئیں، کن کاموں میں اس کو اپنی قوتوں کو کھپانا چاہیے اور کن چیزوں کو اُس کا منتہائے مقصود ہونا چاہیے۔

بلاشبہ دعا کے لیے کسی زبان، انداز یا الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے۔ بندہ اپنے خدا سے جس زبان اور جن الفاظ میں جو چاہے مانگے۔ مگر یہ خدا کا مزید فضل وکرم ہے کہ اُس نے یہ بھی بتایا کہ مجھ سے یہ مانگو اور اِس طرح مانگو اور دعاؤں کے الفاظ تلقین کر کے بتا دیا کہ مومن کو دین و دنیا کی فلاح کے لیے کیا نقطۂ نظر رکھنا چاہیے اور کن تمناؤں اور آرزوؤں سے دِل کی دنیا کو آراستہ رکھنا چاہیے اور پھر دین ودنیا کی کوئی حاجت اور خیر کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے لیے دعا نہ سکھائی گئی ہو، اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ خدا سے، قرآن وسنت کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں دعا مانگیں اور انھیں دعاؤں کا وِرد رکھیں جو قرآن میں نقل کی گئی ہیں یا مختلف اوقات میں خود نبی ﷺ نے مانگی ہیں۔

البتہ جب تک آپ کو قرآن وسنت کی یہ دعائیں یاد نہیں ہو جاتیں اُس وقت تک کے لیے آپ کم ازکم یہی اہتمام کیجیے کہ اپنی دعاؤں میں کتاب وسنت کی بتائی ہوئی دعاؤں کے مفہوم ہی کو پیشِ نظر رکھیں۔

آگے، قرآن پاک اور نبی ﷺ کی چند جامع دعائیں نقل کی جاتی ہیں، اِن مبارک دعاؤں کو دھیرے دھیرے کیجیے اور پھر انھیں کا وِرد رکھیے۔

---

(۴۲)

قرآن کی جامع دعائیں

رحمت و مغفرت کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○ (الاعراف:۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کھائے تو ہم یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔“

بلاشبہ اگر خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہ کرے اور اپنی بے پایاں رحمت سے نہ نوازے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔

فلاحِ دارین کی جامع دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:۲۰۱)

”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔“

صبر و ثبات کی دُعا

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○ (البقرۃ:۲۵۰)

''پروردگار! ہم پر صبر اُنڈیل دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط جمادے اور کافروں پر فتح یاب کرنے کے لیے ہماری مدد فرما۔''

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ○ وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ○ (المومنون:۹۷،۹۸)

''پروردگار! میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ بلکہ اے میرے پروردگار! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔''

عذابِ جہنم سے بچنے کی دُعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا○ (الفرقان:۶۵،۶۶)

''اے ہمارے پروردگار! عذابِ جہنم ہم سے پھیر دے۔ بلاشبہ اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت ہی برا مقام ہے۔''

اصلاحِ قلب کی دُعا

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○ (آلِ عمران:۸)

''پروردگار! جب تو نے ہمیں سیدھی راہ پر لگا دیا ہے تو پھر کہیں ہمارے قلوب کو کجی میں مبتلا نہ کرنا۔ ہمیں اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا فرما کہ تو ہی حقیقی فیاض ہے۔''

صفائی قلب کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ○ (الحشر:۱۰)

''پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہیں اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے خلاف کپٹ نہ پیدا ہونے دے، بے شک تو بڑا ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔''

حالات کے سدھار کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّ هَيِّءْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا○

(الکہف: ۱۰)

''پروردگار! ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما اور ہمارے معاملے میں سدھار کے (سامان) مہیا فرما۔''

استغفار

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ○

(المومنون: ۱۰۹)

''پروردگار! ہم ایمان لائے۔ پس تو ہماری مغفرت فرمادے ہم پر رحم کردے تو بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔''

اہل وعیال کی طرف سے سکون کی دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○ (الفرقان: ۷۴)

''پروردگار! ہمیں ہمارے جوڑوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں ہی کے لیے مثال بنا۔''

یعنی ہم کو ایسی نیک اور پاکیزہ زندگی عطا فرما کہ پرہیز گار لوگ ہمیں اپنے لیے نمونہ اور مثال سمجھیں۔

والدین کے لیے دعا

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○

(ابراہیم: ۴۱)

"پروردگار! میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی اس دن مغفرت فرما، جس دن کہ حساب قائم ہوگا۔"

آزمائش سے بچنے کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَانَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَاطَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ○ (البقرۃ: ۲۸۶)

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں اُن پر گرفت نہ کر، مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ! ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر! تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔"

اہلِ کفر سے نجات کی دعا

عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا ج رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ○ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ○ (یونس: ۸۶،۸۵)

"ہم نے خدا ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دے۔"

خاتمہ بالخیر کی دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ (یوسف:۱۰۱)

''اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے۔ دنیا اور آخرت میں میرا خاتمہ اسلام پر فرما اور انجام کار مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔''

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ق صلے رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ (آل عمران: ۱۹۳، ۱۹۴)

''پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو، ہم نے اس کی دعوت قبول کرلی۔ پس اے ہمارے آقا، جو قصور ہم سے ہوئے ہیں اُن سے درگزر فرما اور جو برائیاں ہم میں ہیں اُنھیں دور فرما اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پروردگار اپنے رسولوں کے ذریعے تو نے جو وعدے کیے ہیں تو اُنھیں ہمارے حق میں پورے فرما اور قیامت کے روز ہمیں رُسوا نہ کر۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔''

۴۳

نبیؐ کی جامع دُعائیں

نبی ﷺ شب و روز، سفر و حضر میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے، محدثینؒ نے انتہائی محنت اور جاں فشانی سے یہ سب، حدیث کی کتابوں میں جمع فرمادی ہیں۔ قرآن پاک کی دعاؤں کے ساتھ آپ نبیؐ کی ان دعاوں کے پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے۔ یہ دعائیں نہایت جامع، پراثر اور بابرکت بھی ہیں اور ان سے یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ ایک مومن کے سوچنے کا صحیح انداز، اُس کی آرزوؤں کا حقیقی مرکز اور اُس کی تمنائیں کیا ہونی چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی کی صحیح تصویر اس کی آرزوؤں ہی میں دیکھی جاسکتی ہے، بالخصوص ان اوقات میں جب آدمی کو یہ بھی اطمینان ہو کہ وہ بندوں کی نظر سے اوجھل ہے اور اُس کی سرگوشی کو سننے والا صرف اس کا پروردگار ہے۔ نبی ﷺ ''شب کی تاریکی میں، تنہائی میں، لوگوں سے الگ اور لوگوں کی موجودگی میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے'' اُن کے لفظ لفظ سے اخلاص، سوز، شوق اور نور ٹپکتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عظیم بندہ ہے جسے اپنے بندہ ہونے کا کامل احساس ہے، اور وہ سراپا احتیاج بن کر ہر وقت اپنے رب سے مانگتا رہتا ہے، اور اس کا شوق و انہماک برابر بڑھتا ہی جاتا ہے۔ وہ جو کچھ مانگتا ہے اُس کی روح یہ ہے کہ خدایا! مجھے اپنا قرب عطا فرما۔ اپنے غضب سے محفوظ رکھ، اپنی خوش نودی سے نواز اور آخرت کی سرخ روئی اور کامرانی نصیب فرما۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خدا کا جو بندہ بھی ہر صبح اور شام کو یہ دعا پڑھ لیا کرے کہ اُس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (مسند احمد)

''خدا کے نام سے ہر کام کا آغاز ہے، جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ پابندی سے صبح و شام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی ترک نہ فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَ عَنْ یَمِیْنِیْ وَ عَنْ شِمَالِیْ وَ مِنْ فَوْقِیْ، وَ اَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ (ترمذی)

''خدایا! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طالب ہوں، خدایا! میں تجھ سے عفو و درگزر اور سلامتی اور عافیت چاہتا ہوں، دین و دنیا کے معاملات میں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و دولت میں۔ خدایا! تو میری ستر پوشی فرما اور میری بے چینیوں کو امن و چین سے بدل دے۔ خدایا! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیرے عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اِس بات سے کہ میں ناگہاں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جاؤں (یعنی خدا مجھے زمین میں دھنسنے کے عذاب سے بچائے رکھے)۔''

کاہلی اور بزدلی سے بچنے کی دعا

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت گزاری میں رہتا تھا اور میں کثرت سے آپؐ کو یہ دعا پڑھتے سنا کرتا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعِجزِ وَالْکَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ ضَلَعِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ (بخاری، مسلم)

''خدایا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، بے بسی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے بار سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔''

تقویٰ اور پاک دامنی کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُکَ الْھُدیٰ وَ التُّقٰی وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنٰی

''خدایا! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہوں۔''

یہ دعا انتہائی جامع ہے، نبی ﷺ نے اِن چار لفظوں میں درحقیقت وہ سب ہی کچھ مانگ لیا ہے، جس کی بندۂ مومن کو ضرورت ہے۔

دنیا اور آخرت کی رُسوائی سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ (طبرانی)

''خدایا! سارے کاموں میں ہمارا انجام بخیر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

نماز کے بعد کی دعا

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

''اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر (فرمایا) اے معاذ! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد ان کلمات کو ترک نہ کرنا۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات ضرور پڑھا کرنا:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ

''خدایا! تو ہماری مدد فرما۔ اپنی یاد اور اپنے شکر کے لیے اور اپنی اچھی بندگی کے لیے۔''

نبیؐ کی وصیت

حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے یہ وصیت فرمائی:

''شداد! جب تم دیکھو کہ دنیا والے سونا اور چاندی جمع کرنے میں لگ گئے ہیں، تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ الْعَزِیْمَۃِ عَلٰی

الرُّشْدِ، وَ اَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّ لِسَانًا صَادِقًا وَّ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. (مسند احمد)

''خدایا! میں ثابت قدمی اور راست بازی میں استقلال کا سوال کرتا ہوں اور تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور تیری بہترین بندگی بجالانے کی توفیق مانگتا ہوں، اور خدایا! میں تجھ سے قلب سلیم اور زبانِ صادق کا خواست گار ہوں اور ہر وہ بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں جس کا تجھے علم ہے اور ہر اُس برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور اپنے سارے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں۔ بے شک تو غیب کی باتوں سے پوری طرح واقف ہے۔''

مغفرت و رضائے الٰہی کی دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے سلمان فارسیؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تمھیں چند کلمے دینا چاہتا ہوں، ان کے ذریعے رحمان سے سوال کرو۔ رحمان کی طرف لپکو اور شب و روز انھی الفاظ میں خدا سے دعا مانگو۔''

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَّ اِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّ نَجَاحًا یَّتْبَعُہٗ فَلَاحٌ وَّ رَحْمَۃً مِنْکَ وَ عَافِیَۃً وَّ مَغْفِرَۃً مِنْکَ وَ رِضْوَانًا (طبرانی، حاکم)

''خدایا! میں تجھ سے اپنے ایمان میں صحت و قوت کا طالب ہوں، حسن اخلاق میں ایمان کی تاثیر کا خواہاں ہوں، اور ایسی کامیابی چاہتا ہوں جس کے تحت آخرت کی فلاح حاصل ہو، اور تجھ سے رحمت، سلامتی، گناہوں کی معافی اور تیری رضا کا طالب ہوں۔''

گناہوں سے پاک ہونے کی دُعا

حضرت امِ سلمہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ

الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ بَعِّدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطِیْئَتِیْ کَمَا بَعَّدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (معجم کبیر)

"خدایا! تو میرے دِل کو خطاؤں کے میل سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ خدایا! تو مجھے گناہوں سے اِتنا دور کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب میں دوری کر رکھی ہے۔"

مخلوق کی نظر میں عزت کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّ اجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

"خدایا! تو مجھے انتہائی صابر بنا دے اور بہت زیادہ شکر گزار بنا دے اور مجھے میری اپنی نگاہوں میں حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا بنا دے۔"

جامع دُعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نماز میں مشغول تھی۔ نبیؐ کو مجھ سے کچھ ضرورت تھی اور مجھے دیر لگ گئی تو آپؐ نے فرمایا عائشہ مختصر اور جامع دعائیں مانگا کرو۔ پھر میں جب نبی ﷺ کے پاس آئی تو میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! مختصر اور جامع دعا کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ أَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَسْئَلُکَ مِمَّا سَالَکَ بِہٖ مُحَمَّدٌ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِمَّا تَعَوَّذَ مِنْہُ مُحَمَّدٌ وَ مَا قَضَیْتَ لِیْ مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ رُشْدًا۔ (حاکم)

"خدایا! میں تجھ سے ساری کی ساری بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جلد ہونے والی کا بھی اور بدیر ہونے والی کا بھی۔ معلوم کا بھی اور غیر معلوم کا بھی اور میں ساری کی ساری برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، فوری ہونے والی برائی سے بھی اور بدیر ہونے والی برائی سے بھی۔ معلوم سے بھی اور نامعلوم سے بھی اور میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں، اور ایسے قول وعمل کا جو جنت کے قریب کردینے والا ہو، اور میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس قول وعمل سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو جہنم سے قریب کردینے والا ہو، اور میں تجھ سے وہ بھلائیاں چاہتا ہوں جس کا سوال تجھ سے محمد (ﷺ) نے کیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان ساری چیزوں سے جن سے محمد (ﷺ) نے پناہ مانگی ہے۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے حق میں جو فیصلہ بھی فرمائے اس کا انجام بخیر فرما۔"

اسلام پر قائم رہنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا حَاسِدًا.

"خدایا! مجھے اُٹھتے، بیٹھتے، سوتے (جاگتے ہر حالت میں) اسلام پر قائم رکھ، اور کسی دشمن اور حسد کرنے والے کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔"

نو مسلم کی دعا

حضرت ابو مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل ہوتا تو نبی ﷺ اُس کو نماز سکھاتے پھر اُس کو بتاتے کہ اِس طرح دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

"خدایا! تو میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے سیدھے راستے پر چلا، مجھے عافیت بخش اور مجھے روزی عطا فرما۔"

نفاق اور بداخلاقی سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ.

''خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور خواہشاتِ نفس سے۔ خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جھگڑے، نفاق اور بداخلاقی سے۔''

ادائے قرض کی دُعا

حضرت ابووائلؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک مکاتب غلام حاضر ہوا اور بولا۔ حضرت! میری مدد فرمایئے، میں مکاتبت کا معاوضہ ادا نہیں کر پا رہا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمھیں وہ دعا کیوں نہ سکھادوں جو مجھے نبی ﷺ نے بتائی ہے، اگر تمھارے ذمے اُحد پہاڑ کے برابر قرض بھی ہوگا۔ تو خدا اُس کو ادا کردے گا۔ مکاتب نے عرض کیا، یہ دعا مجھے ضرور سکھایئے۔ چناں چہ آپ نے یہ دعا بتائی:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ مِنْ حَرَامِکَ وَ اغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

''خدایا! مجھے رزق حلال دے کر حرام روزی سے بے پروا کردے اور اپنے فضل و احسان سے مجھے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کردے۔''

(۴۴)

درود وسلام

اپنے عظیم محسن حضرت محمد ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجیے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپؐ کے بے پایاں احسانات اور بے نہایت رحمت وشفقت کا ہم کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کہ عقیدت ومحبت اور فداکاری وجاں نثاری کے گہرے جذبات کے ساتھ آپؐ کے حضور میں درود وسلام کے تحفے پیش کریں اور خدا سے دعا کریں کہ پروردگار تیرے نبیؐ نے ہماری خاطر شب وروز جولرزہ خیز تکلیفیں اٹھا کر ہم تک دین کی روشنی پہنچائی اور ہماری ہدایت کے لیے گھل گھل کر جس طرح اپنی جان ہلکان کی، پروردگار! ہم اس بے مثال احسان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ تجھ سے ہی ہماری درخواست ہے کہ پروردگار! تو اُن پر اپنی بے حد وحساب رحمتیں اُنڈیل دے۔ اُن کے درجات کو بلند فرما دے۔ ان کے دین کو باطل کی یلغار سے سلامت رکھ اور فروغ عطا فرما اور آخرت میں اُنھیں تمام مقربین سے بڑھ کر اپنا تقرب عطا فرما۔

قرآنِ پاک میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:۵۶)

”خدا، اور اس کے فرشتے نبیؐ پر برابر درود بھیجتے ہیں۔ مسلمانو! تم بھی اِن پر درود وسلام بھیجو۔“

حضرت اُبی بن کعبؓ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

اُبی! اگر تم اپنے سارے اوقات درود وسلام میں لگا دو گے تو خدا دنیا اور آخرت میں تمھاری کفالت اپنے ذمے لے لے گا۔“ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، خدا اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔ اُس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔'' (نسائی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، فرشتے اُس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔'' (احمد و ابن ماجہ) اور آپؐ نے اُس شخص کو بخیل قرار دیا ہے جو آپؐ کا ذکر سنے اور آپؐ پر درود نہ بھیجے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

''وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

اور آپؐ نے اُس شخص کو آخرت میں اپنی معیت اور صحبت کا سب سے زیادہ مستحق قرار دیا ہے جو سب سے زیادہ آپؐ پر درود و سلام بھیجے۔ آپ کا ارشاد ہے:

''قیامت کے روز میری معیت اور صحبت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔'' (ترمذی)

صحابۂ کرامؓ کو آپ نے مختلف مواقع پر درود و سلام کے جو الفاظ سکھائے ہیں اُن میں الفاظ کا تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے۔ آپ ان میں سے جو درود چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ عام طور پر جو درود شریف نماز میں پڑھتے ہیں اور جس کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے افضل قرار دیا ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

(صحاح ستہ، مسند احمد)

''خدایا! تو رحمت فرما محمد پر اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر، بلاشبہ تو بڑا ہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔

خدایا! تو برکت عطا فرما محمدؐ کو اور محمدؐ کی آل کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیمؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو، بلاشبہ تو بڑا ہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تم نبی ﷺ پر درود بھیجو تو بہ طریق احسن بھیجو، تمھیں کیا معلوم کہ یہ درود نبی ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہو، لوگوں نے

آپ سے درخواست کی پھر آپ ہمیں درود سکھایئے تو آپ نے فرمایا کہ یوں درود پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَ رَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَ قَائِدِ الْخَیْرِ وَ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا یَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ. (ابن ماجہ)

''خدایا! تو اپنی برکت، رحمت اور فیوض نازل فرما۔ رسولوں کے سردار، متقیوں کے پیشوا اور خاتم النبیین محمدؐ پر جو تیرے بندے، تیرے رسول۔ بھلائی کی مثال، خیر کے رہنما اور رسولِ رحمت ہیں، خدایا! تو ان کو اس مقامِ عظمت پر سرفراز فرما کہ جو پیش روؤں کے لیے قابل رشک ہو۔

خدایا! تو رحمت بھیج محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر، بے شک تو پاکیزہ صفات والا باعظمت ہے۔ خدایا! تو برکت نازل فرما، محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر، بے شک تو پاکیزہ صفات والا باعظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک بار بشیر بن سعدؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہؐ! ہم آپؐ پر کس طرح درود و سلام بھیجیں تو نبیؐ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ (مسلم)

''اے اللہ! رحمت فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ کی آل پر اور برکت نازل فرما محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے کائنات میں برکت نازل کی ابراہیمؑ پر، بلاشبہ تو انتہائی پاکیزہ صفات والا اور باعظمت ہے۔''

(۴۵)

قربانی کی دعا

جانور کو قبلہ رُخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھیے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذَالِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَ مِنْکَ.

''میں نے پوری یک سوئی کے ساتھ اپنا رُخ ٹھیک اس خدا کی طرف کرلیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلم اور فرماں بردار ہوں۔ خدایا یہ تیرے ہی حضور پیش ہے اور تیرا ہی دیا ہوا ہے۔''

بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے تیز چھری جانور کے گلے پر پھیر دیجیے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْـہُ مِنِّیْ[۱] کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

''خدایا! تو اِس قربانی کو ہماری جانب سے قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے دوست ابراہیمؑ اور اپنے حبیب محمدؐ کی قربانی قبول فرمائی۔ دونوں پر درود و سلام ہو۔''

---

(۱) اگر جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو مِنِّی کے بجائے مِنْ کہیے اور اس کے بعد سب کے نام لیجیے۔

قربانی کا جانور اگرچہ کسی دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ خود ہی ذبح کریں اور ذبح کرتے وقت اُن جذبات کو شعور کے ساتھ اپنے دِل و دماغ پر طاری کریں، جن کا اظہار آپ دعا کے الفاظ میں کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمارا سب کچھ خدا ہی کے لیے ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب کچھ قربان ہونا چاہیے۔ اُس کا اشارہ پا کر آج ہم اُس کی راہ میں جانور قربان کر رہے ہیں۔ کل اگر اُس کا اشارہ ہوگا تو ہم انھی جذبات کے ساتھ اپنی جانِ عزیز بھی اُس کی راہ میں قربان کر دیں گے اور اس کا شکریہ ادا کریں گے کہ اُس نے اپنی راہ میں خون بہانے کی توفیق دے کر شہادت کی سعادت نصیب فرمائی۔

---

(۴۶)

عقیقہ کی دُعا

عقیقہ سے مراد وہ بکری یا بکرا ہے جو نومولود بچے کی طرف سے ولادت کے ساتویں روز بہ طور صدقہ ذبح کیا جائے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال وغیرہ میل کچیل دور کیا جائے اور اُس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔"

جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رُخ لٹا دیجیے اور پہلے وہ دعا پڑھیے جو قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے پڑھتے ہیں یعنی اِنِّیْ وَجَّھْتُ سے لَکَ وَ مِنْکَ تک۔ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے تیز چھری جانور کے گلے پر پھیر دیجیے اور یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَةُ[1].....تَقَبَّلْهُ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ دَمُھَا بِدَمِہٖ لَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ شَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ عَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ۔

"خدایا! یہ عقیقہ ہے ..... کا اس کو قبول فرما جس طرح تو نے اپنے حبیب محمدؐ اور اپنے دوست ابراہیمؑ علیہما السلام کی طرف سے قبول کیا۔ اس کا خون بچے کی خون کا فدیہ ہے، اس کا گوشت بچے کے گوشت کا فدیہ ہے، اس کے بال بچے کے بال کا فدیہ ہیں اور اس کی ہڈیاں بچے کی ہڈیوں کا فدیہ ہیں۔" (خدایا! اس کو قبول فرما)

جو لوگ وسعت رکھتے ہوں وہ اپنی اولاد کی طرف سے ضرور صدقہ کریں۔ عقیقہ ایک

---

(۱) ھٰذہ عَقِیْقَةُ کہنے کے بعد اس بچے کا نام لیجیے جس کا عقیقہ ہے۔

مستحب صدقہ ہے، لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ لڑکے کی طرف سے بھی ایک ہی بکری کی جائے۔ البتہ جو لوگ وسعت نہیں رکھتے اُن کے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ تنگ دستی کے باوجود عقیقہ کرنا ضروری تصور کریں اور زیر بار ہو کر اس فریضے کو انجام دیں۔

عقیقہ کا گوشت کچّا بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ پکا کر فقراء، مساکین، اور پڑوسیوں کے یہاں بھیجیں۔ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ حضرت حسنؓ کے عقیقے کے موقعے پر آپؐ نے ہدایت دی کہ جانور کی ایک ٹانگ دایہ کو بھیج دو اور باقی تم خود کھاؤ اور کھلاؤ۔ (ابوداؤد)

---

(۴۷)

تراویح کی دعا

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنے اور آرام لینے کو ترویحہ کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے رمضان کی اِس نفل نماز کو تراویح کہتے ہیں۔ ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا اور آرام لینا مسنون ہے۔

ترویحہ میں یہ دعا پڑھیے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ. سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ.

"پاک ہے حکومت واقتدار والا۔ پاک ہے، عزت وعظمت، ہیبت وقدرت اور بڑائی اور دبدبے والا۔

پاک ہے وہ زندۂ جاوید بادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ کبھی اس کے لیے فنا ہے۔ نہایت پاک و برتر عیوب سے منزہ ہے۔ ہمارا پروردگار اور فرشتوں کا پروردگار اور حضرت جبریلؑ کا پروردگار۔

خدایا! ہم کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے۔ اے پناہ دینے والے۔ اے پناہ دینے والے، اے پناہ دینے والے۔"

تراویح کی نماز جماعت سے پڑھیے اور اگر ہو سکے تو پورا قرآن نماز میں سننے کی کوشش کیجیے۔ تراویح کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھیے، جو پورے احترام، دل بستگی، اور ذوق وشوق کے

ساتھ اِس طرح قرآن کوٹھیر ٹھیر کر اعتدال کے ساتھ پڑھے کہ زیادہ تاخیر کی وجہ سے مقتدی بھی نہ اُکتائیں اور قرآنِ پاک بھی اس طرح صاف صاف پڑھا جائے کہ اس کی تلاوت کا حق ادا ہو۔ قرآن کو بے پناہ روانی کے ساتھ بے سوچے سمجھے اس طرح پڑھنا کہ گویا سر سے ایک بوجھ اتارا جارہا ہے، درحقیقت قرآن کے ساتھ بڑا ظلم ہے، خدا کی کتاب کا حق یہ ہے کہ اُس کو دِل کی آمادگی، طبیعت کی حاضری اور انہماک کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کو سمجھنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

اِسی طرح تراویح کی نماز بھی سکون و اعتدال کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ لاپروائی کے ساتھ رواں دواں رکوع وسجود کرنا نماز کے مقصد سے غفلت بھی ہے اور نماز کی لذت سے محرومی بھی۔

---

(۴۸)

قنوتِ نازلہ

خدانخواستہ مسلمان سخت حالات میں گھرے ہوئے ہوں اور دشمن کا خوف اور دہشت غالب ہو تو نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے۔ بالخصوص فجر کی نماز میں۔ نمازِ فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اُٹھنے کے بعد کھڑے کھڑے یہ دعا پڑھیے اور پھر سجدے میں جائیے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے سخت حالات میں یہ دعا نمازوں میں پڑھی ہے، اور خاص طور پر فجر کی نماز میں اس کا اہتمام کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَ عَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَ قِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلاَ یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لاَ یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلاَ یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ. اَللّٰھُمَّ عَذِّبِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَ یُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَ کَ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَالْحِکْمَۃَ وَ ثَبِّتْھُمْ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِکَ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَوْزِعْھُمْ اَنْ یُّوْفُوْا بِعَھْدِکَ الَّذِیْ عَاھَدْتَّھُمْ عَلَیْہِ وَ انْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَ عَدُوِّھِمْ اِلٰـہَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ.

’’خدایا! تو ہمیں ہدایت سے نواز کر ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما اور ہمیں عافیت بخش کر عافیت پانے والوں میں شامل فرما۔ اور ہماری سرپرستی فرما کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کی تو نے سرپرستی فرمائی اور ہمیں ان چیزوں میں برکت دے جو تو نے عنایت فرمائی ہیں اور ہمیں اس کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے کیوں کہ تو ہی فیصلہ فرماتا ہے اور تجھ پر کسی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا۔ وہ ہرگز ذلیل نہیں ہوسکتا، جس کی تو سرپرستی فرمائے اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا، جس کو تو اپنا دشمن قرار دے لے۔ تو بڑی ہی برکت والا ہے۔ اے ہمارے رب اور بہت ہی بلند و برتر۔ ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ! کافروں کو عذاب دے جو تیری راہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور تیرے اولیاء سے برسرِ پیکار ہیں، اے اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرما اور اُن کی باہمی تعلقات کی اصلاح فرما، ان کے دِلوں میں باہمی الفت پیدا کر اور اُن کے قلوب میں ایمان و حکمت پیدا کر اور ان کو اپنے رسول ﷺ کی ملت پر جمادے، اور اُن کو توفیق عطا فرما کہ یہ تیرے اس عہد کو پورا کرسکیں جو تو نے ان سے لیا ہے اور اُن کی مدد فرما اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں، اے معبودِ حقیقی ہماری التجائیں سن لے اور ہمیں بھی انھی لوگوں میں شامل فرمادے۔‘‘

---

(۴۹)

نمازِ حاجت

جب بھی آپ کو کوئی چھوٹی یا بڑی ضرورت پیش آئے۔ خدا کے حضور کھڑے ہو کر دو رکعت نفل (صلوٰۃ الحاجۃ) پڑھیے اور پھر حمد وثنا اور درود پڑھ کر یہ دعا پڑھیے۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ آپ کی دعا کو رَد نہیں فرمائے گا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ جب کسی کو خدا سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت ہو تو خوب اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر خدا کی حمد وثنا کرے اور نبیؐ پر درود پڑھے اور پھر خدا سے یوں دعا کرے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ترمذی، ابن ماجہ)

’’خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا ہی بردبار اور بہت ہی کرم فرمانے والا ہے۔ پاک و برتر ہے خدا عرشِ عظیم کا مالک، شکر و تعریف خدا ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (خدایا!) میں تجھ سے ان چیزوں کی بھیک مانگتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والی ہیں۔ ہر بھلائی میں حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، خدایا! تو میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی دکھ اور غم دور کیے بغیر نہ چھوڑ اور میری کوئی حاجت جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہو پوری کیے بغیر نہ رہنے دے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔‘‘

۵۰

حفظِ قرآن کی دُعا

قرآن پاک کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے اِس دعا کا اہتمام کیجیے، جو نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو سکھائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں ایک بار ہم لوگ نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ علیؓ آئے اور اپنے حافظے کی شکایت کرنے لگے کہ یارسول اللہ! قرآن کی آیتیں میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہتیں، جو سیکھتا ہوں یاد ہی نہیں رہتا۔ نبی ﷺ نے علیؓ کی شکایت سن کر فرمایا:

اے ابوالحسن! میں تمھیں ایسی دعا کیوں نہ سکھا دوں، جس کو پڑھ کر تم بھی فائدہ اٹھاؤ اور وہ بھی فائدہ اُٹھائے جس کو تم یہ دعا سکھاؤ اور پھر جو بھی تم سیکھو وہ تمھارے دل میں جم جائے اور تمھیں یاد رہے۔ حضرت علیؓ نے کہا ''یارسول اللہؐ! ایسی دعا تو ضرور سکھایئے۔'' تو آپؐ نے اُس دعا کے بارے میں فرمایا:

جمعہ کی رات میں یہ دعا پڑھو، تین، یا پانچ یا سات جمعراتوں میں برابر پڑھو۔ خدا کے حکم سے یہ دعا تیر بہ ہدف ثابت ہوگی، اُس ذات کی قسم جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے۔ مومن کی یہ دعا کبھی خالی نہیں جاتی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ پانچ یا سات جمعراتیں ہی گزری ہوں گی کہ اسی طرح پھر ایک روز حضرت علیؓ نبی ﷺ کی مجلس میں آئے اور کہنے لگے۔ یارسول اللہؐ! پہلے میں چار آیتیں یاد کرتا۔ لیکن جب دہراتا تو ذہن سے نکل جاتیں، اور اب یہ حال ہے کہ میں چالیس چالیس آیتیں یاد کرتا ہوں، اور جب پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے سامنے خدا کی

کتاب کھلی ہوئی رکھی ہے، اسی طرح پہلے میں ایک حدیث سنتا اور جب دہرانے کی کوشش کرتا تو بھول جاتا اور اب یہ حال ہے کہ میں کتنی ہی حدیثیں سنتا ہوں، اور جب دہراتا ہوں تو ایک حرف کی بھی غلطی نہیں ہوتی۔"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: "رب کعبہ کی قسم! ابوالحسن واقعی مومن ہیں۔"

دعا پڑھنے کا تفصیلی طریقہ بتاتے ہوئے آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ "جمعہ کی رات میں یہ دعا پڑھو۔ میرے بھائی یعقوبؑ کے بیٹوں نے جب اُن سے دعائے استغفار کے لیے درخواست کی تو اُنھوں نے فرمایا۔ میں عنقریب تمھارے لیے استغفار کروں گا۔ یعقوبؑ کا مقصد یہ تھا کہ جمعہ کی رات آنے پر میں تمھارے لیے استغفار کروں گا تو اے علیؓ! تم جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت اُٹھو۔ اس لیے کہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے، طبیعت اس وقت حاضر ہوتی ہے اور خدا کی طرف پوری یک سوئی ہوتی ہے۔ اور اگر رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکو تو آدھی رات کو اُٹھو، اور اگر آدھی رات کو بھی نہ اُٹھ سکو تو پھر ابتدائی رات میں چار رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسٓ[1] اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ الدخان[2] اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور الٓمٓ سجدہ[3] اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھو، پھر جب التحیات پڑھ کر سلام پھیرلو، تو اچھے انداز میں خدا کی حمد وثنا کرو اور نہایت اچھے طریقے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام نبیوں پر درود وسلام بھیجو، اور سارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرو اور اپنے اُن بھائیوں کے لیے استغفار کرو جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے ہیں، پھر آخر میں یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّآ اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَا لاَ یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْمَا

---

(۱) یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ بائیسویں پارے کی آخری سورت ہے۔

(۲) الدخان: حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ پچیسویں پارے کی سورت ہے۔

(۳) الٓمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لاَ رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اکیسویں پارے کی سورت ہے۔

(۴) اَلْمُلْکُ: تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اُنتیسویں پارے کی پہلی سورت ہے۔

يُرْضِيكَ عَنِّى اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِى لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ
بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِى حِفْظَ كِتَابِكَ
كَمَا عَلَّمْتَنِى وَارْزُقْنِى اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِى
يُرْضِيكَ عَنِّى اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِى لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ
بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِى وَ
اَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِى وَ اَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِى وَ اَنْ تَشْرَحَ
بِهٖ صَدْرِى وَ اَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِى فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِى عَلَى الْحَقِّ
غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. (ترمذی)

''خدایا! تو مجھے جب تک بھی زندہ رکھے اپنی رحمت سے ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے مجھے بے مقصد اور لغو باتوں سے دور رہنے کی قوت عطا فرما۔ اور مجھے ان کاموں میں اچھی نظر اور بصیرت دے جن سے تیری رضا حاصل ہو، اے خدا! آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے بنانے والے، عظمت واحترام والے اور ایسا عظیم اقتدار رکھنے والے جس کے مقابلے میں آنے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اے خدا! اے رحم کرنے والے! میں تجھ سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی اسی طرح مجھے اس کے حافظے کی بھی قوت دے، اور مجھے اس کتاب کو پڑھنے کی اس طرح توفیق دے جس سے تیری رضا حاصل ہو، اے آسمانوں اور زمین کے موجد! عظمت واحترام والے، اور ایسا اقتدار رکھنے والے جس کے مقابلے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اے خدا، بے پایاں رحم کرنے والے! میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ

دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب کی برکت سے میری آنکھوں کو روشن کردے اور میری زبان پر اُس کے الفاظ جاری کردے اور میرے دل سے غم اور گھٹن دور کردے، اور اس کی برکت سے اس کے لیے میرے سینے کو کھول دے، اور اُس کی برکت سے میری جسم کو دھو کر پاک صاف کردے، تیرے سوا کوئی نہیں جو حق کے معاملے میں میری نصرت وحمایت کرسکے، حق سے نوازنے والا بس تو ہی ہے، گناہوں سے باز رہنے کی قوت اور نیکی پر جمنے کی طاقت خدا ہی سے مل سکتی ہے، جو بڑا ہی بلند اور بہت ہی عظمت والا ہے۔''

---

(۵۱)

فہمِ قرآن کی دعا

قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اس کے مطالب پر غور و فکر مومن کی محبوب عبادت ہے۔ قرآن سے شغف خدا سے تعلق کی دلیل بھی ہے اور خدا سے تعلق کا ذریعہ بھی۔ قرآن میں تدبر اور تفکر سے مومن کو روحانی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے اِس پر حکمت کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔

قرآنِ حکیم بلاشبہ نہایت آسان کتاب ہے، جہاں تک اس سے ہدایت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا تعلق ہے۔ اُس کی تعلیمات نہایت سادہ، واضح اور ہر گنجلک سے پاک ہیں، البتہ اس کے اسرار و رموز اور اس کی حکمتوں کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ فہمِ قرآن کے تمام آداب و شرائط کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں، سچی طلب کے ساتھ اس پر سوچیں اور کسی وقت بھی اس سے غفلت اور بے نیازی نہ برتیں، برابر مطالعہ کرتے رہیں اور زندگی بھر کرتے رہیں۔

یہ بالکل فطری بات ہے کہ مطالعہ کے دوران بعض ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں گہرے غور و فکر کے باوجود بھی کسی مطلب پر آپ کا ذہن مطمئن نہ ہوگا اور آپ سخت اُلجھن محسوس کریں گے لیکن اگر آپ واقعی قرآن کے طالب علم ہیں تو آپ ہرگز مایوس اور شکستہ خاطر نہ ہوں۔ نہ قرآن پر معترض ہونے کا بے جا خیال دِل میں لائیں اور نہ اُکتا کر قرآن میں غور و تدبر ترک کریں، بلکہ پوری یک سوئی کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوں، اور کامل سپردگی کے ساتھ خدا سے اس مشکل کے حل میں مدد کے طالب ہوں، قرآن کی آیات میں اپنی خواہش اور اپنی رائے سے تاویل کرنے یا اپنا من پسند مطلب نکالنے کی بے ہودہ جسارت ہرگز نہ کریں، بلکہ ایک طالبِ حق کی طرح اِس مفہوم پر جمے رہیں جو قرآنِ پاک کے الفاظ سے سمجھ میں آرہا ہو، اور پھر

انتہائی عاجزی اور بے چارگی کے ساتھ خدا سے دُعا کریں کہ خدایا! میری اِس اُلجھن کو دور فرما، مجھ پر صحیح مفہوم کا فیضان فرما۔ اور میرے دِل کو اُس تاویل اور مفہوم پر اطمینان عطا کر جو واقعی صحیح ہے، اِس مقصد کے لیے شب کے نوافل میں ذرا آواز سے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت بھی کیجیے اور نیچے لکھی ہوئی دعا بھی پڑھتے رہیے۔ خدا سے توقع ہے کہ یہ دعا نافع ثابت ہوگی۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جو بندہ بھی اپنے کسی فکر و غم میں یہ دعا پڑھے گا خدا اس کے فکر و غم کو دور فرما کر خوشی و مسرت سے نوازے گا۔“

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ اِبْنُ عَبْدِکَ، اِبْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ، مَاضٍ فِیْ حُکْمِکَ، عَدْلٌ فِیْ قَضَاءِ کَ اَسْأَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ، سَمَّیْتُ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوْ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَ نُوْرَ صَدْرِیْ وَ جِلَآءَ حُزْنِیْ وَ ذَھَابَ ھَمِّیْ وَ غَمِّیْ۔ (مسند احمد، ابن حبان)

”خدایا! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے، میں تجھ سے ترے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرے لیے سزاوار ہے، جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے، یا تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا تو نے اپنے پاس اپنے خزانۂ غیب میں اُسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا مداوا اور میری فکر و پریشانی کا علاج بنا دے۔“

حدیث کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا ”ہم اس دعا کو سیکھ لیں؟“ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص بھی اس دعا کو سنے وہ ضرور اس کو سیکھے اور ضرور یاد کرے۔“

(۵۲)

جمعہ کا خطبہ

اسلامی جذبات کو اُبھارنے، ایمان کو تازہ رکھنے، اور تذکیر و یاددہانی کے فریضے کو تسلسل اور ترتیب کے ساتھ انجام دینے کے لیے جمعہ کا خطبہ انتہائی مؤثر اور منظّم ذریعہ ہے۔ فطری انداز میں ہر ہفتے مسلمانوں کو ان کے فرائض یاد دِلانے، دین کے تقاضے سمجھانے اور اسلام کے لیے کچھ کرنے کی تڑپ کو پیدا کرنے کے لیے ایک ایسا دینی انتظام ہے، جس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس سے خاطر خواہ فائدہ آپ اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جب آپ سامعین کو اُن کی اپنی زبان میں بھی خطاب کریں۔

جہاں تک خطبۂ ثانیہ کا تعلق ہے تو وہ عربی زبان ہی میں ہونا چاہیے۔ البتہ پہلا خطبہ آپ اُس زبان میں بھی دیں، جس سے سامعین واقف ہوں، اچھا تو یہ ہے کہ آپ حالاتِ حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے دین کے تقاضوں پر مختصر اور جامع تقریر بہ طور خود تیار کریں، اور ہر ہفتے تسلسل اور ترتیب کے ساتھ ذہن کو بنانے اور عمل پر اُبھارنے کی کوشش کریں۔ لیکن کسی وجہ سے اگر آپ ایسا نہ کرسکیں تو کم از کم اتنا ضرور کیجیے کہ کوئی بھی عربی خطبہ پڑھ کر اس کا مطلب خیز ترجمہ اس زبان میں بھی پیش کریں، جس کو سامعین سمجھتے ہوں۔ عربی خطبے کے انتخاب میں بھی زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ خود نبی ﷺ یا خلفائے راشدین کا کوئی خطبہ منتخب کریں۔ ذیل میں ہم نبی ﷺ کے مستند جملے نقل کرتے ہیں۔ ایک تو وہ تاریخی خطبہ ہے جو ہجرت کے بعد آپؐ نے مدینے میں پہلے جمعہ کو دیا تھا اور دوسرا وہ جس میں آپؐ نے مسلمانوں کو بڑے بلیغ انداز میں اُبھارا ہے کہ وہ قرآن سے گہری وابستگی پیدا کریں اور برابر اس میں غور و فکر کرتے رہیں۔ اِس لیے کہ اس سے تعلق جوڑے بغیر دین سے تعلق قائم رکھنا ممکن نہیں۔

مدینہ میں پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَ اَسْتَعِیْنُہٗ وَ اَسْتَغْفِرُہٗ وَ اَسْتَھْدِیْہِ وَ اُوْمِنُ بِہٖ وَلاَ اَکْفُرُہٗ، وَ اُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُہٗ. وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَۃِ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَ قِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَ ضَلاَلَۃٍ مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَ دُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَۃِ وَ قُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ. وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی وَ فَرَّطَ وَ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِیْدًا اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ خَیْرُ مَا اَوْصٰی بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَّحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَّفْسِہٖ وَ لاَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ نَصِیْحَۃً وَّلاَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ ذِکْرًا وَّ اِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ عَلٰی وَجَلٍ وَّ مَخَافَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰی مَا تَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَۃِ وَ مَنْ یُّصْلِحِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلاَنِیَۃِ لاَ یَنْوِیْ بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَّہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ وَ ذُخْرًا فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَا قَدَّمَ وَ مَا کَانَ سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَھَا وَ بَیْنَہٗ اَمَدًا بَعِیْدًا وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ، وَاللّٰہُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِیْ صَدَقَ قَوْلَہٗ، وَ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ لاَ خُلْفَ لِذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ فَاتَّقُو اللّٰہَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِکُمْ وَ اٰجِلِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلاَنِیَۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ

وَ يُعْظِمْ لَهُ اَجْرًا۔ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا. وَ اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُوَقِّى مَقْتَهُ وَ يُوَقِّى عَقُوْبَتَهُ وَ يُوَقِّى سُخْطَهُ، وَ اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوْهَ وَ يُرْضِى الرَّبَّ وَ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ.

خُذُوْا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْا فِىْ جَنْبِ اللّٰهِ وَ قَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَهُ. وَ نَهَجَ لَكُمْ سَبِيْلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ يَعْلَمَ الْكَاذِبِيْنَ. فَاَحْسِنُوْا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ وَ عَادُوْا اَعْدَاءَهُ، وَ جَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ. هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَاِنَّهُ مَنْ يُّصْلِحُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللّٰهِ يَكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّاسِ.

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقْضِىْ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ وَ يَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ (طبری جلد ۱۲، ص ۲۵۵)

”شکر و تعریف اللہ کے لیے، میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں، اس سے مدد چاہتا ہوں، اس سے مغفرت کا طالب ہوں اور اس سے ہدایت کا خواست گار ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں، اور اس کے ساتھ کفر نہیں کرتا اور اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں، جو اس سے کفر کرتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، جن کو خدا نے ہدایت، نور اور نصیحت دے کر ایسے دور میں رسول بنایا جب کہ مدتِ دراز سے رسولوں کے آنے کا سلسلہ بند تھا۔ حقیقی علم کی روشنی ماند پڑ چکی تھی۔ گم راہی کا دور دورہ تھا۔ نظامِ ہستی درہم برہم ہو رہا تھا۔ قیامت سروں پر آ گئی تھی۔ اور ہر شخص کی اجل اس کے سر پر منڈلا رہی تھی۔

پس جس نے (رسول کو مان کر) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یاب ہوا اور جس نے (رسالت کا انکار کرکے) خدا اور رسول کی نافرمانی کی وہ گم راہ ہوا اور کوتہ اندیشی میں گھر گیا اور راہِ حق سے بھٹک کر گم راہی میں دور جا پڑا۔

میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہو، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہتر سے بہتر نصیحت کرسکتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ اُسے ذخیرۂ آخرت فراہم کرنے پر اُبھارے اور خدا سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرے پس اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس نے اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا ہے، اس سے بہتر نہ کوئی اور وصیت ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی اور یاددہانی ہوسکتی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کا تقویٰ بندے کے لیے جو خدا سے ڈرتے لرزتے زندگی گزارے، آخرت کے حسن انجام کا حقیقی معاون ہے، جس کے تم خواہش مند ہو، اور جو شخص خلوصِ نیت کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر خدا سے اپنے معاملے کو کھلے چھپے ہر حال میں درست کرلے تو اس کا فوری صلہ دنیا میں یہ ہے کہ وہ نیک نام ہوگا اور موت کے بعد کی اُس گھڑی میں وہ مالا مال ہوگا جب کہ ہر شخص اپنے اُن نیک اعمال کا انتہائی محتاج ہوگا جو اس نے اس وقت کے لیے کیے ہوں گے۔ اور اُن کے سوا جو برے اعمال ہوں گے اُن کے بارے میں وہ تمنا کرے گا کہ کاش یہ اعمال مجھ سے انتہائی دور ہوتے اور خدا تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے، اور خدا اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کا قول سچا ہے اور وعدہ وفا ہوکر رہتا ہے کہ یہ بات ہوکر رہے گی کیوں کہ خود وہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے ''میرے حضور بات بدلی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔'' پس خدا سے ڈرتے رہو، دنیا اور آخرت کے سارے کھلے اور چھپے معاملات میں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کے غضب سے ڈرتا ہے، خدا اُس کے گناہوں کو اُس سے جھاڑ دیتا ہے، اور اس کے اجر کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتا ہے اور جو اس سے ڈرتا رہا اُس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اچھی طرح جان لو کہ خدا کا خوف بندہ کو اُس کی خفگی سے دور رکھتا ہے، اس کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے اور اُس کی ناراضی سے بچاتا ہے، اور اِس حقیقت کو بھی اچھی طرح

سمجھ لو کہ خدا کا تقویٰ چہروں کو روشن اور بارونق بناتا ہے، مالک کو اپنے بندے سے خوش رکھتا ہے، اور بندے کے مرتبے کو بلند کرتا ہے۔

دیکھو، اپنے اپنے نصیب کی نیکیاں سمیٹ لو اور خدا کی جناب میں ہرگز کوتاہی نہ کرو جب کہ اُس نے تمھیں اپنی کتاب کا علم دے کر اپنا سیدھا راستہ تم پر واضح فرما دیا ہے تاکہ وہ جان لے اُن لوگوں کو جو اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہیں اور ان کو جو جھوٹے ہیں۔ پس تم بھی اُن لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، جیسا کہ اُس نے تمھارے ساتھ حسنِ سلوک کیا ہے اور اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کی راہ میں ایسا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے۔ اُس نے تمھیں اپنے دین کے لیے منتخب کیا ہے، اور تمھارا نام ''مسلم'' رکھا ہے تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے، اور طاقت وقوت کا سرچشمہ صرف خدا کی ذات ہے۔

پس خدا کا ذِکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو، اور آج کے بعد آنے والے کل کے لیے عمل کرتے رہو کیوں کہ جو بندہ اپنے اور اپنے خدا کے مابین معاملہ کو سنوار لیتا ہے، خدا اس کے لیے اُن سارے معاملات میں کافی ہو جاتا ہے جو اس کے اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اِس لیے کہ خدا ہی بندوں کے فیصلے فرماتا ہے۔ بندے اُس کا فیصلہ نہیں کرتے۔ وہ اِنسانوں کی ہر چیز کا مالک ہے اور انسان کے قبضے میں اُس کی کوئی چیز نہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے اور قوت وطاقت صرف اُسی کے پاس ہے۔''

قرآنِ پاک سے شغف کی تلقین

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَ اَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ.

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبُ اللّٰهِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَ اَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلاَمِ بَعْدَ الْكُفْرِ، وَ اخْتَارَهٗ عَلٰى مَا

سِوَاهُ مِنْ اَحَادِیْثِ النَّاسِ اِنَّهٗ اَصْدَقُ الْحَدِیْثِ وَ اَبْلَغُهٗ. اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَ اَحِبُّوْا اللّٰهَ مِنْ کُلِّ قُلُوْبِکُمْ وَ لاَ تَمَلُّوْا کَلاَمَ اللّٰهِ وَ ذِکْرَهٗ وَلاَ تَقْسُوْا عَلَیْهِ قُلُوْبُکُمْ.

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا، اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ صَدِّقُوْا صَالِحَ مَا تَعْمَلُوْنَ بِاَفْوَاهِکُمْ وَ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَیْنَکُمْ وَالسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. (اعجاز القرآن)

”بلاشبہ شکر وتعریف اللہ ہی کے لیے ہے، میں اس کی حمد وتعریف کرتا ہوں، اس سے مدد چاہتا ہوں، اور ہم اس کے دامنِ عفو میں پناہ چاہتے ہیں، نفس کی شرارتوں سے اور بداعمالیوں کی پاداش سے، جس کو خدا ہدایت دے۔ (اور وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو واقعی ہدایت کا طالب ہو) تو اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو خدا راہ راست سے بھٹکا دے (اور وہ اُسی کو بھٹکا تا ہے جو راہِ راست کا طالب نہیں ہوتا) تو اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے بہتر کلام خدا کی کتاب ہے، وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کے دل میں کتاب اللہ کی رونق ہے اور جس کو کفر کے بعد اللہ نے اسلام سے مشرف فرمایا۔ اور جس نے سارے انسانی کلاموں کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ بے شک خدا کا کلام سرتا سر سچائی ہے۔ انتہائی پر اثر ہے، جو اس سے شغف رکھے تم بھی اس سے محبت رکھو اور اپنے قلوب کی ساری توجہ کے ساتھ خدا سے حقیقی محبت پیدا کرو۔ اور اس کے کلام کی تلاوت اور اس کی یاد سے کبھی نہ اُکتاؤ اور نہ کبھی تمھارے قلوب کلام اللہ کی طرف سے بے نیاز اور سخت ہوں۔ پس خدا ہی کی بندگی کرو، کسی کو اس کے ساتھ ذرا بھی شریک نہ بناؤ اور اس سے ڈرتے رہو، جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور اپنے نیک اعمال کی تصدیق زبان سے بھی کرتے رہو، (یعنی زبان سے وہی کہو جو تمھارے شایانِ شان ہو) اور خدا کی رحمت اور دین کی بنیاد پر آپس میں محبت رکھو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ شَاهِدًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ: فَيٰاَيُّهَا النَّاسُ! اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَ عَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْمَجِيْدِ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ. اَللّٰهُمَّ اَمْطِرْ شَاٰبِيْبَ رِضْوَانِكَ عَلَى السَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ خُصُوْصًا عَلٰى اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ اَمِيْرِ الْمُوْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْفَارُوْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدَنَا عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ عَلٰى وَلَدَيْهِ السَّعِيْدَيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ عَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

وَ عَلٰی سَائِرِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ.

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَلاَ تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ عِبَادَ اللّٰہ! رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَھَمُّ وَ اَعْظَمُ وَ اَکْبَرُ.

۵۳

نکاح کا خطبہ

نکاح کی شرعی حیثیت سمجھانے، اس کے تقاضوں کو ذہن نشین کرانے اور نکاح کے تعلق سے عائد ہونے والی عظیم ذمے داریوں کو یاد دلانے کے لیے محفلِ نکاح میں خطبہ پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اس موقع پر خطبے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے خطبۂ نکاح کا ترجمہ اور مختصر تشریح بھی اپنی زبان میں پیش کر دیا کریں تا کہ سامعین اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر ذیل میں خطبۂ نکاح کے ساتھ اُس کا ترجمہ بھی دیا جاتا ہے۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ.

وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ.

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلاَ تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَّ نِسَآءًۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا○ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا○ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا○

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ

وَ اَتْقٰکُمْ لَہٗ وَ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَ اُصَلِّیْ وَ اَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (بخاری)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لیے ہے، ہم اُسی سے مدد چاہتے ہیں، اور اُسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) جس کو خدا سیدھی راہ چلائے (اور وہ اسی کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے جو چلنے کا واقعی ارادہ رکھتا ہو) تو اس کو کوئی بھٹکا نہیں سکتا۔ اور جس کو خدا گم راہ کرتا ہے (اور وہ اسی کو گم راہ کرتا ہے جو گم راہ ہونا چاہتا ہے) تو اس کو کوئی سیدھی راہ پر لا نہیں سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

اے ایمان والو! ٹھیک ٹھیک اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مرتے دم تک خدا کی وفاداری اور اطاعت شعاری پر قائم رہو۔

اے لوگو! اپنے رب کے غضب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس پالنے والے اللہ کی ناراضی سے بچتے رہنا، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھو۔ یقین جانو! خدا تمھاری نگرانی کر رہا ہے۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور جچی تلی مضبوط بات زبان سے نکالو، اللہ تمھارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور گناہوں پر معافی کا پردہ ڈال دے گا اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری کریں گے وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوں گے۔

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم میں تم سب میں خدا سے زیادہ ڈرنے والا، تم سب میں زیادہ اُس کی ناراضی سے بچنے والا ہوں، لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں۔ کبھی بغیر روزے کے رہتا ہوں۔ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو میری اس سنت سے منہ پھیرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

(۵۴)

اِستخارہ

زندگی کے اہم معاملات مثلاً سفر، نکاح، ملازمت اور تجارتی اُمور وغیرہ میں استخارہ کرلیا کیجیے۔ استخارہ کے معنی ہیں خیر اور بھلائی طلب کرنا جن اہم اور جائز کاموں میں آپ پر خیر کا پہلو واضح نہ ہو ان میں استخارہ کا ضرور اہتمام کیجیے اور پھر جس طرف قلب کا میلان محسوس ہو اس کو قضاے الٰہی سمجھ کر اختیار کرلیجیے۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر معمولی کام درپیش ہو تو مکروہ اور حرام اوقات کے علاوہ جب بھی چاہیں دو رکعت نفل ادا کیجیے اور پھر استخارے کی دعا پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”خدا سے استخارہ کرنا اولادِ آدم کی سعادت ہے اور قضاے الٰہی پر راضی ہو جانا بھی اولادِ آدم کی سعادت ہے اور اولادِ آدم کی بدبختی یہ ہے کہ وہ خدا سے استخارہ نہ کرے اور خدا کی قضا پر ناخوش ہو۔“ (مسند احمد)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور مشورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا اور کفایت سے کام لینے والا کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔“ (طبرانی)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جس طرح ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے، اسی طرح ہر کام میں استخارہ کرنے کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ فرماتے ”جب تم میں سے کوئی کسی اہم معاملے میں فکرمند ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ[1] خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعِیْشَتِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعِیْشَتِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَ اقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ.

''خدایا! میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے سے خیر کا طلب گار ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ تو قدرت والا ہے، اور مجھے ذرا قدرت نہیں۔ تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے۔

خدایا! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو میرے لیے اُسے مقدر فرما اور میرے لیے اس کو آسان کر اور میرے لیے اُس کو مبارک بنا دے۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے، میرے دین اور دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور میرے لیے خیر اور بھلائی مقدر فرما جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی و یک سوبھی فرما دے۔''

---

(۱) یہاں ''ھٰذَا الْاَمْر'' کے بجائے اپنی حاجت کا نام لے کر اُسے بیان کرے یا ھٰذَا الْاَمْر کہتے وقت اپنی درپیش حاجت کا تصور کرے۔

(۵۵)

اسمائے حسنیٰ

تزکیۂ نفس اور طمانیت قلب کا مستند اور محفوظ ذریعہ یہ ہے کہ آپ ذکرِ الٰہی سے اپنی زبان تر رکھیں، اُس کی صفات کا ورد کریں، اِن صفات کے تقاضوں پر غور کریں اور ایمان وشعور کے ساتھ اِن صفات کو دل ودماغ پر طاری رکھنے کی عادت ڈالیں، قرآن کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًاo وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًاo (الاحزاب:۴۱،۴۲)

''ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، اور صبح وشام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔''

اور سورۂ اعراف میں ہے:

وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ص (الاعراف:۱۸۰)

''اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں پس ان اچھے ناموں سے اس کو پکارتے رہو۔''

ان ناموں کی تفصیل اور ان کے وسیع تقاضے قرآن میں بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور نبی ﷺ نے بھی ان صفات کی تعداد، تفصیل اور اُن کو محفوظ کرنے کا عظیم صلہ بتاتے ہوئے اُن کے وِرد کی ترغیب دی ہے، آپؐ کا ارشاد ہے:

''خدا کے ننانوے — ایک کم — پورے سو نام ہیں، جو شخص اُن کو محفوظ کرلے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔'' (بخاری)

صفاتِ الٰہی کو محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اُن کو سمجھیں، اُن کو جذب کریں، اُن کے تقاضوں پر عمل کریں اور اُن کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ ذوق وشوق کے ساتھ تلاوت کیجیے، قرآنِ پاک کو پڑھنے کی عادت ڈالیے اور

پابندی کے ساتھ اس میں غور و تدبر کو اپنے اوپر لازم کر لیجیے پھر اُن مستند احادیث کا مطالعہ بھی توجہ اور انہماک کے ساتھ کیجیے جن میں اِن صفاتِ الٰہی کا مفہوم اور تقاضے ذہن نشین کرائے گئے ہیں۔ نیز اُن مسنون اذکار اور دعاؤں کو بھی طبیعت کی حاضری اور یک سوئی کے ساتھ پڑھنے کا التزام کیجیے جو بالعموم اِن صفات الٰہی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ قرآن پر نظر رکھنے والے علماء نے قرآن ہی سے ان ننانوے اسمائے حسنیٰ کو جمع کیا ہے۔

۱-اَللّٰہُ: یہ خالق کائنات کی ذات کا نام ہے، جو تمام اعلیٰ صفات اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے، یہ نام اُس کے سوا نہ کبھی کسی کے لیے بولا گیا اور نہ بولنا صحیح ہے۔ اللہ ہی آپ کی محبتوں کا حقیقی مرکز ہے، وہی آپ کی عبادت و قربانی کا تنہا مستحق ہے، اور وہی تمام خطرات سے حفاظت کی واحد پناہ گاہ ہے، پس اُسی کی محبت سے دل کو آباد رکھیے، اُسی کی مخلصانہ عبادت کیجیے اور اُسی پر اعتماد اور بھروسہ کیجیے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (البقرۃ:۱۶۵)

”اور ایمان رکھنے والے مومنین اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔“

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط (الزمر:۲)

”اے نبیؐ! یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف برحق نازل کی ہے، پس اللہ ہی کی عبادت کیجیے، اطاعت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ اطاعت اور بندگی صرف اللہ ہی کا حق ہے۔“

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ط (الرعد:۳۶)

”کہہ دیجیے کہ مجھے تو بس یہی حکم ملا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو بھی اُس کا شریک نہ بناؤں۔“

وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (ابراہیم:۱۲)

”اور بھروسہ کرنے والے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

۲-اَلرَّحْمٰنُ: وہ ذات جس کی رحمت میں انتہائی جوش و خروش ہے اور جو بے پایاں رحم کرنے والی ہے،

جس نے اپنی رحمت سے انسان کو عظیم ترین نعمتوں سے نوازا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

(الرحمٰن: ۱-۴)

''رحمٰن نے یہ قرآن سکھایا۔ انسان کو پیدا کر کے قوت گویائی سے نوازا۔''

خدا کی رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر ہے کہ اُس نے انسان کو قرآن جیسی عظیم نعمت بخشی اور پھر انسان کو قوتِ گویائی سے نواز کر دوسری مخلوقات میں خصوصی امتیاز عطا فرمایا۔

۳- **اَلرَّحِيْمُ:** وہ ذات جس کی رحمت پیہم ہو رہی ہے، جس کی دائمی رحمت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی اُس کی مسلسل رحمت کے سائے ہی میں انسان پرورش پا رہا ہے، ترقی کر رہا ہے، نیکیوں کی راہ پر پڑھ رہا ہے، عمل کی مہلت پا رہا ہے، اور آخرت میں بھی مومنین اس کی اسی صفت کی برکت سے جنت جیسی آرام گاہ میں عیش وسکون کی زندگی پائیں گے۔

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(النحل: ۱۸)

''اور اگر تم خدا کی نعمتوں کا حساب لگانا چاہو تو حساب نہیں لگا سکتے۔ بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔'' یعنی خدا کی بے پایاں اور پیہم نعمتوں کا شمار ممکن نہیں، انسان زندگی کے لمحے لمحے میں خدا کی رحمت و توجہ کا محتاج ہے اور اُس کی رحمتوں کی بارش مسلسل ہو رہی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۴۳، ۴۴)

''وہی ہے جو تم پر رحمت فرما رہا ہے، اور اس کے فرشتے تمھارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں تا کہ وہ تمھیں تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ وہ مومنوں پر بہت ہی رحم فرمانے والا ہے، جس روز وہ اُس سے ملاقات کریں گے تو اُن کا استقبال سلام سے ہوگا۔ اور اُن کے لیے خدا نے عزت و اکرام کا صلہ مہیا کر رکھا ہے۔''

۴- **اَلْمَلِكُ:** کائنات کا حقیقی بادشاہ، جس کی حکمرانی دونوں جہان میں ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج (طٰہٰ:۱۱۴)

''پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہِ حقیقی۔''

۵-اَلْقُدُّوْسُ: تمام عیوب اور غلطیوں سے سراسر پاک اِس لیے اُسی کا بھیجا ہوا قانون ہر خطا سے محفوظ ہے۔

۶- اَلسَّلَامُ: تمام نقائص اور کمزوریوں سے سلامت اور محفوظ۔

۷- اَلْمُؤْمِنُ: تمام آفات اور عذاب سے امن و امان میں رکھنے والا۔

۸- اَلْمُهَيْمِنُ: مخلوق کی نگرانی کرنے والا اور خطاؤں سے محفوظ رکھنے والا۔

۹-اَلْعَزِيْزُ: عزت و اقتدار کا واحد سرچشمہ، جس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ط (یونس:۶۵)

''عزت ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے۔''

۱۰-اَلْجَبَّارُ: زبردست غلبے اور زور والا، مخلوق کی بگڑی بنانے والا۔

۱۱-اَلْمُتَكَبِّرُ: عظمت و کبریائی کا سرچشمہ، جس کی کبریائی میں کوئی شریک نہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (الحشر:۲۳)

''وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہِ حقیقی، پاک ذات، ہر نقص سے سلامت، امن و امان میں رکھنے والا۔ نگہبان، سب پر غالب، زبردست بڑائی والا۔ پاک و برتر ہے اللہ ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اُس کا شریک قرار دیتے ہیں۔''

۱۲-اَلْخَالِقُ: مناسب حال قوتوں اور صلاحیتوں سے آراستہ اور بہترین وجود بخشنے والا۔

۱۳-اَلْبَارِئُ: ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا، بے مثال موجد۔

۱۴-اَلْمُصَوِّرُ: مخلوقات کی صورت گری کرنے والا۔

هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ط (آل عمران:۶)

''وہی ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمھاری صورتیں بناتا ہے۔''

وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (المومن:۶۴)

''اس نے تمھاری صورتیں بنائیں اور بہترین صورتیں بنائیں۔''

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ط (الحشر:۲۴)

''وہی اللہ ہے کائنات کا خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا۔ صورتیں بنانے والا اور اسی کے لیے ہیں اچھے اچھے نام۔''

۱۵-اَلْغَفَّارُ: بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ (نوح:۱۰)

''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت چاہو، وہ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے۔''

۱۶-اَلْقَهَّارُ: اپنی مخلوق پر کامل غلبہ اور اختیار رکھنے والا۔

۱۷-اَلْوَاحِدُ: اکیلا جس کی ذات وصفات، قدرت وحقوق میں کوئی شریک نہیں۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (المومن:۱۶)

''آج کس کی حکومت ہے، اللہ کی جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔''

۱۸-اَلتَّوَّابُ: بندوں کے حال پر توجہ فرمانے والا اور گنہ گاروں کی توبہ قبول کرنے والا۔

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (التوبۃ:۱۱۸)

''پھر خدا نے ان پر توجہ فرمائی کہ یہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

۱۹-اَلْوَهَّابُ: بے غرض بخشش اور سخاوت کرنے والا۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران:۸)

''ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شک تو بہت بڑا فیاض ہے۔''

۲۰-اَلْخَلَّاقُ: ہر طرح، ہر وقت ہر چیز کو پیدا کرنے والا، صفتِ تخلیق میں کامل۔

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ط بَلٰى ق وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ (یٰس:۸۱)

''کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے۔ کیوں نہیں، وہ بڑا پیدا کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے۔''

۲۱-اَلرَّزَّاقُ: اپنی مخلوق کو خوب ہی روزی دینے والا۔ حاجت روا۔

۲۲-اَلْمَتِیْنُ: نہایت مضبوط و توانا۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (الذاریات:۵۸)

''بے شک اللہ ہی خوب رزق دینے والا، زور آور اور مضبوط و توانا ہے۔''

۲۳-اَلْفَتَّاحُ: مخلوق کے درمیان صحیح فیصلہ کرنے والا اور مشکل کشا۔

۲۴-اَلْعَلِیْمُ: بندوں کے ہر قول و عمل اور جذبہ و خیال کا بہ راہِ راست جاننے والا۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ط وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○ (سبا:۲۶)

''کہیے،'' ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا۔ پھر ہمارے درمیان ٹھیک فیصلہ کرے گا۔ بے شک وہ بڑا ہی منصفانہ فیصلہ کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

۲۵-اَلْمُحِیْطُ: ساری مخلوقات کا احاطہ کرنے والا۔ کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں ہے۔

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○ (البروج:۲۰)

''اور خدا ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔''

۲۶-اَلْقَدِیْرُ: ہر چیز پر پوری پوری قدرت اور اختیار رکھنے والا۔

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا ○ (الطلاق:۱۲)

''یہ کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ خدا اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔''

۲۷-اَلْحَلِیْمُ: عذاب دینے میں جلدی نہ کرنے والا، بندوں کو سنبھلنے کا موقع دینے والا، بردبار۔

۲۸-اَلْغَفُوْرُ: بہت زیادہ درگزر فرمانے والا اور پردہ پوشی کرنے والا۔

۲۹-اَلْعَفُوُّ: بہت زیادہ معاف فرمانے والا۔

۳۰-اَلشَّکُوْرُ: مخلوق کے اعمالِ صالحہ کا انتہائی قدرداں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَ لَئِنْ زَالَتَآ اِنْ

اَمۡسَکَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ۝ (فاطر:۴۱)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا، انھیں تھامنے والا نہیں ہے، بے شک خدا بڑا ہی درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔''

عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ۝ (النساء:۹۹)

''بعید نہیں کہ خدا ان کو معاف فرما دے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔''

وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ۝ۙ (فاطر:۳۴)

''اور وہ کہیں گے خدا کا شکر ہے، جس نے ہم سے غم دور کردیا۔ بے شک ہمارا رب بہت زیادہ چشم پوشی کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔''

۳۱-اَلۡعَظِیۡمُ: اپنی ذات وصفات میں عظمت و بزرگی والا۔

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ۝ؑ (الواقعۃ:۷۴)

''تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔''

۳۲-اَلۡوَاسِعُ: نہایت وسعت والا۔ بندوں پر نہایت فراخی کے ساتھ احسان کرنے والا۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝ۚۙ یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَةَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ (البقرہ:۲۶۸،۲۶۹)

''اللہ نہایت فراخ دست اور دانا ہے جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اس کو حقیقت میں عظیم دولت مل گئی۔''

۳۳-اَلۡحَکِیۡمُ: نظامِ کائنات اور بندوں کے معاملے میں انتہائی دانائی کے ساتھ فیصلہ کرنے والا۔

اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۝ۖۙ یُّدۡخِلُ مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِیۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۝ؑ (الدہر:۳۰،۳۱)

''بے شک اللہ بہت جاننے والا اور دانائی کے فیصلے کرنے والا ہے جس کو چاہتا ہے

اپنی رحمت میں داخل فرمالیتا ہے اور ظالموں کے لیے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

۳۴-اَلْحَیُّ: زندگی کا سرچشمہ۔موت، نینداور اونگھ سے پاک۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (الفرقان:۵۸)

"اور بھروسہ کیجیے اس زندہ رہنے والے پر جس کو کبھی موت نہ آئے گی۔"

۳۵-اَلْقَیُّوْمُ: کائنات کے نظم کو سنبھالنے اور قائم رکھنے والا۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (البقرہ:۲۵۵)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندۂ جاوید، نظامِ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔"

۳۶-اَلسَّمِیْعُ: بندوں کی سننے والا، بندوں سے پوری طرح واقف۔

۳۷-اَلْبَصِیْرُ: بندوں کے اعمال و معاملات پر نگاہ رکھنے والا۔تاکہ ان کے درمیان صحیح صحیح فیصلہ کرے۔

وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (المومن:۲۰)

"اور اللہ ٹھیک بے لاگ فیصلہ فرمائے گا۔ رہے وہ جن کو یہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بے شک اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔"

۳۸-اَللَّطِیْفُ: نہایت ہی باریک بیں۔ باریک ترین تدابیر اختیار کرنے والا۔

۳۹-اَلْخَبِیْرُ: بندوں کی ہر بات کی پوری پوری خبر رکھنے والا۔

یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ۝ (لقمٰن:۱۶)

''پیارے بیٹے! کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو، اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں چھپی ہوئی ہو اللہ اس کو نکال لائے گا۔ بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔''

۴۰-اَلْعَلِیُّ: انتہائی اونچا اور بلند مرتبے والا۔

۴۱-اَلْکَبِیْرُ: انتہائی بزرگ اور بڑائی والا، جس کی بڑائی میں کوئی شریک اور مقابل نہیں۔

۴۲-اَلْحَقُّ: جس کا وجود برحق ہے، اور کسی کے انکار سے اس کے برحق ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ لا
وَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ O (لقمٰن:۳۰)

''یہ اس لیے کہ اس کا وجود برحق ہے، اور وہ سب باطل ہیں جنھیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں، اور یہ کہ اللہ ہی بلند اور بڑائی والا ہے۔''

۴۳-اَلْمُبِیْنُ: حق کو کھولنے والا اور حق کو حق کر دکھانے والا۔

وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ O (النور:۲۵)

''اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ دکھانے والا۔''

۴۴-اَلْمَوْلٰی: مومنوں کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والا۔ حقیقی آقا، کارساز۔

۴۵-اَلنَّصِیْرُ: مومنوں کی نصرت وحمایت کرنے والا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰـکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ O (الحج:۷۸)

''اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہی تمھارا حقیقی آقا ہے، کیا ہی بہترین حامی ہے اور کیا ہی خوب مددگار۔''

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی
لَھُمْ O (محمد:۱۱)

''یہ اس لیے کہ جو مومن ہیں ان کا آقا اور کارساز خدا ہے اور کافروں کا کوئی حامی و کارساز نہیں۔''

۴۶-اَلْکَرِیْمُ: عالی ظرفی کے ساتھ بخشش اور سلوک کرنے والا۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّاشَآءَ رَكَّبَكَ ۝ (الانفطار:۶-۸)

''اے انسان! تجھ کو کس چیز نے تیرے اپنے ربِ کریم کے معاملے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، وہ رب جس نے تجھے پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ پھر تیری ساخت کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ پس تجھے نہایت موزوں بنایا۔ اور جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔''

۴۷-اَلْغَنِیُّ: مخلوقات سے مستغنی اور بے نیاز۔

۴۸-اَلْحَمِیْدُ: اپنی ذات میں پاکیزہ خوبیوں والا۔ جو کسی کی تعریف وثنا کا محتاج نہیں۔

وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ ۝ (لقمٰن:۱۲)

''جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو کفر کرے تو خدا بے نیاز اور آپ سے آپ پاک صفات والا ہے۔''

۴۹-اَلْقَوِیُّ: نہایت قوت والا، جس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔

۵۰-اَلشَّدِیْدُ: نہایت سخت پکڑ کرنے والا، جس کی پکڑ سے بچنا ممکن نہیں۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الانفال:۵۲)

''جس طرح آلِ فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے، انھوں نے خدا کی آیات کو ماننے سے انکار کیا۔ اور اللہ نے ان کے گناہوں پر انھیں پکڑ لیا۔ اللہ زبردست قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔''

۵۱-اَلرَّقِیْبُ: بندوں کے اعمال ومعاملات کی نگرانی کرنے والا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النساء:۱)

''یقین جانو کہ خدا تمھاری نگرانی کر رہا ہے۔''

۵۲-اَلْقَرِیْبُ: بندوں سے نہایت نزدیک رہنے والا۔

۵۳- اَلْمُجِیْبُ: بندوں کی دعائیں سننے اور قبول کرنے والا۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶)

”اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے پوچھیں تو انھیں بتایئے کہ میں ان سے نہایت قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔“

فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ط اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌo (ہود:۶۱)

”پس تم اس سے مغفرت چاہو، اور اس کے حضور توبہ کرو۔ یقیناً میرا رب قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔“

۵۴-اَلْوَکِیْلُ: بندوں کے کام بنانے کی ذمّہ داری لینے والا، کارساز۔

وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُo (آل عمران:۱۷۳)

”اور انھوں نے کہا۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“

۵۵-اَلْحَسِیْبُ: بندوں سے باز پرس کرنے اور حساب لینے والا۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًاo (النساء:۸۶)

”بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

۵۶-اَلْجَامِعُ: جسم کے ریزوں کو اکٹھا کرنے والا اور حشر کے دن بندوں کو جمع کرنے والا۔

رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ ط (آل عمران:۹)

”اے ہمارے رب، یقیناً تو انسانوں کو اس دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔“

۵۷-اَلْقَادِرُ: ہر کام کے کرنے کی طاقت وقدرت رکھنے والا۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗo بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗo (القیامۃ:۳،۴)

”کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (ریزہ ریزہ بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں

کریں گے؟ ضرور کریں گے۔ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے پور پور کو درست کر دیں۔''

۵۸-اَلْحَفِیْظُ: بندوں کو ہر آفت اور مصیبت سے بچانے والا۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ○ (ہود: ۵۷)

''بے شک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔''

۵۹-اَلْمُقِیْتُ: مخلوق کو ٹھیک ٹھیک حصہ دینے پر پوری طرح قادر۔ روزی دینے والا۔

وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ○ (النساء: ۸۵)

''اور اللہ ہر چیز کو ٹھیک حصہ دینے پر قادر ہے۔''

۶۰-اَلْوَدُوْدُ: بندوں سے بے پناہ محبت رکھنے والا۔

۶۱-اَلْمَجِیْدُ: بزرگی اور شرف والا۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ۙ (البروج: ۱۴، ۱۵)

''اور وہ بہت زیادہ پردہ پوش، بے پناہ محبت کرنے والا، صاحبِ عرش، بزرگی اور شرف والا ہے۔''

۶۲-اَلشَّهِیْدُ: ہر جگہ حاضر و ناظر، ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا۔

وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ؑ (المجادلۃ: ۶)

''اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔''

۶۳-اَلْوَارِثُ: ہر چیز کا حقیقی مالک، جس کی ملکیت کبھی ختم نہیں ہوگی۔

۶۴-اَلْمُحْیِ: مخلوق کو زندگی دینے والا۔

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ○ (الحجر: ۲۳)

''اور ہم ہی زندگی اور موت دینے والے ہیں اور ہم ہی اصل وارث اور مالک ہیں۔''

۶۵-اَلْوَلِیُّ: مومنوں کا حامی اور سرپرست۔

۶۶-اَلْفَاطِرُ: ہر چیز کا بنانے والا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ج
(یوسف:۱۰۱)

''آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا سرپرست ہے دنیا میں اور آخرت میں۔''

۶۷-اَلْمَالِکُ: ہر چیز کا حقیقی مالک، جس کے سامنے سب عاجز اور بے بس ہیں۔

مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ـــــ جزا کے دن کا مالک۔ (الفاتحۃ:۳)

۶۸-اَلْمُقْتَدِرُ: ہر چیز پر پورا پورا اقتدار رکھنے والا۔ جو کسی کام میں مجبور نہیں۔

۶۹-اَلْمَلِیْکُ: کامل اختیار رکھنے والا بادشاہ۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ۙ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۠ (القمر:۵۴،۵۵)

''متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ کامل اختیار رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہِ عزت میں۔''

۷۰-اَلْاَوَّلُ: وہ جو ساری مخلوقات کی تخلیق سے پہلے موجود تھا۔

۷۱-اَلْاٰخِرُ: وہ جو ساری مخلوقات کی فنا کے بعد موجود رہے گا۔

۷۲-اَلظَّاهِرُ: جس کی خدائی ہر ذرّے سے عیاں ہے۔

۷۳-اَلْبَاطِنُ: نگاہوں سے پوشیدہ اور مخفی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید:۳)

''وہ سب سے پہلا سب سے پچھلا سب پر ظاہر اور سب کی نگاہوں سے پوشیدہ۔''

۷۴-اَلْقَاهِرُ: بندوں پر کامل غلبہ اور اختیارات رکھنے والا۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط (الانعام:۱۸) ''اور وہ اپنے بندوں پر کامل غلبہ رکھتا ہے۔''

۷۵-اَلْکَافِیْ: جو بندوں کی ہر ضرورت کے لیے خود کافی ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط (الزمر:۳۶) ''کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے۔''

۷۶-اَلشَّاکِرُ: بندوں کی سعی و عمل کا قدرداں۔

وَ کَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًاo (النساء:۱۴۷) ''اور اللہ قدرداں اور علیم ہے۔''

۷۷-اَلْمُسْتَعَانُ: وہ ذات جس سے مدد مانگی جائے۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ (یوسف:۱۸) ''اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔''

۷۸-اَلْبَدِیْعُ: بغیر کسی نظیر کے پیدا کرنے والا، بے مثال موجد۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (البقرہ:۱۱۷) ''آسمانوں اور زمین کا بے مثال موجد۔''

۷۹-اَلْغَافِرُ: گناہوں کو معاف فرمانے والا۔

غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (المومن:۳) ''گناہ کو معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے والا۔''

۸۰-اَلْحَاکِمُ: اپنی مخلوق پر حکومت کرنے والا۔ ''واحد فرماں روا اور قانون ساز۔''

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط (الانعام:۵۷) ''فرماں روائی صرف خدا کا حق ہے۔''

۸۱-اَلْغَالِبُ: کامل اختیار اور پورا قابو رکھنے والا۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (یوسف:۲۱) ''اور اللہ اپنے کام پر پورا قابو رکھتا ہے۔''

۸۲-اَلْحَکَمُ: بے لاگ فیصلہ کرنے والا۔

اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا (الانعام:۱۱۴) ''تو کیا میں خدا کے سوا حکم تلاش کروں۔''

۸۳-اَلْعَالِمُ: کھلے چھپے سے پوری طرح واقف۔

۸۴-اَلْمُتَعَالِ: ہر حال میں بلند و بالا رہنے والا۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِo (الرعد:۹)

''پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز سے واقف، بزرگ اور برتر۔''

۸۵-اَلرَّفِیۡعُ: بلند و برتر درجات والا۔

رَفِیۡعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ (المومن:۱۵) ''بلند درجات والا، صاحبِ عرش۔''

۸۶-اَلۡحَافِظُ: آفات و حادثات سے حفاظت کرنے والا۔

فَاللّٰهُ خَیۡرٌ حَافِظًا ۖ (یوسف:۶۴) ''پس اللہ ہی بہترین محافظ ہے۔''

۸۷-اَلۡمُنۡتَقِمُ: اپنے اور اپنے مخلصین کے دشمنوں سے بدلہ لینے والا۔

فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ (الروم:۴۷)

''پھر جن لوگوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔''

۸۸-اَلۡقَآئِمُ بِالۡقِسۡطِ: عدل و انصاف کے ساتھ تدبیر و نظم کرنے والا۔

۸۹-اَلۡاِلٰـهُ: معبود، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

قَآئِمًا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ؕ (آل عمران:۱۸) ''عدل کے ساتھ نظم کرنے والا، واحد معبود۔''

۹۰-اَلۡهَادِیۡ: سیدھی راہ دکھانے والا۔ رسول اور کتاب بھیجنے والا۔

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ (الحج:۵۴)

''یقیناً اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔''

۹۱-اَلرَّءُوۡفُ: بندوں پر انتہائی مہربانی کرنے والا۔

وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ۝ (البقرہ:۲۰۷) ''اور خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔''

۹۲-اَلنُّوۡرُ: دونوں جہان کو روشن کرنے والا، روشنی کا سرچشمہ

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ (النور:۳۵) ''خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔''

۹۳-اَلۡاَکۡرَمُ: عزت اور شرف والا۔ بندوں کے ساتھ عالی ظرف کا معاملہ کرنے والا۔

اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۝ (العلق:۳) ''پڑھیے اور آپ کا رب بڑے ہی کرم والا ہے۔''

۹۴-اَلۡاَعۡلٰی: سب سے بلند اور بالاتر۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰیo (الاعلیٰ:۱)

''اپنے بلند و برتر رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔''

۹۵-اَلْبَرُّ: اپنی مخلوق کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے والا۔

اِنَّہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُo (الطّور:۲۸)

''بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا مہربان ہے۔''

۹۶-اَلرَّبُّ: پرورش کرنے والا۔ ہر طرح کے خطرات سے بچاتے ہوئے اور ارتقاء کے تمام اسباب فراہم کرتے ہوئے منزلِ کمال تک پہنچانے والا، آقا، مالک۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحۃ:۱) ''شکر اللہ، جہانوں کے رب کے لیے۔''

۹۷-اَلْحَفِیُّ: مخلوق کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا نہایت مہربان

اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّاo (مریم:۴۸) ''بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔''

۹۸-اَلْاَحَدُ: یکتا۔ بے مثال، جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

۹۹-اَلصَّمَدُ: بے نیاز، جو کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌo اَللّٰہُ الصَّمَدُo (الاخلاص:۱،۲)

''کہیے وہ اللہ یکتا ہے، اللہ بے نیاز ہے، سب اس کے محتاج ہیں۔''

---

(۵۶)

مسنون دعائیں
ایک نظر میں

شب و روز کے مختلف اوقات اور مواقع پر پڑھنے کے لیے قرآن و حدیث میں جو دعائیں آئی ہیں۔ ان کو یاد کیجیے، ان کا ورد رکھیے۔ اور ان کو اخلاص وشعور، شوق وانہماک اور کامل یکسوئی کے ساتھ برابر پڑھتے رہیے یہاں تک کہ یہ دعائیں اور التجائیں واقعی آپ کے دل کی آرزوئیں بن جائیں۔ اپنے خدا سے مانگنا، برابر مانگتے رہنا، انھی الفاظ میں مانگنا جو اس نے تلقین فرمائے ہیں اور وہی کچھ مانگنا جو اس کے محبوب بندے ہمیشہ مانگتے رہے ہیں ـــــ یہی مومن کی شان ہے اور یہی دونوں جہان کی سعادت۔

اسی تصور کے تحت قرآن وحدیث سے منتخب دعائیں اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں، لیکن یہ دعائیں چوں کہ مختلف ابواب میں موضوعات کے تحت پوری کتاب میں بکھری ہوئی ہیں۔ اور قاری کو ضرورت کے وقت ان کی تلاش میں خصوصی زحمت ہوسکتی ہے۔ اس لیے یہاں ان دعاؤں کی ایک جامع فہرست اس طرح دی جاتی ہے کہ حروف ہجا کی ترتیب کے مطابق دعا کا عنوان دے کر اس کے سامنے اس صفحے کا نمبر دے دیا گیا ہے جس پر وہ دُعا نقل کی گئی ہے، اس طرح یہ ساری دعائیں اور ان کے مواقع بیک نظر سامنے آجاتے ہیں اور ان سے استفادہ میں کافی سہولت ہوجاتی ہے۔

ا

ب، ت

ج – چ

ح – خ

د – ر – ز

س — ش

ص، ع، غ

ف، ق

ک، گ

ل، م

ن، و